بسم الله الرحمن الرحیم نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

۲ غنچۂ آرزو ۱۲

صدلان لکھنؤ گردید
در مطبع مجتبس واقع صبد

شمار غزلیات	بسم اللہ الرحمن الرحیم	تعداد اشعار
۱		۱۳

آبرو کی جو صفات فقر اسے پیدا
صورت وصل ہوئی ذات خدا سے پیدا

نفس امارہ سے کیوں نہ یہ ہو جاتا ہی
زور کر روح میں تقلیل غذا سے پیدا

اور یہی حال زمانے کا نظر آئے گا
آگہی کر تو ذرا فقر و فنا سے پیدا

گوش دل سے نہ سنا قافلہ میں یوسف نے
تھی زلیخا کی صدا بانگ درا سے پیدا

چار دن کے لئے کیا کیا ہوا دنیا میں
خاک سے آب سے آتش سے ہوا سے پیدا

رتبہ دیر و حرم گبر و مسلمان سمجھے
منزلت اپنی نہ کی ذہن رسا سے پیدا

اوٹھ گیا دیدۂ دل سے جو دوئی کا پردہ
ایک ہی نور ہوا ارض و سما سے پیدا

آئینہ بنکے رخ یار کا جلوہ دیکھا
خوب صورت ہوئی اس نہ لکی صفا سے پیدا

کھلگئی عمر دو روزہ کی حقیقت جس دم
ایک سا حال کیا شاہ و گدا سے پیدا

الفت کعبۂ مقصود نے صورت پکڑی
شکل محراب ہوئی دست دعا سے پیدا

ای جنون جذب کا عالم جو کبھی دکھلائیں
جلوۂ یار ہو ہر چاک قبا سے پیدا

فکرِ دنیای دنی سے نہ یہ عالم ہوتا | بیشتر ہم ہوئے ارض و سما سے پیدا

۲

ای صبا دیکھ کے جلوہ بہ چمنِ عالم کا
حالتِ وجد ہے ہر موجِ ہوا سے پیدا

۱۹

نہایت جوش پر دریا ہی اپنی طبعِ موزوں کا
جہاں میں شور ہے طوفانِ آب و تابِ مضموں کا

نہ ہوتا ای جنوں گر پاس ہمکو روحِ مجنوں کا
پتا ملتا نہ دامن کی طرح دامانِ ہاموں کا

امید و بیم میں احوالِ دل ہر دم دگرگوں ہے
کبھی پیرو یہ ہے موسیٰ کا کبھی بندہ ہے قاروں کا

صفائی ہو گئی شب کو بہت خورشید طلعت سے
خدا کے فضل سے کیا معرکہ مارا ہے گردوں کا

نکیوں کیفیتِ اشراق ہم مستوں کو حاصل ہو
ہر اک خم اپنے میخانے میں سینہ ہے فلاطوں کا

حرارہ جب مرا ضراغِ جنوں لاتا ہے صحرا میں
بگولے ڈھونڈتے ہیں پھرتے ہیں سایہ بیدِ مجنوں کا

ہوا ہے دہر ہم مستوں سے ان روزوں خالی کے
خدا حافظ ہے ساقی کشتیِ صہبائے گلگوں کا

میں شاعر ہوں مرا ایجاں ہے پر دم نکلتا ہے
بہت اعلیٰ ہے یہ مصرع تمہارے قدِ موزوں کا

شبِ تارِ لحد نے روز روشن اپنی نظروں میں
بڑا اندھیر ہے سودا ہوا ہے زلفِ شبگوں کا

حقیقت میں لہو اور کرتا دامانِ قاتل پر
قضا نے لکھدیا شنجرف سے محضر مرے خوں کا

فقیرِ مست میں ہر وقت کیفیت میں رہتی ہیں
کبھی طرہ ہے تار سبزی کا کبھی گھولا ہے افیوں کا

ملایا خاک میں گردوں نے کیس کیس نام آوروں کو
نشاں ملتا نہیں ہے قبرِ جمشید و فریدوں کا

ہمارا سوزِ دل کیونکر نہ روشن ہو زمانے پر
کہ خورشیدِ فلک تارا ہے اپنے بختِ واژوں کا

صفا حاصل ہوئی ہے الفتِ دندانِ جاناں سی
بغل میں دل نہیں قطرہ ہے آبِ درِ مکنوں کا

بلند و پست عالم ایک ہے چشمِ حقیقت میں
حصیرِ فقر ہم پایہ بنا تختِ فریدوں کا

رہی گی گر یونہیں ہر روز بیتابی مری دل کی
بدل جائیگا عالم چار دن میں ربعِ مسکوں کا

دلِ سودا زدہ میرا نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا
ہر اک حلقہ ہے کالا جیلخانہ زلفِ شبگوں کا

لب معجز نما ایجان دانتوں سے چباتے ہیں ۴ مسیحا دیکھ کر گشتہ تری آنکھوں کی افسون کا

۳

صبا حیران ہین ہم اک بت خود بین کے ہاتھوں سے
مکدر آئینہ رہتا ہے اپنی طبع مفتون کا

۱۳

ای صبا جذب پہ جس دم دل ناشاد آیا
اپنی آغوش میں اور گروہ پریزاد آیا

صحو ابرو کے لیے خنجر فولاد آیا
ذبح کرنا بھی نہ تجھکو مرے جلاد آیا

سرکشی پہ جو وہ سرو ستم ایجاد آیا
پاس ارے کے گھٹتا ہوا شمشاد آیا

چشم موسی ہمہ تن بنگیا مین حیرت سے
دیکھا اک بت کا وہ عالم کہ خدا یاد آیا

دم آغاز جنون طوق گلوگیر ہوا
غل مچا نے بھی نباے تھے کہ حداد آیا

کٹ گئے مارے خجالت کی جوانان چمن
پارہ یہ قد جو ترا او ستم ایجاد آیا

عاشقون سے نہ کوئی زمانہ خالی
کبھی وامق کبھی مجنون کبھی فرہاد آیا

دلمین اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا

رہ گئے غربت میں ہجوم گل صحرائی پر
چمن مجمع یاران وطن یاد آیا

نشتر یار کی نشتر نے کیا سودائی
خون فاسد کی طرح جوش میں فصاد آیا

بنگیا خال جبین کوکب بخت یوسف
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا

عارض صاف کا کھنچا نہ گیا جب نقشا
آئینہ لیکے ترے سامنے بہزاد آیا

۴

بیت ہستی کے صبا ہو گئے معنے روشن
خواجہ آتش سا زمانے مین او استاد آیا

۱۴

توسن طبع کو کرتا ہو مین گھوڑا کیا کیا
ایک اک گام پہ اٹھتا ہے یہ گھوڑا کیا کیا

اہل دولت سے کوئی شرع میں اتنا پوچھے
ساتھ کیا کیا لیا اسوقت میں چھوڑا کیا کیا

سوزش دل سے ہوا اف شب تنہائی میں
ہاے رہ رہ کے تپکتا ہے یہ پھوڑا کیا کیا

پیچ و تاب دل عاشق کی نہ صورت بگڑی
زلف کو یار نے جب ہر دو ہر کے مروڑا کیا کیا

کیسا کیسا نہ کیا آکے خزاں نے برباد
زر گل کا ہوا باغ میں توڑا کیا کیا

مرگئے پر نہ یاد انکو کفن گردون نے
زندگی میں جو پہنتے رہے جوڑا کیا کیا

کیوں نہ جائیں زمانے میں ہزاروں عیلا
ہمنے رو رو کے جو دامن کو نچوڑا کیا کیا

طاقت فقر سے ہم نفس پہ غالب آئے
لنگر اس دشمن شہ زور کا توڑا کیا کیا

ہیکل چین جو مجھے لیگئی قسمت بے یار
خشت خم سے سر شوریدہ کو پھوڑا کیا کیا

شرم سے سر نہ اوٹھایا تیری رنگ آگے
باغ میں گل کو صبا نے بھی جھنجھوڑا کیا کیا

حال رونیکا جو لکھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں
چشم پر آب پہ طوفان ہے جوڑا کیا کیا

دلکو برما تا ہوا صاف جگر سے گذرا
ایک تیر نگہ یار نے توڑا کیا کیا

حلق زاہد کا جو روز ہمیں بہت خشک ہوا
دامن تر ہرا لے لیکے نچوڑا کیا کیا

بار بار روح سکندر کو دیں ہیں صدمے
آئینے سے بھی ہے منہ یار نے موڑا کیا کیا

ہاتھ عناب لب و سیب ذقن تک پہنچا
ہمنے میوہ چمن حسن سے توڑا کیا کیا

اوسکے چیلے کو انگوٹھی سے نہ بدلا ہمنے
ہاتھ رکھ رکھ کے سلیمان نے مروڑا کیا کیا

۲۳	ہے جلو دار صبا خاک مجھ آوارہ کی آج کف لائیگا اوس ترک کا گھوڑا کیا کیا	۵

آیا جو موسم گل تو یہ حساب ہوگا
ہم ہونگے یار ہوگا جام شراب ہوگا

نالوں سے اپنے اکدن وہ انقلاب ہوگا
دم بھر میں آسمانکا عالم خراب ہوگا

دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
منہ اسطرف کبھی تو اے آفتاب ہوگا

اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری
نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا

وہ رند خلق ہوں میں گر ڈوبکر مرونگا
مردہ مرا بہ دوش حباب ہوگا

وہ مست ہین ادہر تو کبھی نہین ہین بے ساغر
ای زہد و ورع تجھپہ جو لوگ جان دینگے
خون سیاوش اکدن دکھلائیگا خرابی
تو نقد دل انکو لیکر ٹکرا تو ہے ٹھہر جا
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
داغ جگر کو لیکر جائینگے ہم جو اے دل
کیا سیر ہوگی وہ مہ لایا اگر جرا رہ
وہ رند ہو نہین زاہد آئی دی حشر کا دن
برسات ہی او بہارین ساقی سبق وش گو
ای مہروش تو کیونکر یہ دیکھ جی سکیگا
ای چرخ پیر ابتو یہ حال ہے ستم کا
ای غنچہ تمہارا بانیان قدم مین لونگا
وہ ہوئیگا انکے تلوے وہ تب جو سنگ پا ہی
زلفونکا عشق کیونکر اونسے بیان کرونگا
سرگشتگی مین میرا کیا ساتھ دے سکیگا
فرقت مین ضبط نالہ ہمسی نہو سکے گا
لگنے کی کیا خبر تھی یہ کون جانتا تھا

مغرب سے تان نمایان جب آفتاب ہوگا
رہ رہ کے تر بتو نہین اونپر عذاب ہوگا
اس ظلم کا عوض اے افراسیاب ہوگا
روز حساب میرے تیرے حساب ہوگا
کیونکر کوئی جئیگا جب یون عتاب ہوگا
جنت مین حور لیکر رہنا عذاب ہوگا
چہرہ جو تمتمایا تو آفتاب ہوگا
اوس روز بھی یہ بندہ مست شراب ہوگا
چھپایا ہوا چمن پہ کیسا سحاب ہوگا
ابر تنک کی صورت منہ پر نقاب ہوگا
کیا ہوگا جن دلون پر تیرا شباب ہوگا
زاہد کا گر عمامہ رہن شراب ہوگا
شیرین کا ہی ستون پر نقشہ خراب ہوگا
حال دل پریشان گونکے کا خواب ہوگا
ای آسمان ٹھہر جا ناحق خراب ہوگا
قابو مین دل نہوگا جب اضطراب ہوگا
لیلے کے ساتھ پڑھ کر مجنون خراب ہوگا

٦	ایمان تم صبا کا اسوقت دیکھ لینا آنکھون نکلت دم لبون پر یا بوتراب ہوگا	۱۴

اونکی رفتار سے دل کا عجب احوال ہوا
رندہ گیا بیٹھگیا اٹھ ہوا پامال ہوا

دشت وحشت کا علاقہ مجھے اسہال ہوا
داغ سودائے محبت پہ اقبال ہوا

اس بکھیڑے سے الٰہی کہیں چھٹکارا ہو
عشق گیسو پہ دیا جان کا جنجال ہوا

انتظار لطف کی تو ہے مگر ... وصال
طفل اشک آہ مری نے خوش اقبال ہوا

میں تو صوفی جو کبھی نالۂ ناقوس سنا
وجد آنے لگے ہم کو اک عجب حال ہوا

بچ گیا اشعر پیچ میں لا نیکا بال
لیے پریشاں تیرے گیسو کا حال ہوا

دولت عشق ہوا اپنی سمو در گلی ...
شکر کیا ہے جو غم عشق ہوا اور مال ہوا

اپنی قسمت کا نوشتہ جو لکھا یا ہے
حشر کے روز غلط نامۂ اعمال ہوا

آسماں نے مجھے محروم شہادت رکھا
تیغ قاتل کی ... بخت سے ڈھال ہوا

لوگ کہتے ہیں کہ گردن پہ ... ہے دینا
سبزۂ خط سے ... خوش ... کمال ہوا

تیغ حسن اے گل تر ہو گئی خون آلودہ
... میں ترا منہ جو بہت لال ہوا

طائر دل کے لیے آپ نے صیادی کی
رشتۂ دام بلا زلف کا ہر بال ہوا

لامکاں تک کہیں پہنچے اسے ... خیال
... فلک ... میں پامال ہوا

اے صبا آپ رعایت ... کی
زرد گل پایا جو گلچیں نے تو ... پامال ہوا

۱۵

آنکھ یار نے عشاق سے اتنا کھینچا
حشر تک وعدۂ دیدار نے ... کھینچا

جب ... کا وقت ہوئی آہ میں تھم ... نے
... طرف گردن مینا کھینچا

جذب دل سے ابھی عاشق کے تم آگاہ نہیں
آہ کھینچو گے جو ... کبھی نالا کھینچا

نکلا ایذا سے میں گرفتہ اجل کے ہاتھوں
پاؤں کا دم صفت خار کف پا کھینچا

دست بیدار ... تھا تمہیں عاشق سے
ہاتھ بیمار سے ... رشک مسیحا کھینچا

کھینچی تصویر مصور نے جو مجھ گریاں کی
چشم تر آب کا نقشا لب دریا کھینچا

واہ کیا زورِ نزاکت ہے ترا اے ساقی
رشتۂ زلف کو شمشیر کیا قاتل نے
مانگ کر یار سے بوسہ میں بڑا جھگڑا کمینہ
وصلِ مقصود جو تھا یار کمان ابرو سے
کسقدر بزم میں اغیار سے لڑکر بیٹھے
جذبِ الفت نے نہ دکھلائی کچھ اپنی تاثیر
حرف ایمان پہ آیا نہوا وصلِ صنم
بوسۂ سبزۂ خط دے کے گنہگار کیا

البلا ہی تو نے اوٹھائی ہے کہ جیسا کھینچا
باندھ کر پاؤں میں رسی مرا لاشا کھینچا
تھوڑی سی بات نے بھی طول بہت سا کھینچا
اثرِ تیر دعا کے لیے چلا کھینچا
کیا شکنجے میں مجھے آپ نے بیجا کھینچا
ہاتھ سے دامنِ یوسف جو زلیخا کھینچا
خطِ قسمت نہ مٹا ماتھے پہ قشقا کھینچا
تو نے کانٹوں میں مجھے اے گلِ رعنا کھینچا

۸

اے صبا پاؤں نہ اوٹھتے تھے چمن سے اپنے
دستِ وحشت نے ہمیں جانبِ صحرا کھینچا

١٧

عدو ہوئے جان بہت بیباک نکلا
صنوبر قد کشتی میں خاک نکلا
فرشتوں کو کیا مات آدمی نے
اور ہاں آدمی قید مذہب دل سے چھٹنے
محبت سے کھلا حالِ زمانہ
نکل آئی فلک کے دور سے روح
وہ پژمردہ تھا فصلِ گل جو آئی
شکارہ انگن میں دل کو جانتا تھا
مرے ہم آرزو اونکی ہم آئی
چمنوں میں یاں ہم عالم کو دیکھا

بڑا قاتل بڑا سفاک نکلا
وہ سروِ قد چمن کی ناک نکلا
قیامت کا یہ مشتِ خاک نکلا
قفس سے طائرِ ادراک نکلا
یہ دل تو خِ طلسمِ خاک نکلا
بھنور سے خوب یہ تیراک نکلا
چمن سے صورتِ خاشاک نکلا
غزالِ بستہ فتراک نکلا
ہمارا حوصلہ کیا خاک نکلا
عجب صحرا سے وحشت ناک نکلا

نکلتی ہے بدن سے جس طرح روح — ترے گھر سے میں یوں غمناک نکلا
تمہارے قد سے کچھ کم سرو ٹھہرا — صنوبر تو بہت کاواک نکلا
ہماری ہی سادہ لوحی کام آئی — حساب روز محشر پاک نکلا
ترارہ بھرتے ہی پہونچا عدم میں — سمند عمر کیا چالاک نکلا
بھرے لڑکوں نے دامن پتھروں سے — جہاں تیرا گریبان چاک نکلا
منڈایا دور ساقی محتسب نے — عدو جمشید کا ضحاک نکلا

۹ — صبا ہم حشر کو مجرم جو نکلے — شفاعت گوشۂ لولاک نکلا — ۲۴

خود پرستی کا جو سودا ہو گیا — آپ میں اپنا تماشا ہو گیا
داغ غم دل سے ہویدا ہو گیا — مشرق خورشید ذرا ہو گیا
دیکھ کر اوس بت کو سکتا ہو گیا — میں بہت محو تماشا ہو گیا
جب مجھے اپنی حقیقت کھل گئی — جز سے کل قطرے سے دریا ہو گیا
کھو گیا ایسا طریق عشق میں — خود نہیں معلوم میں کیا ہو گیا
دے دیا دل یار کو مٹی کے مول — مفت اس یوسف کا سودا ہو گیا
ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقر میں — قاقم و سنجاب و دیبا ہو گیا
دین و دنیا کا بکھیڑا چھوڑ کر — دو تو عالم میں میں یکتا ہو گیا
طوطئ خط کے سبب گیسوئے یار — شہپر پرواز عنقا ہو گیا
اے صنم تیرے نگہ کے تیر سے — شرع میں زاہد کے رخنا ہو گیا
اپنے یوسف کے میں شوق دید میں — مردم چشم زلیخا ہو گیا
رونق بزم بتاں بندہ ہوا — داغ جوں شمع کلیسا ہو گیا

بعد مرے کے قابل مری حیرت ہوئی
یار بھی محو تماشا ہو گیا

چاندنی کی سیر اور غیرت نے سا محتشر
اے قمر یہ کیا طریقا ہو گیا

منزلت دل کو جو کعبے کی ملی
سنگ اسود داغ سودا ہو گیا

جان شیرین ہمنے کس سختی سے دی
تیشہ قاتل کا دونا ہو گیا

دیکھکر شب کو رخ پر نور یار
شمع کا شعلہ پتنگا ہو گیا

کھینچ کر تصویر روئے یار کی
اور ہی مانی کا نقشا ہو گیا

لے اڑا تجھکو ترا حسن شباب
اپنا عالم ہی نرالا ہو گیا

روتے روتے چشم نابینا ہوئی
یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا

ضعف کے بڑھنے سے ہمکو ہی جنون
خانۂ زنجیر صحرا ہو گیا

جا سے عبرت ہے جہان بے ثبات
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

کیون چڑھا منہ پر مین تیغ یاس کے
مفت مین خون تمنا ہو گیا

۱۰

اے صبا یہ بھی لکھا تقدیر کا
ہمسے اوراو سنسے محلکا ہو گیا

۸

شعر مین یار کو ہمنے جو چھلاوا باندھا
زلف کو موج رم آہوئے صحرا باندھا

عشق گیسو مین یہ مضمون جنون باندھا
دل کو مغز سر آمادۂ سودا باندھا

ہمنے تار نظر دیدۂ وحدت بین سے
کلیہ یہ ہے کہ شیرازۂ اجزا باندھا

جیسے لاغر کو بنایا ہدف تیر نگاہ
یار نے بال سے باریک نشانا باندھا

حسن نے چاند کا ہالے مین دکھایا عالم
خوبرویون نے ترے گرد جو حلقا باندھا

جامۂ یار کی پائی نہ صبا نے خوشبو
بقچۂ غنچۂ گل باغ مین کھولا باندھا

طائر عقل کو معذور رکھا زاہد نے
[illegible] مین صبح کا ڈورا باندھا

۱۱

ای صبا قلعہ ہستی سے جو دم گھبرایا
بڑھ کے دو چار قدم موت کا آگا باندھا

۱۳

یہ ہے نشان عشق کدورت مآل کا
شاکی ہوں گردش فلک بد خصال کا
ہر سبز ثبات دورے ہے پر تکال کا
عاشق ہزاروں یوں تو ہوئے ہیں سوا دم کے
جمشید اپنے وقت کا ہو کیں فقیر مست
گو کھو میں گردش نگہ یار سے لیا
آتی ہے کسکو نیند مری آنکھیں کھل گئیں
سمجھے مست کہ ہیں حال یہ کیا کیا عنایتیں
شبنم جو گرتی ہے تو اوٹھاتا ہے آفتاب
میری ہی افروتنی مجھے معراج ہو گئی
طوبےٰ کے مرتبے سے وہ بالا ہو مرتبہ

ہو کر اسیر باغ عدم سے ہم آئے ہیں
پیغام وصل پر وہ مری بوٹیاں اڑائیں

تربت ہماری ہو نہ ہو سرسبز گرد ملال کا
آئی شب فراق گیا دن وصال کا
جام بلور ہاتھ پہ شعلہ ہے رال کا
چہرہ مگر بحال رہا تمال خال کا
جام جہاں نما ہے پیالہ سفال کا
تل تل ہو کے ہو گیا چشم غزال کا
سنکر فسانہ یار سے حسن جمال کا
ساقی کا میں غلام ہوں بندہ کلال کا
پرسان نہیں وہ عاشق گریاں کے حال کا
حاصل ہوا زوال ہیں تھے کمال کا
سایہ پڑے جو سرو پہ اوس نونہال کا

رشتہ نہیں حیات کا ڈورا ہے جال کا
دانتوں سے دیں جواب زبان سوال کا

۱۲

شانے کیطرح سے دل صد چاک ای صبا
بند ہے اونکے گیسوؤں کے بال بال کا

۱۴

عشق کا غم نہ گیا حسن کا غمزا نہ گیا
ہوئی تشخیص مرے درد کی نہ عیسیٰ سے بنی
وہ ہیمان تھا جسکو وہ بھیجیں گے سفر سنکر

میرا رونا نہ گیا آپکا ہنسنا نہ گیا
عرش تک چرخ چہارم سے مسیحا نہ گیا
چارہ اونکا نہ ہی ہجر کبھی لکھا نہ گیا

کوئے جانان مین رکھی ضعف نے ثابت قدمی | مثل نقش کف پا بیٹھ کے اوٹھا نہ گیا
ہم وہ ہمکش ہین کہ ہم اپنا خفا ہونے لگا | ہاتھ ساقی کا جو تا گردن مینا نہ گیا
چھوڑکر مجھکو تڑپتا وہ سدمارا گھر کو | حال میرا مرے بیرحم سے دیکھا نہ گیا
اوس شہ حسن کے ہین تابع فرمان شوق | حکم محفل کا ہوا شمع کو پروانہ گیا
صحبت مے نہ رہی عشرت وصلت نہ رہی | پاس سے یار گیا ہاتھ سے پیمانہ گیا
غسل دیوانہ بہت شاہد آبی کف لائے | وہ پری سیر کو جب تا لب دریا نہ گیا
ہوگیا رشک سے اپنا دل حیران صد چاک | روبرو اوسکے جو آئینہ گیا شانہ گیا
کچھ بھی اے دل ہے اثر عشق قد بالا مین | کوئی نالہ طرف عالم بالا نہ گیا
خاکسار ہمین ہمیشہ ہین ہا سرگشتہ | کونسی جا صفت خاک کف پا نہ گیا
لاغری نے مجھے سایہ جو بنایا تو گیا | چڑھ سکے دیوار پہ گھر مین ترے اوتر نہ گیا

۱۴ | ای صبا گوشہ زندان مین مگر رہتی ہا | ۱۵
خاک اوڑاتا طرف دامن صحرا نہ گیا

توڑکر سینہ ہمارا دل مضطر توڑا | نگہہ یار نے برچھی کے برابر توڑا
یار نے آکے مری لاش پہ زیور توڑا | باندھا تار النفس نہ رشتہ گوہر توڑا
زر سے مطلب نہین مجھ مست کو اے اہل دول | دیکھیے رکھہ کے لب مے کی برابر توڑا
کہکشان مانگ ہے منہ چاند ہے خال اختر ہین | ہالہ ہی تیرے گلے مین مہ انور توڑا
سرزمین کوچہ جانان کی چھوڑائی مجھسے | آسمان غم کا فلک نے مرے سر پر توڑا
سرکشی نفس کی موقوف ہوئی فرقت مین | ضعف نے زور کیا دیو کا لنگر توڑا
نہ پڑھا یار نے احوال شکستہ میرا | خط کے پرزے کیئے بازوے کبوتر توڑا
پراسر آئے مجھے گولی کا نشانا بتا | لائے سفاک پیا لیکے برابر توڑا

دیکھنے والوں نے محفل میں نگیوں نال لوٹیں
رقص میں بھی جو وہ رقاص ستمگر توڑا

سرِ رہ یار میں ہم دیکر سبکدوش ہوئے
کوچے کٹوا کے بڑا پاؤں کا لنگر توڑا

نشہ میں وہ لبِ میگون جو ہمیں یاد آئے
خشتِ خم سے لبِ جامِ مئے احمر توڑا

محتسب آنہ تعلّی پہ اگر اکڑ سے کو
جام توڑا کہ فلک سے کوئی اختر توڑا

عشقِ تر میں کبھی ہوگی نہ کمی اشکوں کی
موتیوں کا نہیں ڈالیکا سمندر توڑا

خوف کی جا ہے نہ چھیڑو دلِ سوزانکو مرے
آگ پھیلی جو سینہ کہیں اخگر توڑا

۱۴ | اے صبا وہ گہرِ مقصد ترا ابر لا بینگے
پر جبریل نے جنکے لیے گوہر توڑا | ۱۳

قلقلِ شیشہ ہے بلبل کی صدا سے پیدا
نشہ ہوتا ہے گلستانکی ہوا سے پیدا

گردِ غم کا ہے سبب حرص و ہوا سے پیدا
آندھیاں ہوتی ہیں تحریکِ ہوا سے پیدا

سرخ پوشاک اوتار اپنے گلے سے قاتل
خون ہوتا ہے مزارِ شہدا سے پیدا

بار الفت کا سنبھالا نہیں جاتا مجھسے
سرگرانی ہے مری لغزشِ پا سے پیدا

دہنِ یار کا مضمون نکالا ہم نے
واہ کیا بات ہوئی فکرِ رسا سے پیدا

عارضِ یار میں منہ صاف نظر آتا ہے
صورت آئینہ ہے جوشِ صفا سے پیدا

سنبلِ باغِ جناں ہوں پریشان جو زرین
سلسلہ ہو جو تری زلفِ رسا سے پیدا

شرمگین آنکھ نہ کی بوسہ لیئے گستاخی سے
گدگدی دل میں ہوئی اونکی حیا سے پیدا

پھر وہی ولولے ہوں پھر وہی گلگشت حرم
پھر وہی جوش ہو تاثیر ہوا سے پیدا

رنگِ خون شہدا کا نہ چھپا اے قاتل
کی لگاوٹ ترے ہاتھوں نے حنا سے پیدا

لو مبارک ہو تماشا ہے چمن بلبل کو
آمدِ فصلِ بہاری ہے ہوا سے پیدا

کوئے قاتل میں ہمیں شوقِ شہادت لایا
للہ الحمد ہوئی راہ قضا سے پیدا

۱۵ | ای صبا ہجر مین گلگشت سے دم رکتا ہی
خفقان کیون نہو بلبل کی صدا سی پیدا | ۱۸

گھر سے وحشت مین جو مین چاک گریبان نکلا
کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

مالک الموت نے دی ہنسکے مبارکبادی
دم ہمارا ترے زانو پہ جو ایجان نکلا

شکل ملبوس ہوئی جامہ دریدن خارج
تا بدامن مرے ہاتھون سے گریبان نکلا

چشم سفاک مین سُرمے کا نہین دنبالہ
عاشقون پہ ہے نشانِ صفِ مژگان نکلا

الفتِ کوچۂ جانان نے کیا خانہ خراب
برہمن دیر سے کعبے سے مسلمان نکلا

دیکھو غم روز جدائی کا نہ سر سے اوترا
سایہ کیطرح مرے گھر سے پریخوان نکلا

میرے اشعار سے مضمون رخِ یار کھلا
بے احادیث نہین مطلبِ قران نکلا

روز و شب فرقتِ جانان مین بسر کی ہمنے
تجھسے کچھ کام نہ ای گردشِ دوران نکلا

آستین ہمسے گلے ملتی ہی چڑہتی ہی مرے دامن پر
دستِ وحشت بھی بڑا رستمِ دستان نکلا

قابلِ دید ہی مرے ای گل دل پُر داغ اپنا
آئینہ جوہرون سے کیا چمنستان نکلا

ڈھیر ہو لینگے نکے چپوترے سے عاشقونکی قبر و نیز
جانبِ گورِ غریبان جو وہ خندان نکلا

خوش ہین وحشت مین ہے ہم جامہ دریدونکی نیلیہ
برہنہ کتمِ عدم سے ہر اک انسان نکلا

حال سوزِ تپِ فرقت کا ہوا جب روشن
شمع سان رشتۂ جان رشتۂ سوزان نکلا

دیدۂ شوق مین آئے ہین جو ادنا سے
ایک اک مور بھی رتبے مین سلیمان نکلا

خلق کے پران دولتِ دنیا پہ لٹی مرتی ہی
گنج کس روز تہِ کنجِ شہیدان نکلا

قول معصوم ہے النسا کی اجل حافظ ہی
دشمنِ جان جسے سمجھے تھے نگہبان نکلا

خیر ... النسا تھا سے باعثِ نقص
بدنما ہی جو لبون سے رہے دندان نکلا

بخت نالہ ... ان چمن سے گیا کیا
ای صبا یہ نہ سنو نارۂ دل نالان نکلا

١۶

مارزم دشت جنون ہو سکے ہیں گھر سے اوٹھا
عمر بھر دل نہ مرا یار کے گھر سے اوٹھا
جوش گل بادہ بہاری کے اثر سے اوٹھا
گیسوا وسکا جو رخ رشک قمر سے اوٹھا
سبب بارہ رحمت حق ہو گیا مینہ تیرہ امن
ہمنشین ملک عدم کو گئے پہلے کیطرح
ہو گیا عالم بالا سے کبھی بالا پانی
کوہ غم چرخ ستمگر نے مرے سر مارا
عشق گیسو نے نچوڑا دل پر داغ اپنا
جاتی ہی وصل کی شب کی مجھے سرسام ہوا
پڑ گئی دھوم زمانے میں قیامت آئی
ہجر ساقی میں جو یاد آئی مجھے بادہ کشی

١٣

دیر بہار آئی قدم پھر کبھی سر سے اوٹھا
بیٹھا دیوار کے نیچے جو میں در سے اوٹھا
بار صد بار ہر اک شاخ شجر سے اوٹھا
پردہ ظلمت شب روی سحر سے اوٹھا
ابر چھایا جو دھوان نار سقر سے اوٹھا
جا کے پہونچا وہیں جب پایہ در سے اوٹھا
جبکہ طوفان مرے دیدہ تر سے اوٹھا
بار جب گاو زمین کی نہ کمر سے اوٹھا
بیٹھ کر سانپ نہ گنجینۂ زر سے اوٹھا
درد سر نالۂ مرغان سحر سے اوٹھا
فتنہ الیسا مرے نالوں کے اثر سے اوٹھا
ابر کیطرح دھوان داغ جگر سے اوٹھا

١٧ ١۴

گریۂ الفت دندان میں صہبا ڈوب گیا
آج طوفان نیا آب گہر سے اوٹھا

سجدہ گہ ابرو میں انکی نظر سے نکل گیا
خود رفتگی سے چشم حقیقت جو وا ہوئی
محو خیال رہ گئے ہم یہ غضب نہیں
کیسا ہوا ہوا میرے رونیکے دیکھکر
رونے سے ہجر یار میں تسکین ہو گئی
آخر کیا اثر شب وصل نے مجھے

اک تیر تھا کہ صاف جگر سے نکل گیا
دروازہ کھل گیا تو میں گھر سے نکل گیا
آیا کدھر سے یار کدھر سے نکل گیا
دامان ابر دیدۂ تر سے نکل گیا
دل کا بخار دیدۂ تر سے نکل گیا
دم پہلے بانگ مرغ سحر سے نکل گیا

انهون نے مجکو آتش غم سے نجات دی
مانند دود نار سقر سے نکل گیا
دکھلایا ناتوانی نے جب گھر یار کا مجھے
مثل نگاہ روزن در سے نکل گیا
ساقی کی چشم مست نے ایسی دہوین اوڑائے
شعلہ سا ایک آتش تر سے نکل گیا
بہوین سے ڈہل چلے ہین کہان اب تلک کی
وہ پیچ اونکے موے کمر سے نکل گیا
اوس گل کے داغ عشق نے ایسا کیا گداز
الہا گہا کے مغز شمع کے سر سے نکل گیا

۱۸ مشکل ہے اے صبا یہ کرو جبر اختیار
ہے خیر دل جو عشق کے سر سے نکل لیا ۱۰

سرکشی کوئی ہو کبھی سربا نہین ہوتا
انجام برے کام کا اچھا نہین ہوتا
ستر دہن یار ہویدا نہین ہوتا
وہ عقدہ لاحل ہے کہ جو وا نہین ہوتا
ساقی تری سب دیکہ لی تعظیم و تواضع
خم جام کے آگے سر مینا نہین ہوتا
ہے دید کے قابل مرے اشکون کی روانی
جہا دونکا یہ میلا لب دریا نہین ہوتا
معدوم ہوے جاتے ہین ہم فکر کمر سے
مضمون کمر یار کا پیدا نہین ہوتا
گردش سے زمانہ کبھی خالی نہین رہتا
کسدن تہ و بالا یہ تہ و بالا نہین ہوتا
کسطرح سے ہم جان فدا کرتے ہین تجہپر
یہ دل نہین ہوتا یہ کلیجا نہین ہوتا
ناصح سے یہ کہتے ہین تری زلف کو دیکہا
بے مغز وہ خود ہے جسے سودا نہین ہوتا
نادان ہین جو کہتے ہین امید کسی سے
جز ذات خدا کوئی کسیکا نہین ہوتا

۱۹ ہوتے ہین صبا سینے مین ٹکڑے مرے دلکے
پہلو مین جو وہ چاند کا ٹکڑا نہین ہوتا ۱۳

بزم قاتل سے نہ بیٹہونگا مین زنہار جدا
شمع سان سر مری گر ہوے کبھی یار جدا
رخ دلدار سے ہو گیسوے دلدار جدا
روز روشن ہو جدا اور شب تار جدا

دستِ وحشت مین مری ساتھ سے ایسا لٹکے
پاؤن پر پڑ گئے ہوئے آبلو سے خار جدا

کیونکر ای حور پری سے مین تجھے نسبت دون
چشمۂ نور جدا ہے کرۂ نار جدا

مارِ رہزن ہی کوئی کوئی کمندِ عیّار
پیچ کرتا ہے تری زلف کا ہر تار جدا

دیکھیے آج وہ تشریف کہان فرمائین
ہمسے وعدہ ہے جدا غیر سے اقرار جدا

دانت مدت سے ہرا ناوک قاتل پہ تھا
دہن زخم سے کیا ہو لب سوفار جدا

گر نہ کلفت جو پڑی گوشۂ عزلت کو چھوڑ
میان سے زنگ مین ہوتی نہین تلوار جدا

مجھکو ڈر ہے نہ کہین چاند گہن مین آجائے
زلف شبگون رخ روشن سے رکھہ ای یار جدا

ساتھ چھوڑو نہین تمہارا یہ نہین ممکن ہے
خیر مانگو کہین ہوتی ہین وفادار جدا

حال دل کیا مین کہون یاس سے ہے جو نکلا
ایکدم یار سے ہوتے نہین اغیار جدا

دور سے ابروی قاتل کا اشارہ ہی بجھے
پاس سے چاہیے دیوانے کے تلوار جدا

۲۰	جان کے ساتھ صبا عشق بتونکا رکھو مثل شہرگ کے گلے سے نہو زنہار جدا	۱۴

غیر سے ہنستا ہے جانان میرا
دیو سے خوش ہے سلیمان میرا

کون ہو جامہ دری کا مانع
ہاتھ میرا ہے گریبان میرا

پا سے جانان مین لگاتا ہون حنا
ہاتھ ہے پنجۂ مرجان میرا

خط کے سودے مین ہوا ہون لاغر
خانۂ مور ہے زندان میرا

کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو
نام رکھا ہے مسلمان میرا

فیض باران کرم سے تیرے
دھو گیا نامۂ عصیان میرا

ہر رگ لے پہ ہے مجنون کا گمان
کیا جنون زا ہے بیابان میرا

ہڈیان کیون دہن گور مین جائین
میہمان ہو سگ جانان میرا

آئینہ بھی ہے ترا محوِ جمال / صاف ہے دیدۂ حیران میرا
صید ہے آہوئے مضمون اسکا / کلک ہے شیر نیستان میرا
اپنے صاحب کی ہوئی خاطر جمع / سن چکے حال پریشان میرا
گل مقصود کا سودا ہے مجھے / صحن گلشن ہے بیابان میرا
سحر وصل کی مانگون جو دعا / ہووے گرد شب ہجران میرا

۲۱ | بوسہ دیکر وہ صبا کہتے ہین / یاد رکھیے گا یہ احسان میرا | ۱۲

اشک افتادہ نظر آتے ہین یارو دریا / سیل دریا نے نظر اپنے اوتارو دریا
دیکھ لین گر مرے اشکون کی شرارے دریا / خشک ہو ساتھ ہی ہون خفگی کے مارے دریا
دونون چشمون سے مرے اشک بہا کرتے ہین / موج زن رہتا ہے دریا کے کنارے دریا
رغبت اوس ترک کو مجھ سے کبھی ہوتی نہین / آتش شوق سے بجھتی نہ کبھی بارے دریا
کام اشکون کی روانی سے نہ نکلا آخر / جستجو سے در مقصود نہین پاتے دریا
جسکی عزت دھری اوسنے پہر نکر ہوئے بے عزت / نکلے سر نہ خیابان کے اوتارے دریا
ساتھ غیرونکے وہان تم تو نہانیکو گئے / رو دیے یہان ہم غم فرقت مین ہزارون دریا
حاصل گوہر مقصود ہے رونے سے مجھے / دیدۂ تر کی بدولت ہے ہوا جاری دریا
آنکھ سے مجھکو بہاتا نہین وہ قلزم حسن / چشم گرداب سے کرتا ہے اشارے دریا
بار الفت کو جو لے سر پہ تو نکلے کسکی / تا قیامت کمر کوہ جو دھارے دریا
جیب مین روتا ہون نظر آتا ہے پانی پانی / دم گریہ مری آنکھونسے ہین تارے دریا

۲۲ | فرقت یار مین کیا سیر کرین دریا کی / اے صبا دیدۂ گریان ہین ہمارے دریا | ۱۰

شام سے حال عجب تا بسحر ہمنے کیا
ناتوانی مین جو بیدرد کے دم اپنا توڑا
بیستون پر کبھی ٹھہرے کبھی ہامونکو گئے
اپنے پیمانۂ بادہ کشی مین لب گلگون آوے
مہر کسطرح سے تیرا کبھو گلہای چمن
خردسالی ہی مین بازیچۂ ہستی سے چلے
سپردۂ دل مین ہوا جادۂ رہ کا عالم
طپش عشق سے گھر دلمین کیا اوس گت کا
شیشہ ہے کے لئے شیشۂ دلکو توڑا

کس خرابی سے شب غم کو بسر ہمنے کیا
سمجھے ہم قلعۂ فولاد کو سر ہمنے کیا
کوئی بستی جا نہین وحشت مین گذر ہمنے کیا
پنبۂ شیشۂ مے کو گل تر ہمنے کیا
صبحدم نالہ جو ای مرغ سحر ہمنے کیا
اشک کی طرح سے طفلی مین سفر ہمنے کیا
جب تصور ترا ای رشک قمر ہمنے کیا
آگ کسطرح سے پتھر مین گذر ہمنے کیا
حور رسائی کے لئے کاسۂ سر ہمنے کیا

۲۳

ای صبا دیکھکے اغیار کا جی چھوٹ گیا
تیغ سفاک سے جسدم نہ حذر ہمنے کیا

۱۴

خوبرویون سے دل صفا نہوا
وہ پری بجز فتنہ کا نہوا
قابل تخصیص جا سمجھے تعمیم
بوسۂ خال پا کی سیر ہوئی
کس طرح سے ہو سب حسینونکو فروغ
دہن زخم بے زبان رہا
شب ہجر آئی روز وصل گیا
خوض ہے بحر حسن مین بیجا
ان بتون سے سوای نقصان کے

آئینہ صورت آشنا نہوا
نقش جب نقش بوریا نہوا
بعد یوسف ترا زمانہ ہوا
ہمکو جسدم یہ ایک دانہ ہوا
ایسے جو بی چراغ پا نہ ہوا
شکر قاتل کا بجا ادا نہوا
منقلب عیش کا زمانہ ہوا
فکر کیا ہے جو دہن ہوا نہ ہوا
خاک بھی ہمکو فائدہ نہوا

اودہ نگاہیں نگہ قیامت ہے
سامنے جو ہوا نشانہ ہوا
رہ گئی حسن و عشق میں اک لاگ
آجتک قصہ فیصلا نہ ہوا

۲۴
مر گیا میں خیال میں جن کے
دمیان میرا او نہیں ذرا نہوا
۹

ہجر میں تڑپا ہوں میں صورت بسمل کیا کیا
دیکھنے کو تیرے لوٹا ہے مرا دل کیا کیا
داغ لالہ کو چمن میں دئے کیسے کیسے
شمع کو اوسنے جلایا سر محفل کیا کیا
وعدۂ وصل نے تسکین دی کیسی کیسی
دردِ فرقت میں رہے ہم متحمل کیا کیا
عشق کو عاشقون نے دلمین رکھا کس کسطرح
جن کو شیشے میں اوتارا کئے عامل کیا کیا
ہجر سے جان بچی وصل بھی اوس سے ہوا
میرے اللہ نے حل کی مری مشکل کیا کیا
غمکدہ بزم طرب ہوگی تیرے اوٹھنے سے
کفِ افسوس ملیں گے نہ جلا جل کیا کیا
تقشق یا جو ہے مرا ہے وہ لہو کا چشمہ
خون رولاتی ہے مجھے دورئ منزل کیا کیا
چاندنی رات میں جو بیٹھا ہے جو وہ کوٹھے پر
داغ کھاتا ہے فلک سینہ پہ کامل کیا کیا

۲۵
ای صبا جامہ دری دیکھنے کو مجنونکی
چاک لیلےٰ نے کیا پردۂ محمل کیا کیا
۱۱

دکھاے رندونکو نیرنگئ شراب گھٹا
بنے گزک کرے طاؤس کو کباب گھٹا
گہ آئینہ ہوا گہ دیدۂ پرآب گھٹا
کبھی بڑھا کبھی دریاے اضطراب گھٹا
غضب ہے آئے نہ رونیکو میری تربت پر
بہا کی اشک ہوئی داخل ثواب گھٹا
ہمیں ہے جاجیونکو مے کشی کی کیفیت
گئی حرم کو تو ہوگی بہت خراب گھٹا
سقر ہے باغ جہان گر نہ آتشین ہے برق
فراق میں ہے مری جانکو عذاب گھٹا
تمہاری زلف نہ گرداب ناف تک پہنچی
ہوئی نہ چشمۂ حیوان سے فیض یاب گھٹا

زوال حسن نے سودا ہی زلف کو کھویا
ہوای سرد ہی بادِ سموم کا جھونکا
فراق یار میں بیکار سب ہیں ای ساقی
کسی کا غنچۂ زلفِ سیاہ یاد آیا

بڑھا خط آپ کا تو رخِ مشکناب گھٹا
جو خاک آب تو آندھی ہے بی شراب گھٹا
پیالہ شیشہ گزک میکدہ شراب گھٹا
کبھی جو آگئی بالائے آفتاب گھٹا

٤٦
تری کمر کی لچک پر تڑپتی ہے بجلی
ہوای زلف میں کھاتی ہے پیچ و تاب گھٹا
١٨

نہ چھوڑیگا جو سونا بدل کے کروٹ کا
کلام آگیا ساقی سے جب رکاوٹ کا
ہوا میں شیفتہ گیسوے یار کی لٹ کا
شہید عشق کی مٹی بہت خراب ہوئی
بغیر یار میں گلگشت میں ہلاک ہوا
چمن میں دیکھ کے سمکو بہت اکڑتا ہے
کسی نے معرکۂ عشق میں نہ ساتھ دیا
یہ نازنین ہیں کہ بھی وہ زلف چھوڑتی ہیں
بغیر یار ہے شیشہ حرام اے ساقی
ہماری ڈسنے کو مارِ سیاہ بنتی ہے
مٹا سکینگے نہ ہرگز مرے فرشتے بھی
پڑیگا سامنا مجھ کا ترے جو اسی گلرو
پڑی ہے عشق کی کھٹراگ میں تم اسی مطرب
شراب عیش کدورت مآل ہوتی ہے

تو سر ہے بندیکا اور پایہ ہے چھپکٹ کا
زمین پہ ہاتھ سے جام شراب دی ٹپکا
اوٹھایا پیچ بڑا پڑ گیا بڑا جھٹکا
نہ تکیے کا مرا مردہ ہوا نہ مرگھٹ کا
زفل پڑی کوئی غنچہ جو باغ میں چٹکا
لگاؤ سرو پہ ای جان ہاتھ پالٹ کا
ہمارا سایہ رہا ہمسے تیر بھر ہٹکا
کمر میں باندھتے ہیں پہلے کھینچکر پٹکا
لنڈھا دی مار کے ٹھوکر شراب کا مٹکا
تمہاری زلف کا ادنی یہ ایک ہی لٹکا
میں خوب جانتا ہوں حال آپکی ہٹ کا
بنیگا خرمن گل ڈھیر گوڑ ہی کرکٹ کا
کسے خیال ہے دُھرپت ترانہ تروٹ کا
اخیر دور میں چلتا ہے جام تلچھٹ کا

ملا یا خاک مین کیا اسنے نفیس تر شعر کو
عروس گل پہ مستی کا گمان ہوتا ہے
شراب صاف مبارک رہے لالا انکے شونکو

اور سوٹا اگر میرے فلک کے چلے پہ پڑیگا
فراق یار مین سنبل دیوانہ ہوا ہر گلشن کا
فقیر مست ہے بلبل سمجھتے ہیں ان چمن کا

۲۷

بغیر یار کے رلوایا باغ مین مجھکو
چراغ گل مرے آنسو نہین ہے صبا کھنگا

۱۶

جلوہ ہے ہر اک رنگ مین اے یار تمہارا
ہوتا نہ یہ بندہ جو خریدار تمہارا
دل ہو مرے قابو مین جو اے یار نہ تمہارا
کس پاس سے کہتا ہے نہین اور خصوصیت مرا
تلوار کو جب دیکھتا ہے سر یہ جھکتے
طعمہ جو دیا تیغ نے مرغ طائر دل کا
اے محو سامان سواری یہ نہ ہو لو
ہوتی ہی نہین شربت دیدار سے سیری
اے پردہ نشین تم مری آنکھون مین چھپے ہو
تم قتل کروگے جو مجھے تیغ نگہ سے
ہو بد نظر تیر نگہ کا جو لگا تا ہے
بوسے لب شیرین کے عنایت نہین ہوتے
لہراتا ہے دلکو رخ رنگین کا خط سبز
مغرور بہت حسن پہ تھے خط نکل آیا
وصل انکی طرف ایک بھی بوسہ نہین ملتا

اک لو ہے کیا مختلف آثار تمہارا
رونق نہ پکڑتا کبھی بازار تمہارا
سایہ بھی نہ دیکھین کبھی اغیار تمہارا
لو جاؤ تم اللہ نگہدار تمہارا
جتا دیکھ ہنستا ہے گنہگار تمہارا
شب بار نظر ہو گیا طیار تمہارا
اوڑ جائیگا اک روز نہ ہو دار تمہارا
پیاسا ہے بہت تشنہ دیدار تمہارا
نظرون مین ہے ہر روزن دیوار تمہارا
منہ دیکھتے رہ جائینگی تلوار تمہارا
تو دے سبے ہر ایک کماندار تمہارا
پرہیز مین مر جائیگا بیمار تمہارا
سرسبز ہمیشہ رہے گلزار تمہارا
اللہ نے توڑا بہت پندار تمہارا
کیا یاد کرے گا کوئی اے یار تمہارا

پایۂ گل اندام سے پہلو جو خالی ہو گیا
سوکھ کر میں شکل تصویر نہالی ہو گیا

شب تو عیش وصل مضمون خیالی ہو گیا
نالۂ موزون ہمارا مصراع حالی ہو گیا

قتل فرقت میں میں رند لاابالی ہو گیا
منہ سبو ہی کا لب جام سفالی ہو گیا

جان دیکے جنگ ہفتاد و دو ملت سے چھٹے
فتح پائی قلعۂ ہستی جو خالی ہو گیا

رقص میں سب کرنے لگے ہم صحبت درد بادہ نوش
شیشۂ مے شمع فانوس خیالی ہو گیا

دی مرے اشعار نے زینت تجھے اے کان حسن
گوشوارہ ہر در مضمون عالی ہو گیا

ہو گئے قتل اونکا نام لیکر یار سے
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہو گیا

چرخ مینائی نے مستی تنک ظرفی جو دی
ٹھیکرا جام شراب پرتگالی ہو گیا

قتل مجھکو یار نے حسن تواضع سے کیا
قامت خم گشتہ شمشیر ہلالی ہو گیا

شکل ماہ چاردہ روشن گہر حاصل ہوئی
داغ دل کا باعث صاحب کمالی ہو گیا

سیکڑوں دن عمر کے جو اک ساعت کی تیزی میں گئے
عاشق ساقی میں رند لاابالی ہو گیا

فصل گل میں ہاتھ سے جاتا رہا اپنا مزاج
جوش سودا باعث بے اعتدالی ہو گیا

ہجر میں کیفیت گلزار مجھکو سم ہوئی
جام ہر لالے کا افیونکی پیالی ہو گیا

گل دیا میں نے جو افسر چاند سے منہ پر گلال
تیغ خون آشام ابروے ہلالی ہو گیا

کی جو اس گل نے ہماری باغ دل کی انکا سیر
مصرع تر اپنا ہر اک خشک ڈالی ہو گیا

ہر طرف غم گرد باد کھلا گئی اے صیاد چشم
چہرۂ عشاق کو حکم بحالی ہو گیا

کھوئی دور چرخ نے کیفیت روز وصال
ایک دم میں ساغر لبریز خالی ہو گیا

معتقد ہوں اے صبا میں اس علی اللہ کا
شیر جسکے معجزے سے شیر قالی ہو گیا

ہوا ہے یار مین کیا دل کو اضطراب رہا
تپ فراق مین یہ حال اضطراب رہا
ہمیشہ کوشش دنیا مین اضطراب رہا
ہوئی تھی جس سے چکا چوند چشم موسی کو
نہ برشگال مین جب تک شراب پیوا لے
ہم اپنے حال پہ رہ رہ گئے ہین اب ضعیفی مین
مستفیض ہوئی آب تیغ قاتل سے
فروغ داغ محبت کبھی نہ پائے گا
رہا دماغ مین گیسوئے یار کا سودا
وہ بادہ نوش تھے پیری مین بھی نہ توبہ کی
ملائی خاک مین کیون دلکی منزلت تو نے
ہر اک مقام پہ نشو و نما رہی دلکی
نبھا گیا نہ رہا عشق مصحف رخ یار
ہمیشہ قلزم ہستی مین جھوم رہتے ہین اہل تمیز
یہ وہ فلک ہے کہ جسکے سبب سے عالم مین
خوشی وہ کونسی دی جسکے بعد غم نہ دیا
عجب طرح کے حوادث ہین بحر ہستی مین
کمند لیکے وہان موج ہو گئی موجود

چکور چاند کے خاطر ہمیشہ خراب رہا
کہ ضعف سے صفت موجہ سراب رہا
بہت خراب دل خانمان خراب رہا
ہماری آنکھ کا تارا وہ آفتاب رہا
بلا کی طرح سے سر پر مرے سحاب رہا
خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب رہا
ہمیشہ باڑہ پہ دریا سے اضطراب رہا
عبث جہان مین جلنے کو آفتاب رہا
ہر رنگ خواب پریشان مرا شباب رہا
شراب خم مین رہی شیشے مین خضاب رہا
یہ وہ مکان ہے جو عرش کا جواب رہا
چمن مین پھول رہا بحر مین حباب رہا
نہ وہ کتاب رہی اور نہ وہ حساب رہا
کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا
نہ ایک حال پہ دور زمانہ تاب رہا
ہمیشہ سر پہ فلک کا سر بسر حساب رہا
ہر اک کا حال یہان مثل نقش آب رہا
جہان ذرا سا اور اٹھا تو موج حباب رہا

ق

۱۳	ہر رنگ موج ہوا اے صبا ہوئی تھی خلق رہے حباب کی جو دم تک اضطراب رہا	۳۰

کیوں نہ انکی چال دیکھی جو یہ حال ہو گیا
کچھ قیس سے بھی بڑھ کر مرا حال ہو گیا
میں بدنصیب غیر خوش اقبال ہو گیا
غنچہ سنا ازل کو جو بلبل کے عشق کا
دریا بہا ہے عرق انفعال کا
ہم لیں گے خرام پہ تو یا ہنسنے کہا
آنکھیں بنا نیچے پھر گئی تصویر زلف یار
پھر کہیں اپنا نفس عادہ اور سہم ہوا
ساقی ترے کرم سے ترقی مری ہوگئی
اللہ رے تیری ابرہت کا فصفای تن
جیسے فضول خرچ کے تھے جو چڑھ گیا
لیکے ہمکو پیار سے آغوش میں زیب

میں آپ اپنے ہاتھ سے پامال ہو گیا
کس قہر کا جنون مجھے امسال ہو گیا
یہ آپ کے مزاج کا کیا حال ہو گیا
مارے خوشی کے چہرہ گل لال ہو گیا
کاغذ کی ناؤ نامہ اعمال ہو گیا
پاپوش سے اگر کوئی پامال ہو گیا
جب تار آنسوؤں کا بندھا جال ہو گیا
یوسف بنا جو سانپ کہن سال ہو گیا
جام شراب تیرا اقبال ہو گیا
زنار صاف آئینے کا بال ہو گیا
دردمند زمین آسمان بھی کنگال ہو گیا
کیا غم عادہ جو شیخ بد افعال ہو گیا

۳۱	روئے جو یاد کر کے بہا نالیں اس قدر داماں ابر بھیگا ہے کہ رومال ہو گیا	۱۶

بھی ہے تری زلف سا پاتا ہمارا
پڑا ہے پا بہ غیر و نمیں تا ہمارا
تصور ان معبود کی ہے خیال ہے
ہوا اس کے گلہائے رنگ سے نکلا ہے
نیا سوانگ لائی ہے یہ عشق غنچہ میں
نکل جائیگی سب کجی آسمان کی

نثار رنگ لایا ہے سودا ہمارا
یہ قسمت ہمارے تھی یہ لکھا ہمارا
ہوئی لبوں پہ ہنسنے منتظر ہمارا
اُمڈ آیا ہے بلبل ہنسنے لگا ہمارا
فدا آگے تھی تیرے تماشا ہمارا
کبھی تو پہ سے قاتل ماتا ہمارا

وہ سرکش ستے ساقی کی الفت نے مارا ق نہ خم ہوا دفن لاشا ہمارا
دلا یا گیا فاتحہ جام مے پر ہوا میکدے میں نہ پیالا ہمارا
شب ہجر میں عرش تک جل رہا ہے بہت دور جاتا ہے نالا ہمارا
ہوئی صورت آئینہ جب صفائی ہوا خود وہ محو تماشا ہمارا
ترے ہاتھ سے وا اشارہ دل نہ ہوگی سکیگا نہ تجھ سے معما ہمارا
قرینہ اک سہی قد کا ہمکو جو پایا ہوا سرو آزاد چیلا ہمارا
کدورت نہیں اپنی طبع رواں میں بہت صاف بہتا ہے دریا ہمارا
نہ کی منصفی دہر میں ان بتوں نے رہا روز محشر یہ قصہ ہمارا
سنیگا نہ وہ بت رقیبوں کے نالے رہیگا سدا بول بالا ہمارا

۲۲ صبا چشم پر آب باداں نہیں ہے
نہ جائیگا بربادہ رونا ہمارا ۱۰

وا عندلیب کے پر ضرر روزار سے ٹوٹ گیا جام شراب لا ابھی ساقی کدھر گیا
سینہ پارہ تجھ بن میں محشر گذر گیا اشک سا نہ آیا خوب بھرا نامہ بھر گیا
سینے کا دم ترے لب جاں بخش پر گیا سبزے میں خط سبزہ عارض اتر گیا
بلبل کہاں بہار کہاں باغباں کہاں وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا
ہے شب چراغ ہم سے بناو سے زرد نہیں ماہتاب کا کچھ منہ اوتر گیا
امیر و سے ایک طفل حسین نے کیا ہلاک کہا یاد ہے کہ ہمکو جگر تک اوتر گیا
چھوٹا بنگلا بادشاہ کمون ای صنم تجھے یہ حال ہے کہ بات کبھی اور بگڑ گیا
تازہ دماغ جان کلہ بقرے سے ہوا سامان کیا گیا کہ بڑا اور بگڑ گیا
ایسی ہوا چلی مری آہوں کی رات کو سب آسمان پہ خیمۂ انجم بکھر گیا

ایسی کفن کی قطع پسند آگئی ہمیں
کی صبح جاک کر ترے زیور کے عشق میں
صورت ہمارے دیدۂ حیران کی دیکھ کر
محشر ہمارے خون کا ہوگا یہ حشر کو
اچھا ہوا جو ہوگئے وحدت پرست ہم
کعبے کی سمت سجدہ کیا دلکو چھوڑ کر
مثل حباب بحر جہاں میں نہ دم لیا

دل سے ہمارے جامۂ ہستی اوتر گیا
سونا تمام رات کا اسکے سحر گیا
آئینہ صاف اونکی نظر سے اوتر گیا
اچھا ہوا لہو ترے دامن میں بھر گیا
فتنہ گیا فساد گیا شور و شر گیا
تو کسطرف تھا دھیان ہمارا کدہر گیا
اک موج تھا کہ میں ادہر آیا ادہر گیا

۳۲	پھر سیر لالہ زار کو ہم اے صبا چلے آئی بہار داغ جنون پھر ابھر گیا	۱۲

دیر و حرم میں معتقد و معتبر ہوا
صد پارہ جگر گل سے مجھے دردِ سر ہوا
بندہ کسی کی یاد میں جب چشم تر ہوا
پیدا ہوئے ہیں ہم سے عرفا کے واسطے
جنس وفا کی یہ نہیں بازار دہر میں
وہ جنس حسن جب ہر بحر دوفی یہ جنس ٹڑا
بعد از فنا ہتا دہن یار کا ملا
آغاز عشق ہی میں ہمیں موت آگئی
ہم نہ دولت زر کو نہ چھوڑینگے ساقیا
اندہا کیا مجھے شب مہتاب ہجر نے
آگاہ خاک بھی نہوا اوسکی چال سے

کیا کیا تری طرف سے مری جان میں کہر ہوا
نالے سے عندلیب کے ٹکڑے جگر ہوا
گردونکے ٹوٹنے کا فرشتونکو ڈر ہوا
اس آفتاب کے لیئے دورۂ قمر ہوا
بیوقت اپنا اسکی گلی میں گذر ہوا
اشکونکا تار موجۂ آب گہر ہوا
کیا ساز دار ملک عدم کا سفر ہوا
اونکا بھی حال اسکے سوا بیخبر ہوا
ہونے دہر یار خیر حق قاضی سے شر ہوا
آنکھونکا نور بینئ داغ قمر ہوا
جب تک نہ اپنے حال سے میں بیخبر ہوا

نوعِ دگر نہ دیکھا میں نقشہ جہان کا
ابکی عدم کے سمت سے آنا اگر ہوا

ڈرا ہے یہ ریشہ جو سلاقیل وقال میں
مستی نہیں کوئی کبھی نہ کسی سے خبر ہوا

ہائے کیطرح آگے نہ عشاق گرد سے تھے
عالم ہے ابتو اور ترا ہی قمر ہوا

سیر چمن سے خوب ہے ہم فراق میں
ہر گل ہے رنگ شعلۂ نارِ سقر ہوا

۳۴ — نہ دیکھا جو سوئے عشق شہا کیوں اے صبا
قاتل کے ساتھ ساتھ ہی تیرے گزر ہوا — 19

وار ہر دم جو یہیں تیغ جفا کا ہوگا
یہ تو کہیئے کوئی مر جائیگا تو کیا ہوگا

کون ہوگا جو نہ مجروحِ تیغ نہ پیدا ہوگا
سیر کو آپ جو نکلیں گے تماشا ہوگا

خوفِ عقبیٰ نہ اگر آج سے گہ دنیا ہوگا
یہ تو دنیا ہے تو عقبیٰ میں تبا کیا ہوگا

عشق کے ہاتھ سے افسردگی غم میں غم
سمجھ گیا دل تو چراغِ یدِ بیضا ہوگا

الفتِ زلف میں سودا جو ہمارا جی کا
اخترِ بخت چراغِ شبِ یلدا ہوگا

کشتیٔ مے کی طرف دیکھ رہا ہوں ساقی
لہر آئی ہے تو خیمہ لبِ دریا ہوگا

بیقرار ہے شبِ غم میں تجھ بن کیونکر
کوئی دم بھر کو جو سنبھلے تو سنبھالا ہوگا

وہ کبھی دن ہوگا کہ پہلو میں آ کے وہ ہوگا
ہاتھ میں یاد کہ گلگون کا پیالا ہوگا

بعد ازان ابھی حال بیمار کی لا حول ولا
روگ لایا تو بہت دق وہ مسیحا ہوگا

گر نہ غم صیقل کرے ایسے ہوگی آئینہ سے
تا کمیں ملکے یہ آئینہ مصفا ہوگا

یار دیکھے ہم نے صورت کیا ہے
دیکھیے دیکھیے غربال کلیجا ہوگا

ہجر ساقی میں تجھ ہوئی رونق کی
ابر گریہ رنگ کفِ دریا ہوگا

موسم گل میں آتا ہے اک رنگ نیا لائیگا
منتقلان یار کو ہوگا مجھے سودا ہوگا

سب وطن چھوڑے ہیں کعبۂ مقصد کی تلاش
رہرو نقول ہر اک آبلۂ پا ہوگا

اے جنون ٹکڑے ہین پاؤنکی رگین زنجیر کے
جم گیا رنگ جو ساقی کا بہار گل مین
دسترس ہوگا جو اے جتنا نہ تری قدمون تک
دیکھہ سمجھیگا تو کیون سمجھتے ٹڑپتا ہے

مین وہ لاغر ہون کہ مجنون بھی تو انالہ ہوگا
در پہ میخانے کے زاہد کا مصلا ہوگا
ہاتھ ہمکا عزرا اور عرش کا پایا ہوگا
آفت آئیگی زمانہ تہ و بالا ہوگا

۴۵

باغ عالم مین جو آہو نکا یہی عالم ہے
اے صبا اور ہی کچھہ رنگ یہانکا ہوگا

۱۷

بزم جہان سے عیش ہمارا اوٹھا لیا
نقشے اسکے سمت سے جو دل اپنا اوٹھا لیا
وہ مست ہین کہ مار لیا آسمان کو
میرے جنونکا حال جو لیلے نے کہہ دیا
آمد سنی جو باغمین اوس بادہ خوار کی
روز ازل کھلا جو کتب خانہ بہار
اتنو وفا کہین بھی نہین ہے جہانمین
کوہ الم کو دیکھیے اور تجھکو دیکھیے
بہہ بادہ جو ٹوٹا جو ہوا اسجہہ غریب کا
اب یہی کہو کہ خاک کشش عشق مین نہین
حلقہ ملا کمند کا عیار ہو گیا
خاک اوس صنم کے کوچے کی اکسیر ہو گئی
وہ رند ہین ازل کو جو ہاتھ نظر پڑی
تو نہ پایئے فراق سے کیو بش ہو گئے

کیا قہر ہے ہمین نہ خدایا اوٹھا لیا
کیا لطف تونے اے سگ دنیا اوٹھا لیا
جب ہاتھ مین شراب کا شیشا اوٹھا لیا
مجنون نے دشت سے عمل اپنا اوٹھا لیا
گل نے پیالہ سرو نے مینا اوٹھا لیا
سوسن نے دس ورق کا رسالا اوٹھا لیا
وہ حرف امن ورق سے خدایا اوٹھا لیا
کیا بار تونے اے دل شیدا اوٹھا لیا
اپنا بھی آسمان سے خیما اوٹھا لیا
کیون بزم غیر سے تمہین کیسا اوٹھا لیا
جب آدمی نے ہاتھ مین کھٹا اوٹھا لیا
کیا کیا برہمنون نے شوالا اوٹھا لیا
ہمنے جھپٹ کے ساغر صہبا اوٹھا لیا
کپڑون سے رنگ خون جگر کا اوٹھا لیا

اللہ رے مرے جگر و دل کا حوصلہ
وہ اشکبار رہتے نہ دبے آسمان سے

دیوانو نے ملکِ عشق کا صدمہ اوٹھا لیا
کشتی کا بوجھ صدمۂ دریا اوٹھا لیا

۳۶

دیو فلک سے نہ اٹھتے جسبانے اوٹھا دیے
کیسا شبِ فراق کا صدمہ اوٹھا لیا

۱۸

ہے اپنے داغ پر اونکی نقاب کا پھاہا
نمونہ ہے گلۂ آفتاب کا پھاہا

ہمارا زخم جگر دیکھنے دے قاتل کو
نکالے تیغ سے رخنہ حجاب کا پھاہا

خدا کے واسطے جام شراب لا ساقی
جگر کے داغ پہ رکھ آفتاب کا پھاہا

وہ گھاؤ ہیں مری آنکھیں کہ بارہا جن پر
رفوگری کا ہوا بنا ہے سحاب کا پھاہا

جو حشر ہو تو جہنم کا داغ کھونے کو
ضرور ہے مرے فرد حساب کا پھاہا

یہ منصفی ہے جو ٹکڑا کٹا نکالا تو لگے
بنائیں داغ دل ماہتاب کا پھاہا

بتوں کے داغ محبت سے وہ سیہ دل تھا
ہوا مرے لیے آتے عذاب کا پھاہا

یہ ہر مرے دل روشن کا زخم اے جراح
کرنکا سوف ہوا اور آفتاب کا پھاہا

یقین ہے داغ جہالت کا اس سے مٹ جائے
ہمارے ہاتھ لگا ہے کتاب کا پھاہا

سمجھ اشکبار کا داغ اور علاج اے جراح
ابھی دکھائیگا ترِنا حباب کا پھاہا

خیال حلقۂ زلف پری ہے سودے میں
جنوں کے داغ پہ ہے شکناب کا پھاہا

یہ حال داغ جگر حشر کو بیان ہوگا
رہا ہے گواہ مرے اضطراب کا پھاہا

وہ اشکبار ہوں پھوڑا جو دلکا رستا ہے
پھوٹا بنتا ہے چشم پر آب کا پھاہا

عجب مرض کی دوا ہے پری ترا رخسار
یہی ہے داغ جنون شتاب کا پھاہا

ہم اپنے داغ جگر کا اگر علاج کریں
مسیح لائے ابھی آفتاب کا پھاہا

وہ نہ ہو کہیں جمائی جو لی تو دل نے کہا
ہوا ہے زخم پہ جام شراب کا پھاہا

دیا ہے دور ہو ساقی نے داغ اے جراح
بنا شراب کا مرہم کباب کا پھاہا

٣٧ صبا کی داغ جگر نے یہ گل کھلایا ہے
کہ سنگھا ہے کٹورا گلاب کا پھاہا ١٤

آئے ہو گلعذار کیا کہنا
خوب آئی بہار کیا کہنا

سونگھتے ہی ناک سے چھوٹ مرجان پر
ہاتھ لانا نگار کیا کہنا

پیچھے عاشق کی اور لوں نفرین
واہ شاباش یار کیا کہنا

پہونچتی ہی ادھر کنارہ رہ جائے
ہاں دل بیقرار کیا کہنا

لاکھ بار امتحان عشق کیا
نہ کہا ایک بار کیا کہنا

بحث کرنے میں اب بول گیا
دیدۂ اشکبار کیا کہنا

ہیں تو روتا ہوں آپ ہنستے ہیں
یہی ہوتا ہے یار کیا کہنا

سختیٔ عشق جھیل لی اے دل
واہ رے بردبار کیا کہنا

مرگئے ہم مگر نہ رحم آیا
نہ ہی تیرے ہیں یار کیا کہنا

خار خار غم دل پہ درد
پیچ کر اے شرار کیا کہنا

کہ تو للکار لیں رقیبوں کو
بات رکھ لی نگار کیا کہنا

جوش الفت میں اور ضبط آہ دل
جبر پر اختیار کیا کہنا

یوں تو جو گل ہے خوشنما ہے لیکن
تیرا اے گلعذار کیا کہنا

٣٨ اے صبا دعوی انا الحق ہے
خوب سوجھے ہو یار کیا کہنا ١٥

شرح میں ہیں نہ ادھر آئے گا
آج وعدے پہ ضرور آئیگا
ابھی کچھ سن نہیں ڈر جائیگا
سہو کو کام نہ فرمائیے گا

پاس سے عاشق کے جو بن پائیگا — ہوش اوڑ جائینگے گھبرائیے گا
پارہ ساسد ہم نہ اگر آئیے گا — ڈھونڈہا مینگا تو نہ پھر پائیے گا
سیپہر ار دو نہ جوبن کی کبھی — کچھہ نہ کچھہ رنگ مگر لائیے گا
ساتہ چھوڑینگے نہ سائیکیطرح — ہم بھی جائینگے جدہر جائیگا
بے تکلف ہے ملاقات کا لطف — کبھی تکلیف نہ فرمائیے گا
پوچھہ جو ہنسیے تو وہ فرماتے ہین — کہین روتے ہوئے گھر جائیگا
چشم حسرت سے جو دیکھینگے ہم — آنکھہ جھک جائیگی شرمائیگا
چھو نہ جا سے مرے آنسو تکی ہوا — پھول کیطرح سے کمھلائیگا
دیکھہ کر سبزہ خط آئینے مین — زلف کی طرح سے لہرائیگا
آج اندیشہ ہے گر وصل نہ ہو — رات آئی ہے کہان جائیگا
آپ کو غیر بہت دیکھتے ہین — ایک دن دیکھئے پچھتائیگا
بیقرار رہتے دل عاشق ہے — دل تڑپ جائے گا ہل جائیگا
نیئے زلف کو دیکھین ہنسکر — ہمکو مجنون جو نہ ٹھہرائیے گا
حال دل سناؤن سن تعجیز گا — منہ اوٹھائے نہ چلے جائیگا
نزع مین صلح کی باتین کیسی — ملک الموت سے لڑوائیگا

۳۱	اے صبا کوئی ہو کہتہ کہ دہیہ دل جدہر جائے ادہر جائیگا	۱۴

قبر پہ ابھا بنا آئیے گا — بے محل پاؤن نہ پھیلائیگا
وائے ہو نہ وصل کا وعدہ لیکن — وقت پر صاف نکل جائیگا
جائین دم پھر کو تو فرماتی ہین — چھاؤنی تو نہ کہین چھائیگا

سرہ ہے اسکی طمع سے نہ آپ | زلف مشکیں ہے سے خطا پائیگا
نکہتیں آپ تر فا ہے سکو کہنا | بیوفا آپ ہی کہلائیگا
اٹھ گیا دل سے دوئی کا پردا | چھپ کے اب آپ کہاں جائیگا
گلستاں صاف سنے گا رستہ | آپ تو سن کو جو چمکائیگا
رنگ لائیگی تمہرا کت بڑھ کر | پھول ہنسکے یار سے تپائیگا
کیا کریں وصف دہن برقی ہیں | منہ میں جو آئیگا فرمائیگا
زلف کو ہاتھ لگا بیٹھے جو ہم | بیڑیاں پاؤں میں پہنائیگا
پلکیں یار نسبت سے تو کہتا ہے وہ نشتر غم | کوئی چارا ہے کہ کہا جائیگا
کیا کیا عشق نے کیوں حضرت دل | ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتائیگا
آپ چلتے تو ہیں اٹکھیلیوں سے | کوئی آفت نہ کہیں لائیگا

۴۰ اے صبا عشق ہر بیدہ پا کہیں
آہستہ سے گذر جائیگا ۱۸

بڑھایا آمد یار نے دل سے وہ رتبہ تصور کا | خم گردوں بنا ہے بلبلا بحر تفکر کا
خرام ناز کا جلوہ ہوا باعث تحیر کا | بنا ہے نقش پائے یار آئینہ مہ و خور کا
یہ ممکن ہی نہیں ہے صورت مقصد نظر آوے | لگا یا جب مکان دل میں آئینہ تصور کا
تلاش گنج مقصد میں کیا کیا ٹھوکریں کھائیں | گرہ ہر دو قدم پر ہے ارادہ پانو کے چکر کا
دعا بھی ہاتھ عاشق کی نہیں مقبول عیسیٰ پر | تعالی اللہ اکبر حال یہ ہو بیجا تکبر کا
کہا ہر دم یہ کچھ ابلہ دل حباب زندگانی کا | گریباں بن گیا گرداب دریائے تفکر کا
نہیں ہیں بیدرہ ہم جھنجھلا پڑے ہر روز یہ عاشق کے | تمہارا کیا بگاڑا تھا جو طفل اشک گوہر کا
کیا وہ زار ہمکو اشتیاق دید جاناں نے | تن لاغر بنا موئے مژہ چشم تصور کا

سمجھ کر وحشی سے رہنا چاہیے ہی فارغ عالم سے
ہر رنگ بو ہی گل اک دن سفر در پیش ہے دہر کا

سیہ بختوں کے ابر غم میں یوں آنسو ٹپکتے ہیں
شب تاریک میں جیسے کہ عالم ہو تقاطر کا

اگر منظور ہے دیکھو فلک سے کشتیاں لڑنا
جو الوزال دنیا سے رہے موقع تنفر کا

سر محفل بٹھا کر چاہنے والوں کو رولوایا
نیا گانا نکالا آپنے بے تال و بے سُر کا

بگولے کی طرح ہر دم جگر سے آگ اوٹھتی ہے
کہیں کیا خاک ہم احوال اپنے لگے تکدر کا

ہمارے سستے طالع ہمیں بہیا تک رلائینگے
بنے گا زمین گرداب ہوگا نشان گھر کا

ہلاوے وصل و آب اشک و سوز ہجر و گرد غم
یہ ہے اک ایک جز ہم عاشقوں کے چار عنصر کا

دیا ہے ہمنے اپنے نقد دل پہ اختیار انکو
تغلب کا تصرف کا تبدل کا تغیر کا

نہ رستم ہے نہ برزو ہے نہ خسرو ہے نہ بہمن ہے
کیا تیغ اجل نے خاتمہ کس کس بہادر کا

۱۴	یقین ہے زندہ در گور ایسے صبا ہو جائینگے ہم تو یہی عالم اگر چندے رہا دل کے تکدر کا	۱۷

دل صاف ہوا آئینہ رو نظر آیا
سب کچھ نظر آیا جو ہمیں تو نظر آیا

افعیٔ بلا یار کا گیسو نظر آیا
آنکھوں میں جگایا ہوا جادو نظر آیا

گلشن میں نہ جب سیب تیرے تجھکو نظر آیا
سبزہ و لب جو ماہ لب جو نظر آیا

ہو رو نکی طرف لاکھہ ہو زاہد کی توجہ
کہل جائینگی آنکھیں جو کبھی تو نظر آیا

چکر آئینگے افلاک بہت ہم فقرا سے
جسدم اثر نعرۂ یا ہو نظر آیا

اب دامن نظارہ ہے اور رخسار قشرہ ہے
ای وحشت دل لے وہ پری رو نظر آیا

سو بار محبت میں طبیعت کو جو لوٹا
تیر نگہہ یار ترازو نظر آیا

اک خال سیہ بھی تری آنکھوں کے قرین ہے
اچھا رہے ترک کو نہیں بھی ہندو نظر آیا

کس حسن سے زندوں کا چھا رنگ چمن پر
ہرگاہ سرے خال لب جو نظر آیا

مرجائینگے گھبرا کے تری زلف کے وحشی
سودا کبھی اگر فرق سر مو نظر آیا

کس شوخ کے آنکھوں کی تصور نے رولایا
تار اشکوں کا موج رم آہو نظر آیا

وہ رند خلائق تھے ہم اعمال جو تولے
اڑتا ہوا شاہین شرارہ وہ نظر آیا

بیتابئ دل نے بغل گور جھکائی
آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا

دیکھا نہ رہا ہوش ذرا بھی تن و جان کا
ہم بھول گئے آپ کو جب تو نظر آیا

حوران جنان کو بھی کبھی دیکھ ہی لینگے
ہر پہلو سے تو او یار پہ ہی تو نظر آیا

میکش مجھے ساقی کے نظارہ نے بنایا
بجلی سی کمر ابر سا گیسو نظر آیا

جو بات ہے ہر مذہب و ملت سے جدا ہی
دیکھا تو صبا سب سے الگ تو نظر آیا

۱۴ ۱۵

پستی سے اوج خاک مین ملا کر بدل گیا
ذرہ ہو سے تو نصیب کا اختر بدل گیا

موقوف دلبری ہوئی دلبر بدل گیا
وہ مہر اب کہان وہ الفو بدل گیا

آتے ہی فصل گل کے جنون ہو گیا ہمین
بدلی جو رُت مزاج برابر بدل گیا

رندوں کی جا ہے قصر فریدون کو دیکھکر
کنج لحد نصیب ہوا گھر بدل گیا

ساقی نے شب کو سے وہ لعلی کی دور مین
خم آسمان ہے ماہ سے ساغر بدل گیا

خود بینی کا رواج کبھی بیشتر نہ تھا
آئین آئینے سے سکندر بدل گیا

ساقی کی بھول چوک سے ہم رند لٹ گئے
جام جہان نما ہے جو ساغر بدل گیا

گذری شب وصال قیامت بپا ہوئی
جیب سحر سے دامن محشر بدل گیا

اک بت سے چھوٹ کر جو ملی دوسرے سے دل
یہ جان لے کہ آئینے کا گھٹ بدل گیا

اوس پادشاہ حسن کی نامہ جو لے گیا
شہبانہ بنکر آیا کبھو تیور بدل گیا

تل بیٹھے آپ رو پہ برہمن کی بن پڑی
صدقے کے تیل سے بت آذر بدل گیا

رتبہ مری جنوں کا کھلا روز حشر کو
زنجیر پاؤں عرش سے لنگر بدل گیا

اب زلف کس حساب میں ہے خط کا دور ہے
سرکار حسن یار کا دفتر بدل گیا

یکساں رہا نہ ٹھاٹھ کسی کا جہان میں
کون آسکے نہیں سے پیمان پر بدل گیا

٤٣

اب ای صبا وہ لطف نہیں جا بجا میں میر
یہ دل بدل گیا کہ وہ دلبر بدل گیا

١٧

پیادہ پا میں رواں سوے لالہ زار ہوا
پیے نجات جو مرکز میں اشکبار ہوا
چمن میں جب مرے ہمراہ وہ نگار ہوا
ہزاروں شیشیاں ہیں مرے یہ خاکسار ہونگے
ستارہ پامرے کوہ وقار نے جھکو
وہ روز حشر بھی جب اپنی داد کو پہنچا
بنا کے گیسو نکو تمتہ دام فرار نکلے
بہا کے اشک محبت میں نغمہ زانی کی
سموم غم نے نیا لالہ زار وہ کھلایا
وہ خاکسار تھا میں لاکھ آندھیاں آئیں
ہوے شہید جو الفت میں لالہ رو ہونگے
نگاہ بھر کے جب اوس شوخ نے کبھی دیکھا
وہ ناقبول ہوا گھر ہوا جو عشق بتاں
پڑا اختلاف کو وا اشعار کے معنے میں
مزا عکیا نے بتوں کو جبر کرنے کا

بہار آتے ہی سر پر جنوں سوار ہوا
سفینہ نوح کا ہی تختہ مزار ہوا
گلو ہنکو داغ ہوا بلبلوں کو خار ہوا
چراغ مہر پر اک ذرہ غبار ہوا
پڑا وہ بوجھ کہ ہیئت آسمانہ بار ہوا
خدا کے سامنے اوس بت سے شرمسار ہوا
ہمارا طائر دل مفت میں شکار ہوا
یہ طفل باعث آشوب روزگار ہوا
عجب بہار ہوئی دل جو بے اعتبار ہوا
زمیں ہے خاک نہ اونچا مرا غبار ہوا
سدا بہار میں میلا سر مزار ہوا
لگا وہ تیر کلیجے کے وار پار ہوا
تو گلفشاں نہ چراغ سر مزار ہوا
میں بادہ خوار ہوا شیخ روزہ دار ہوا
خدا گواہ ہے دل پر نہ اختیار ہوا

یہ کس حسین کی الفت نے مجھکو خاک کیا	کہ مثل ذرۂ رخ یوسف مرا غبار ہوا

۱۴	غم فراق یہ کس غیرت چمن کا تھا کہ دود دہ آہ صبا ابر نوبہار ہوا	۱۵

ہم شمع میں رہے نہ وہ آیا غضب کیا — مرتے ہوئے کو منہ نہ دکھایا غضب کیا

دلکی طرف میں دیکھ کے کہتا ہون عشق میں — اس چاند کو یہ داغ لگایا غضب کیا

ٹھنڈا کیا میں لشکہ میں تجلی کیطرح جسے — ابر آکے میکدہ پہ نہ چھایا غضب کیا

طرہ نگاہ یار ہوئی برق طور پر — سینہ جب انگہڑ تو نہیں کہلایا غضب کیا

کروبیان عرش نہ گھبرائین اسے تو — نالونکو قہقہون مین اوڑایا غضب کیا

دل اپنے جو کچھ کہا وہ کیا سینے عمر بہر — کچھ دہیان نہیں کسیکو نہ لایا غضب کیا

نازل عجب بلا کرہ خاک پر ہوئی — کیون تمنے گیسوؤنکو بڑھایا غضب کیا

جام شراب کی نہ ہوئی محتسب کو قدر — زندہ نگا کیا چراغ بجھایا غضب کیا

عمر دو روزہ مین نہ کوئی کام بن پڑا — رہ رہ کے آسمان نے مٹایا غضب کیا

گل کیطرح کیا نہ گریبان چاک چاک — آئی بہار رنگ نہ لایا غضب کیا

کوہ ہمتی مرے ذہن رسانے کی — حال مزاج یار نہ پایا غضب کیا

ترسے پہرینگے ہفت فلک صورت حباب — طوفان آنسوؤن نے اوٹھایا غضب کیا

ہنسانہ تھا تمہیں مریر رونے پہ ای گلو — روتے ہوے کو اور رولایا غضب کیا

آنکھوں مین لڑائین ہارکے کیون چشم مست مین — نظروں مین دشمنون کے سمایا غضب کیا

۴۵	دنیا کے کاروبار مین تم ای صبا رہے عقبےٰ کا کام کچھ نہ بنا یا غضب کیا	۲۷

لیگیا ہمین کے دل وہ بت پری فن کیسا	رہ گئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا

پھیر کر دلکو وہ سن لیتے ہین شیون کیسا
کوک دیتے ہین تو سمجھتا ہے یہ ارگن کیسا

نقد دل ہا سے چورا کر یٹ پرفن کیسا
چپکا بیٹھا ہے جھکاے ہوے گردن کیسا

یہ جوانی تو عجب سر یہ قیامت لائی
یاد ایام کہ گذرا ہے لڑکپن کیسا

فوج اندوہ و الم لوٹ پڑی دیکھو کے مین
آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

خار صحرا ہے جنون تفرقہ انداز ہوئے
رہگیا ربط کی گریبان سے دامن کیسا

ہم نہ کسطرح ترے ساتھ ہین اے شانہ سوا
بیٹھنا صورت نقش سم توسن کیسا

نالۂ دل ہے ترے سنکر وہ صنم کہتا ہے
گہنک رہا ہے کہین ناقوس برہمن کیسا

جب اوٹھا ابر وہ ساقی کا کرم یاد آیا
ہائے روتے مجھے گذرا ہے یہ ساون کیسا

دل ہی کچھ جانتا ہے عشق ترہ چھپیا
آپ کیا جانئین کلیجے مین ہے روزن کیسا

پھونکے چلنے لگے ہیں جو ہوا ہے غم کے
رہگیا سمجھ کے چراغ دل روشن کیسا

ابر مہ مین جو ملے خاک در جانان کی
ایک چٹکی مین ہوس قلب ہے کندن کیسا

دوستانہ تمھین سچ کہتے ہین خبردار رہو
ہے جو الفت تو فلک پھر ہے دشمن کیسا

گیسوئے یار سے کس کس کو گزند پہونچا ہے
اوڑ کے کاٹا گیا یہ افعی رہزن کیسا

دیکھ کر حال رقیبونکا بھی دل جلتا ہے
گہنک رہا ہے تپ فرقت سے مرا تن کیسا

خاک پر لوٹتے ہین طائر بسمل ہین ہم
آشیانہ کسے کہتے ہین نشیمن کیسا

رنگ لاتا ہے فقیر ولی سے زمانہ لیکن
بر محل عرس مین ہے گر نہ سر مدفن کیسا

ساقیا آج چلے دور لب جو چلکر
دیکھ وہ ابر اوٹھا ہے سوئے گلشن کیسا

شب غم نے چمن دہر مین اندھیر کیا
ہر ستارہ ہے برنگ گل سوسن کیسا

آہ ہی بھرتے ہے خرمن ہستی رقیب
پھر نہ کہیئے گا کہ لو بھی ہے جلا تن کیسا

نالے کرتا ہون تو شرماکر وہ فرماتے ہین
یہ بھی کچھ بات ہے جب بھی رہے شیون کیسا

خاموشی کی تجھے کچھ قدر نہیں اے غافل
دیکھ تو پوجتے ہیں بت کو برہمن کیسا

جلوۂ کوچۂ جانان نے ترقی پکڑی ہی
خاک میں ملگیا سب وادی ایمن کیسا

طلب جام پہ ساقی نے دیا سخت جواب
شیشۂ دل پہ برابر ہی پڑا اگہن کیسا

سمجھ چلا تھا شب فرقت میں چراغ ہستی
کام آیا تیری تصویر کا روغن کیسا

مر گئے ہم نہیں تکلیف احبا منظور
شرم سے لاش گڑی جاتی ہے مدفن کیسا

٤٦

صدمۂ باد خزان سے متحمل نہوے
چل بسے آپ صبا چھوڑ کے گلشن کیسا

٨

خلاف بلبل گلشن سے یہ زمانہ ہوا
کہ نحس [illegible] المونث آشیانہ ہوا

بہار آتے ہی ساقی کا یہ زمانہ ہوا
تمام میکدہ میں جشن خسروانہ ہوا

بہار عشق پہ طرہ ہوئی ہوائے بہار
سمند ہوش پہ کیسے وہین تازیانہ ہوا

یہ آب آب ہوے انفعال عصیان سے
کہ تن پہ ہر بن مو مشک کا دانہ ہوا

تحیت وقت یہ کام آیا آہ کا کوڑا
جب اوکھڑا ابلق ایام تازیانہ ہوا

پھڑک کے رہگیا آخر ہمارا طائر روح
خیال زلف کا اسکے آشیانہ ہوا

یہ نخل وہ ہے کہ جسکے سبب سے اے منعم
زمین کے تحت میں قارون کا خزانہ ہوا

٤٧

یہ مرغ روح پھنسا کیا عذاب تنہا میں
اسیر دام الم بہر آب و دانہ ہوا

٧

داغ جنون دماغ پریشان میں رہگیا
دامن میں خار چاک گریبان میں رہگیا

جب وہ قدم جنون میں مرا ساتھ ہوگیا
چھالا کے پاؤں قیس بیابان میں رہگیا

ہر وہی بار سہی جو بہت منفعل ہوا
منہ ڈال کر ہلال گریبان میں رہگیا

تقلید بن پڑی نہ تمہاری خرام کی
طاؤس لڑکھڑا کے گلستان میں رہگیا

آئی بہار اور نہ چھوٹا میں اے جنون — کیسا تڑپ تڑپ کے خانۂ زندان میں رہ گیا
ٹوٹا نہ وہ قضا سے ناوک جلاد کا کہیں — میں ڈھیر ہو کے گنج شہیدان میں رہ گیا

۴۸ — کیا حادثہ پڑا ہے یہ یوسف پہ اے صبا — ۶
دل گر کے اونکے چاہِ زنخدان میں رہ گیا

حسن نے کچھ گنہِ عشق جو دیکھا ہوتا — دستِ یوسف میں گریبانِ زلیخا ہوتا
نقشہ مجھ رند کا مانی نے جو کھینچا ہوتا — جام اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں مینا ہوتا
آبرو دل کی کدورت نے نہ جانے دی ورنہ — یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جاتا تو دریا ہوتا
وہ غمیں ہوں کہ مجھے دیکھ کے سب کہتے ہیں — تم نہ ہوتے تو کوئی رنج نہ پیدا ہوتا
خاک اوڑاتا جو مرے دشتِ جنوں میں مجنوں — ہر بگولے سے عیان ناقۂ لیلا ہوتا

۴۹ — اے صبا اوسنے ملاقات جو رکھنی تھی میرے — ۶
حرفِ مطلب کا زبان سے نہ نکالا ہوتا

آنکھوں سے جب نہاں رخِ دلدار ہو گیا — تارِ نگاہ آنسوؤں کا تار ہو گیا
پیشِ نظر جو وہ گلِ رخسار ہو گیا — مرغِ نگاہ بلبلِ گلزار ہو گیا
اے سروِ خوش خرام چلے کس روش سے تم — طاؤسِ باغ عاشقِ رفتار ہو گیا
مستی میں زلفِ یار کے جب لہر آ گئی — ہر تل کا منہ ہمیں دہنِ مار ہو گیا
رو دیے جو مثلِ ابرِ غمِ کوہکن میں ہم — دریا کا پاٹ دامنِ کہسار ہو گیا

۵۰ — اظہارِ عشق ضعف میں مجھ سے نہ ہو سکا — ۴
لانا لبوں پہ آہ کا دشوار ہو گیا

کہیں معشوق کہیں عاشقِ کامل دیکھا — تجھکو ہر بزم میں اے رونقِ محفل دیکھا
پھڑپھڑاتا صفتِ طائرِ بسمل دیکھا — پھیر کر یار نے پہلو جو مرا دل دیکھا

ہاتھ اوس بت کی نہ گردن میں حمائل دیکھا — حوصلہ تنگ ترا اے کشش دل دیکھا
کھل گیا قیس کے دعوے انا لیلیٰ سے — غنچے پہ وہ ترا اے صاحب محمل دیکھا

ولہ

میں دیکھ دیکھ کر جو رخ یار رہ گیا — کچھ سوچ سوچ کر وہ ستمگار رہ گیا
تیر نگاہ یار نے دم کر دیا فنا — آنکھیں پھر اسکے آہوے تاتار رہ گیا
آے شب فراق میں ابرو جو تیری یاد — قاتل میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے تلوار رہ گیا
ساغر ہماری عمر کا لبریز ہو گیا — جب وہ قدم بہ خانۂ خمار رہ گیا

ولہ

خون دل سے رنگ اشکون کا مبدل ہو گیا — جب رکھا آنکھون نے دامن لال بادل ہو گیا
آیا اپنے پاس وہ ماہ دو ہفتہ شہر سے — ای جنون لے دن پھری جنگل میں منگل ہو گیا
وہ جلا کر مجھکو مردم کی نگاہون میں کبھی — دود شمع آہ سے آنکھون میں کاجل ہو گیا
نرگس مخمور جانان تک رسائی ہو گئی — حلقۂ گیسوے گلگون کی لب تل ہو گیا

ولہ

[illegible] انگشت جو عارض پہ نور ہو گیا — کافور نور صبا عقدۂ طور ہو گیا

۱۹	اوس بادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا ہر سرو لنگ باغ میں تیمور ہو گیا	۱۵

ہو جدا گلشن سے تاثیر بیان عندلیب — ہے نمونے نخل گل نوک زبان عندلیب
اڑ گیا گلشن سے نام آشیان عندلیب — تیر ہے باد خزان بہر نشان عندلیب
فصل گل لگی جاتی ہے نکلی ہے جان عندلیب — کیون نہ ہر برگ خزان ہو نوحہ خوان عندلیب
باغ میں جاتی رہی تاب و توان عندلیب — ہائے کیا لوٹا خزان نے کاروان عندلیب
الفت گل ہے بہار بے خزان عندلیب — ایک صورت پر ہے رنگ بوستان عندلیب
بوے گل ہے توسن عمر روان عندلیب — نے سواران چمن میں ہمرہان عندلیب
جو رنگین عشق گل خوف خزان ایذاے خار — لاکھ آفت میں ہنسی ہے ایک جان عندلیب

سیر گلشن نہ دیدۂ دل سے ہے منظور نظر
چشم نرگس ہے گل داغ نہان عندلیب

وحشت دلمین ہے یہان حاصل بہار حسن و عشق
شکل گل خندان ہے ہمین نالان لسان عندلیب

باغمین صیاد اور گلچین سے قصہ ہو گیا
جمگیا کچھہ آج رنگ داستان عندلیب

کہکشان عشقہ ہے ہر گل نیر اقبال ہے
ہر زمین صحن گلشن آسمان عندلیب

چند روزہ حسن کی ہے مہربانی عشق پہ
گل چمن مین چار دن ہے مہمان عندلیب

کام آتی ہین بد و نیک بعد مرگ بھی
طعمۂ زاغ و زغن ہین استخوان عندلیب

باغ کی خانہ خرابی دیکھہ کر سودا ہوا
تنکے چنتا ہو مین پھر آشیان عندلیب

ہر پہ ایسا ہو گیا سنکر ہماری چہچہے
بنگیا چاک قفس زخم دہان عندلیب

نکلتا ہے سینے گلگشت جب وہ لالہ رو
باغمین ہوتا ہے ہر گل پہ گمان عندلیب

دیکھکر اہو غیرت گلشن ترے عاشق کا خون
رنگ لاے گل براے امتحان عندلیب

منکشف اہل چمن پر ہو گل معنے عشق
ہوں اگر مفہوم الفاظ زبان عندلیب

۱۴ | ۶ ج

پھول سجاتی ہے زبان مار ہی خوشی کے اے صبا
جوش گل ہے کیون نہو غنچہ دہان عندلیب

کاسۂ کیفی سے جام سے ہے زینت شب
صحبت دختر رز سے ہے کیفیت شب

کہکشان مانگ ہے ہر بال ہے ظلمت شب
یار کی زلف پریشان نہین ہے جمعیت شب

پھر پہ پھر لا کہہ پھر ہوتے ہین
وہ گھڑی وصل مین ٹھہری نہین عادت شب

ہر جب مین صدا آتی ہے لو بہ لو بہ
ہین یہ کار جو کرتا ہون قضا طاعت شب

پہنے ادس مہر درخشان نے جو کالی کرتی
غیرت پیرہن صبح ہوا خلعت شب

نامہ رفتہ نہ جی کہتا ہے تو کرے غافل
شمع سان بزم جہان مین ہے فقط مہلت شب

کیفی افسوس جلا جل ہین تہ نالے شمنا
فرقت یار مین ہے سینہ نے نوبت شب

صاف دل ہو تو سیہ کار نہ کہلائیگا ۔ روز روشن یہ کریگا نہ کوئی تہمت شب
عود پیری مین جوانی بھی کہین کرتی ہے ۔ کیا دعا کیجئے دم صبح ز رجعت شب
ہے مزا نفس کشی کا جنھین اے بیخبر و ۔ مرحلین آنکھوں مین وہ بہر ذہین ہے غفلت شب
بھول جاوینگا پس مرگ مین اس عالم کو ۔ صبح کو یاد رہیگی یہ مجھے صحبت شب
جان دونگا جو کبھی بال منڈائے تمنے ۔ گل کرونگا مین چراغ اپنا دم رخصت شب
دوستو تمکو چراغ سحری کا ہو گمان ۔ فرقت یار مین دیکھو جو مری حالت شب

۵۲ ۔ قدرت حق ہے صبا روی مخطط اونکا ۔ ورق صبح پہ لکھا ہے خط قسمت شب ۔ ۱۵

یون ہے فرقت مین یہان جگر بیتاب ۔ مرغ بسمل ہو جسقدر بیتاب
یار سے کیا جواب خط لایا ۔ دوڑا آتا ہے نامہ بر بیتاب
لب شیرین پر اونکے خط نکلے ۔ چیونٹیان ہین پئے شکر بیتاب
دیر و کعبے مین ڈھونڈھتا ہون اوسے ۔ دوڑتا ہون ادہر اودہر بیتاب
عشق جانا نمین مضطرب ہین حسین ۔ صورت برق ہے قمر بیتاب
ہے غلط ان جہانمین ہے مشہور ۔ عشق دندانمین ہین گہر بیتاب
ہین قیامت بتان گرما گرم ۔ سنگ مین ہے صورت شرر بیتاب
ق
یار کے پاس جلد جا قاصد ۔ ہو رہا ہون مین نوحہ گر بیتاب
جو مرا حال ہے وہ کہدینا ۔ دیکھ لے ہون مین کسقدر بیتاب
ہجر مین دلکو بیقراری ہے ۔ جان بیچین ہے جگر بیتاب
صبح سے شام تک نہین آرام ۔ شام سے ہون مین تا سحر بیتاب
برق و سیماب گو کہ ہین بیتاب ۔ وہ بھی مجھسے نہین ہین پر بیتاب

کیا تڑپتی ہی ماہی بے آب — اس سے بھی ہم ہیں زیادہ بیتاب

وصل میں تھی پائی کبھی راحت — ہجر میں ہیں اسی قدر بیتاب

۶۲	چاہیے غم میں صبر بھی تھوڑا اے صبا ہو نہ اس قدر بیتاب	۱۶

ہجر ساقی میں جو دیکھی جوشش صہبا سحاب — بیٹھ جاتی صورت دُرد تہ مینا سحاب

بحث گریہ میں ہمارے دیدۂ پر آب سے — بھاگ جاتا ہے ہمیشہ چھوڑ کر پالا سحاب

ہم وہ مجنوں ہیں ہمارے سر پہ سایہ کی لیے — بن گیا دود چراغ لالۂ صحرا سحاب

رحم فرمایا تمہارے حال پر اللہ نے — تو مبارک ہو تمہیں اے تشنہ لب آیا سحاب

کشتیٔ گردوں سمجھ کر ڈوبتی طوفانی ہوئی — بہہ گیا امواج میں مثل کف دریا سحاب

چھو لینے میں اوس ہی کے بال بکھرے یک بیک — بن گیا منتشر پھر آمادۂ سودا سحاب

مثل موج آب دل لوٹا بط مے کے بغیر — لہر گیا کیا آئی جب دیکھا لیے دریا سحاب

آبرو کیا ہماری اشکباری سے ملی — دیدۂ تر کے بدولت ہو گیا اعلیٰ سحاب

کیا تصور سے ہمیں برق نگاہ یار کا — ہے ہمارے دیدۂ پر آب کا پردہ سحاب

گھر لگی ہے فضا برسات کی آتی نظر — ہجر میں جو ہاں یار کا چالا سحاب

میکشی اگلے برس کی یاد آتی ہے مجھے — داغ دیتا ہے فراق یار میں کیا کیا سحاب

بے تصور سے کسی کے چشم تر میں روشنی — پر تو خورشید سے ہے نور کا بکا سحاب

آبرو پائی ہے اپنے آنسوؤں کے تار سے — ایک گوشہ ہے ہمارے دامن تر کا سحاب

چاہتا ہوں اے فلک میں رند یہ آئے ان پہ — رطل بہا خم سبو مینا گزر کے صہبا سحاب

رنگ میں تو گیسوئے دلدار کی ہمسری — پھر کہاں سے ہمسری کا لائیگا چالا سحاب

اے صبا شہرہ جو تیری اشکباری کا اڑا — ہو گیا معدوم مثل سایۂ عنقا سحاب

۵۵

ویرانہ ساماں ہے ہجر کی شب انجمن خراب
خوبوں کا حسنِ زرد نے کیا ہے چلن خراب

کھوئی ہے خط نے آبروئے حسن روئے یار
دیکھا نہ لعل لب سا تو لعل نہ دوسرا

صحرا میں بھی جنوں مرا لگتا نہیں پتا
مثلِ چراغِ بزم غزالہ ہے شمع لگن خراب

پھرتے ہیں نیار لیوں کی طرح چمن خراب
اندھے کنوئیں کی طرح ہے چاہِ ذقن خراب

ہو کر شناس منہ پھیری تا ہمیں خراب
مثلِ غزال پھرتے ہیں اہلِ وطن خراب

۵۶

رسوا انہوں نے ہر ایک سے آنکھیں لڑا کے آپ
کرتا ہے آدمی کو بہت بانکپن خراب

۱۶

رہتی ہے یادِ ابروئے دلبر تمام رات
مہماں رہا وہ مہ جو مرے گھر تمام رات

اوس آفتاب کی جو صبح ہی لگی رہی
سودا بغیر ساقی کے مدہوش رہا نہیں

لوٹی بہار سنبل باغ وصال کی
صبح شب وصال قیامت ہے جان کو

تم نے تو سو نہیں بسر کی سحر تلک
لوٹا کیا میں خاک پہ سینہ پارہ تا سحر

سونے دیا نہ قامتِ جاناں کی یاد نے
کیفیتیں ملیں ہیں عجب وصل یار میں

سامانِ وصل میں تیرے اے بادشاہ حسن
اے گردشِ فلک ترا خانہ خراب ہو

اے رشک آفتاب ترے انتظار میں
کٹتی ہے زندگی نہ شب ہجر تمام رات

کیا کیا جلا ہے چرخ ستمگر تمام رات
دھنتا رہا ہوں شمع صفت سر تمام رات

تبیر تھا اور شیشہ و ساغر تمام رات
سونگھا کیا میں گیسوئے دلبر تمام رات

ہم بھی ہیں ایک بت کا ہم ہو کے گھر تمام رات
رہ رہ گیا یہ عاشق مضطر تمام رات

خالی پڑا رہا مرا بستر تمام رات
محشر بپا رہا مرے سر پہ تمام رات

اڑتے رہیں شیشہ و ساغر تمام رات
تارا نہیں بھی نہ یاد وہ اُٹھا نہ تمام رات

رہتے ہیں ہم عذاب میں دن بھر تمام رات
جھپکی نہ آنکھ صورت اختر تمام رات

اوٹھنے دیا نہ شام سے تا صبح وصل مین
چھوڑا نہ ہمنے دامن دلبر تمام رات

ای بت ترے بغیر جو رہتا ہون با غمین
شبنم کے بدلے پڑتے ہین پتھر تمام رات

۵۷
اللہ ری تیرگی شب فرقت کی ای صبا
چمکا کوئی فلک پہ نہ اختر تمام رات
۱۰

یاد گیسو مین ہوئے اشک رواں آجکی رات
بنگئی صاف پئے چشم دہوان آجکی رات

خوب باندہا ہی تصور نے سماں آجکی رات
شکل فانوس خیالی ہے مکان آجکی رات

واہ کس ناز سے وہ رشک قمر سوتا ہی
چشم انجم سے فلک ہے نگران آجکی رات

بوسہ ہای دہن حور شمائل ہین نصیب
ماہئے چشمہ کوثر ہے زبان آجکی رات

کیسا پامال ہوا بخت سیہ کرتا ہون
بنگئے میرے لیئے بیل دمان آجکی رات

ہجر سے گہر پہ جہنم کا گمان ہوتا ہے
کس قیامت کا ہی دلکو خفقان آجکی رات

ہم وہی ہین جو کیا کرتے تہے دن بہر باتین
لڑکھڑاتی ہے نقاہت سے زبان آجکی رات

چپکے چپکے تہین شب وصل مین کل تک باتین
عرش تک جاتی ہی فریاد و فغان آجکی رات

آپ فرمائین جو ای یار نزول اجلال
لیلۃ القدر ہو بندہ کے یہان آجکی رات

۵۸
پاس ہمسایہ ہی جب ہو کہین شب فرقت مین
جاؤن دل کہول کے رونیکو کہان آجکی رات
۱۴

غافلو تقدیر کا رونا عبث
سب گلہ بیجا ہے سب شکوا عبث

ایکدن گرگ اجل کا ہی شکار
یہہ تگ و دو ای سگ دنیا عبث

کارخانہ عالم اسباب کا
کچھ نہین بیفائدہ بیجا عبث

توڑ دے اپنے بت پندار کو
کیون بنا رکھا ہے یہ نقشا عبث

قبر مین جاتا ہے او خانہ خراب
کیون پڑا پہرتا ہے تو ہرجا عبث

کیون چھپے ہو چھپ نہین سکتے کہے یہ تم
یہی کوئی طور ہے رفتار کا
پھر دوبارہ طور پہ تجلی گر ہی
گوش گل قابل سماعت کے نہین
کیا مٹے جاتے ہو عقبے کے لیئے
اپنی ماہیت سے آگاہی نہین
بے نشان دنیا مین جب خود ہو گئے
گل کی کل کے ہاتھ ہے اے غافلو

سینہ چھا ہا نہ ملہ پہ دا عبث
دل کو کرتے ہو تہ و بالا عبث
تم نے آنکھون مین دیا سرمہ عبث
نعرہ زن ہے بلبل شیدا عبث
نور ہو تم تو ہوئے پیدا عبث
کیون رواں ہین ہر طرف دریا عبث
نام ہے پھر صورت عنقا عبث
آج سمجھو ہے غم فردا عبث

٥٩

زلف جانان تک رسائی ہو چکی
اے صبا ہے آپکو سودا عبث

١٧

بد ہی حریص درہم و دینار کا مزاج
کیا پوچھیگا عاشق بیمار کا مزاج
خالی نہ جائیگی کبھی آہ دل حزین
بیٹھا ہوا ہے وعدہ فردا ہی حشر پہ
جنت کو جائون آپکے کوچے کو چھوڑ کر
اے آسمان سمجھ کے ذرا سر اوٹھائیو
ملتی نہین بلا کیطرح سے اڑی ہوئی
بپھرا ہے ہو نہ میری شیر کیطرح
اللہ ہے جو حال یہ بندے کے ہو کرم
بوسے جو روز ملتے ہین ہمکو ملیح کے

کوڑی کے کام کا نہین زردار کا مزاج
ملتا نہین غلام سے سرکار کا مزاج
سمجھا ہے کیا کہ ہر ستمگار کا مزاج
اللہ رے تیرے طالب دیدار کا مزاج
توبہ کیہ نہین یہ گنہگار کا مزاج
جاتا رہے نہ ہاتھ سے مے خوار کا مزاج
سودائی کسقدر ہے شب تار کا مزاج
دیکھے کوئی ذرا سگ دلدار کا مزاج
پہچانتا ہون خوب مین سرکار کا مزاج
کیا اعتدال پر ہے نمک خوار کا مزاج

لوگوں کی چاہ نے اونہیں مغرور کر دیا
لوگوں نے بگاڑ دیئے ہین سردار کا مزاج

انصاف ہو تو بندہ ہے زر ہو یار کا
ہی خود پسند یوسف بازار کا مزاج

درگذر ہی تنگدر سے حرم کو کیا سلام
پاکر کلفت کافر و دیندار کا مزاج

کوچے مین یار کے نہ کسی نے کیا سلام
پوچھا کیئے کھڑے در و دیوار کا مزاج

ہمسایہ خوب ہوتا ہی آگاہ حال سے
پوچھے کوئی جگر سے دل زار کا مزاج

اوس لالہ رو کو دیکھ کے بہولا ہی عشق گل
بیرنگ ہے عنادل گلزار کا مزاج

۶۰ — ۱۸

ثابت ہی انقلاب زمانہ سے ای صبا
قائم نہین ہے چرخ جفا کار کا مزاج

دل ہے غذای رنج جگر ہی غذای رنج
پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برای رنج

حاصل کسی سے کچھ نہین ہوتا سوای رنج
دنیا مین لائی ہے ہمین قسمت برای رنج

آدم سی باغ خلد چھٹا ہمسے کوی یار
وہ ابتدای رنج ہے یہ انتہای رنج

ممکن نہین ہے آئے جو بو ہی گل نشاط
ایسی دماغ جان مین بھری ہی ہوای رنج

چھڑکی دیو گالیان دے ستمگر ذلیل کر
کافر ہوای صنم جو ذرا دلمین لای رنج

ہم نخل آہ سے چمن روزگار مین
باندھا گئے ہوا پئے نشو و نمای رنج

ای صانع ازل مری مٹی خراب کی
کیا چاہیئے تھی خانۂ دلمین بنای رنج

سب دوست اپنے عالمین ہین آ مبتلا
کس سے کہو نہین کون سنے ماجرای رنج

ہم بار عشق کے متحمل نہ ہو سکے
بس دل بگڑکے بیٹھ گئے وہ اوٹھای رنج

ہین سکہ ہای داغ ہزارون بھری ہوے
قصر دل فقیر ہے دولت سرای رنج

بہولے نہین نصیب کے لکھے کی خوبیان
تحریر لوح دل پہ ہے سب ماجرای رنج

ممکن نہین مزاج رہے ایک حال پر
گہ آشنای عیش ہین گہ آشنای رنج

اپنے تو قہقہے نہیں عاشق کے حال پر
دیکھو تو ہنستی ہیں کہ پنہاں ہو نہ جاوے رنج

ہوتے ہیں کیسے لباس میں پیدا شرار زر تک
بہر عروس فکر ہے زیبا ہوائے رنج

لیا غم جو کہ ہے یار میں ہوتا ہوں پائمال
فرط خوشی سے خاک نہیں دل میں ہے رنج

کہتے ہیں میرے دوست مرا حال دیکھ کر
دشمن کو بھی خدا نہ کرے مبتلائے رنج

سودائے عشق میں یہ سعادت حصول کی
مجھ پر ہے سایۂ بال ہمائے رنج

۶۱

انداز پر صدمہ شب فرقت ہے اے صبا
آندھی چراغ جان کے لئے ہے ہوائے رنج

تمام

شکوۂ تاثیر شب ہے شکوۂ تاثیر صبح
گاہ دامنگیر شب ہوں گہ گریبان گیر صبح

ہمسری کر پائے رخسار سے نشاں ہے گر تو
ہر شعاع شمس ہو وے بند زنجیر صبح

زلف کو ہے مختلط ہو جگہ ہی یار نے
زنگی شب کو ملا پروانہ جاگیر صبح

آہ نکلے وہ دل آتشیں سے عشق کا جوش
کاسۂ خورشید بنتا ہے حباب شیر صبح

بات کے آنیکا وعدہ جب کیا اس ماہ نے
شام سے دیر فلک کرنے لگا تعمیر صبح

آب جام میں عکس روئے ساقی پر نور سے
جام آتا ہے نظر آئینۂ تصویر صبح

دود آہ نے اثر ہے شب غم کو عروج
نالۂ شبگیر ہیں یاں باعث تاخیر صبح

جبہہ سائی کی تمہارے کی جو اے گردون جناب
نیر اعظم بنا داغ جبین پیر صبح

مر گئے ہم جب ہوئی آخر شب وصل صنم
ہو گئی نذر لوح سن کر نعرۂ تکبیر صبح

اپنے گھر سے یوں نکلتا ہے وہ رشک آفتاب
جس طرح مشرق سے ہوتی ہے عیاں تنویر صبح

قید زلف یار سے اپنا دل رہتی ہے چھٹے
دام شب سے ہو رہا یارب کہیں نخچیر صبح

رات وصل یار کی گذری تو آئی موت
ہو رہی تکلی نیام شب سے جو شمشیر صبح

چھوڑ دی جب زلف اپنی عارض پر نور نے
تیرگی شب میں پنہاں ہو گئی تنویر صبح

حیلہ سازی نے کیا روشن فریب جس کو　　صبح کاذب سے عیاں ہے یہ ہوئی تزویر صبح

٩٢

صورت دیو شب غم ای صبا ناپید ہو
رو ہی نورانی کہین اپنا دکھا ای پیر صبح

٥

نہ کسطرح سے ہو اہو ہو ہوای یار میں روح　　یہ تنگ ہو ہر رگ گل ہے جسم زار میں روح
اوٹھا سکی نہ اذیت فراق یار میں روح　　گریز کر گئی آخر کو اضطرار میں روح
بغیر یار تڑپتی ہے لالہ زار میں روح　　بنی ہے موجۂ باد خزان بہار میں روح
پس از فنا بھی ہے آندھی ہوای یار میں روح　　بجای موج ہوا ہے مری غبار میں روح
خدا کے واسطے قصہ دوئی کا یکسو کر　　ادہر اودہر کہیں بھٹکے نہ احتضار میں روح
ہزار بار اسی اک بت پہ ہم فدا کرتے　　خدا گواہ ہے ہوتی جو اختیار میں روح
برا ہو موت کا جسنے یہ تفرقہ ڈالا　　مزار میں مری میت ہے کوی یار میں روح
مجال کیا تہ دریای عشق تک پہونچے　　حباب وار ہے اس بحر کے کنار میں روح
خدا کو مان نہ اتنا جھکا شراب پلا　　نکل نہ جای کہیں ساقیا خمار میں روح
کسی کے وعدہ کا رہ رہکے دہیان آتا ہے　　اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار میں روح
عجب حساب ہے دنیا میں زندگی کاٹ　　نفس کی آمد و شد سے رہی شمار میں روح
عذاب گور سے ہمکو ڈرا نہ ای واعظ　　رہے گی بعد فنا کوچۂ نگار میں روح
سدا خراب رکھا اپنے ساتھ اسکو بھی　　تمام عمر رہی دل کے اختیار میں روح
چمن کو دیکھ کے تفریح دلکو ہوتی ہے　　خوشی سے پہولی سماتی نہیں بہار میں روح
شب فراق میں کیا اضطراب رہتا ہے　　کبھی ہے لب پہ کبھی چشم اشکبار میں روح
مجھے نہ آتش شوق شہادت ای ظالم　　لگی رہی تری شمشیر آبدار میں روح
شب فراق میں کیونکر ہمیں قرار آئی　　جو اضطراب میں دل ہے تو انتشار میں روح

٩	اوسی کے ہاتھ حیات و ممات ہے سب کی حقیقتاً ہے صبا حکم کردگار مین روح	٦٣

دکھلائینگے ہمین نہ وہ قامت کسیطرح
نالی کرین بپا ہو قیامت کسیطرح
سیاح گور ہا مین بہتر طریق کا
پیدا ہوئی نہ راہ حقیقت کسیطرح
راہ عدم مین رسم نہین ہاتراب کی
ممکن نہین رکون دم رحلت کسیطرح
داغ جگر کو لیکے گئے حشر مین جو ہم
نکلا نہ آفتاب قیامت کسیطرح
مر کر جو منعمونکے بنے مقبرے تو کیا
کام آئی قبر مین نہ عمارت کسیطرح
ممکن نہین بچین جو غم ہجر یار مین
جھیلی نجائیگی یہ مصیبت کسیطرح
ٹکراتی آہ جاکے جو اس خاکسار کی
رہتا نہ آسمان سلامت کسیطرح
کعبے مین بھی گیا مین کلیسا مین بھی گیا
حقا کہ ہو سکی نہ عبادت کسیطرح
جانا کہ حال جلوہ حسن بتان کھلے
حق تو یہ ہے کھلے نہ حقیقت کسیطرح

وله

ہی گرد روی یار کے آگے وقار صبح
ذرہ ہے آفتاب میان غبار صبح
مانند تمام رات کٹے ہجر یار مین
سرخاب کیطرح سے رہا انتظار صبح
ساقی نے جیب بغل مین لیا شیشۂ شراب
سمجھا مین آفتاب سے زیب کنار صبح

٢٥	کیا کیا ہوئی نہ زیارت روی صبیح یار لوٹا کیا ثواب عبادت گذار صبح	٦٤

رخ پر تری نقاب نہین انکا رسرخ
خورشید یہ ہے کہ ابر بہار ہے سرخ
یون خون دل سے ہین مری اشکونکے تار سرخ
یکرنگ جسطرح سے لہو کی ہو دہار سرخ
باغ جہان مین سکہ یہ ہے ورنگ مین پسند
معشوق سبز قام ہو خوشگوار سرخ
دم بھر مین خونکی نہ کہین ندیان بہین
جوڑا اگلی سے یار نے دارا دو تار سرخ

مضمون ہیں یک قلم ہیں گل رنگ یار کے
یہ رنگ ہوگا حشر کو مشتاق یار کا
زرد و سفید و سبز ہوئے عاشقوں کے رنگ
دیتے ہیں جان ہم لب لعلین یار پر
روتے ہیں خون تمام کو تا ہو نسیم سحر کا
یکتا ہے یار لقہ چمن روزگار زمین
زلف سیاہ یار سے پتلا ہوا یہ رنگ
زیبا دکھ یقین ہے خورشید حشر کا
تیرے شہید ناز کی مٹی جو ہو شریک
جوش بہار سے یہ گلستان کا رنگ ہے
آیا جو وہ نگار عبادت کے واسطے
کھنڈلی پہ یار صاف ہے مینا چڑھا ہوا
اس خار کو خدا نے رگ گل بنا دیا
فرصت کہاں جو وصل میں مہندی کی لگا
جیسے کہ باغ میں ترے خون میں آغن گرکر
ابھرو ہی مار اوسنے اسیران زلف کو
دکھلا رہے ہیں لو قلمون حسن کی بہار
جوش بہار خون کف پا سے جب ہوا
ہے آہ بیکسان کے طمانچے لگا ہے نشان
اے آیا ہے خوب یہ گلدستہ اے جنون

کاغذ کا تختہ ہے صفت لالہ زار سرخ
جیسے کہ عید کو ہوتے ہیں روزہ دار سرخ
غصے سے تو ہوا جو کبھی اے نگار سرخ
یاقوت کا تمام بنے گا مزار سرخ
دامان زمین تمام ہوا شہسوار سرخ
پایا نہ تیرا رنگ ہوئے گل ہزار سرخ
پر خون ہو کے ہو گیا شانہ تمہارا سرخ
کیفیت شراب ناب سے ہے نرگس یار سرخ
شنجرف سے سوا ہے چمن کا غبار سرخ
زر کی زمین ہے جیسے دم کارزار سرخ
بنہ ہو گیا خوشی سے دم حقنہ ہا سرخ
کیا رنگ پر ہے سبزۂ خط سے عذار سرخ
خون جگر سے ہے مژۂ اشکبار سرخ
بوسہ لسی کیجئے ترے دستار اے نگار سرخ
ہر گل ہے صاف جیسے خون ہزار سرخ
کے شامیونکے خون سے کیا ہو گیا غبار سرخ
وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ
پھولوں سے بڑھ کے ہے بیابان کا خار سرخ
رنگ فلک شفق سے ہیں زینہار سرخ
تن یار کے جب کلاہ تار سرخ

٦٥	باغ جہاں میں رنگ صفا کا جما رہے دشمن کا منہ سیاہ رخ دوستدار سرخ	١٣

ہو نہیں سنتا ہی جو ہماری سے افغان فریاد
ہمارا آہ تو پہر ہو رہی فغان فریاد
سے وہ بہانہ لیلے کو حال مجنون پر
ذراسی آہ میں جلتا ہی گنبد گردون
سنا جو نالہ ناقوس لگے کہا سب نے
کہ ہے نالہ عاشق میں کچھ نہیں تاثیر
زبان کاٹیو صیاد ہم اسیران کی
ہو ہین نہ ادس گل رشتہ بار سے باتین
پناہ مانگتے ہین حاملان عرش علا
ازل کے روز سے ساتھ شادی و غم کا
لبون تک آہ نہین پھر ضعف سے آتی
بھڑی ہین آتش غم مین اسیکے باعث سے

کرو گے جا کر عدالت مین جا بجان فریاد
مین غل کرون جو کرے پاؤنکی بیڑیان فریاد
خدا ہی سے یہ نہیں کرتا ہی سارباں فریاد
بھلا کرے کوئی دل کو لگا کر کہان فریاد
بتون سے عشق مین کہتے ہین بزبان فریاد
سنی ہے تم نے کسی کی ابہی کہان فریاد
قفس سے جا کے اگر تا بہ آشیان فریاد
مثال برگ خزان کرتی ہی باغ فریاد
جب اپنے دشمن میں ہین کرتا ہون ناتوان فریاد
ہر قہقہے سے زمانی میں نوحہ ایان فریاد
بتو خدا ہی عدو مین کہان کہان فریاد
کرینگے حشر کو دن لگے سب استخوان فریاد

٦٦	صبا ہم آتے ہی گلشت مین بہی سنئے کرین ہزار گلستان مین باغبان فریاد	٢٠

زاہد کو ہوگا سنبل باغ جنان پسند
پہلو مین یار ہاتھ مین جام شراب ہو
کیکو نیہ باغ دہر مین لطف الم سے ہے
آہون کے ساتھ جان بہی آخر نکل گئی

میکش ہین ہمیشہ کا ہمین ہمچون پسند
اتنا بھی آسمان کو نہین ہے مکان پسند
اپنے گلو کو کیون نہ کرو باغبان پسند
یوسف کو آئی تھی نہ ہی کاروان پسند

برسات ہی مین بادہ کشی کی بہار ہے
ناصح نہ میرے حال پہ تو التفات کر
حیرت کی جا ہے قالب خاکی کو دیکھ کر
ای ہمصفیر قفس مین رہین گے ہم
باغ جہان مین بلبل عزلت گزین ہونز
ایسا نہو ہماری بھی نالہ بلند ہون
دیوانگی مین بھی ہمین پاس وقار ہے
مضطر ہمین قرار نہین برق کی طرح
کوئی بھی بات انکی قریب قیاس ہے
مدہوش غم فراق ہی کتنا حریص سے
سودا ہی جس پریکا وہ نازک دماغ ہی
رہ رہ گئے ہین یہی جو ستم آسمان کے
اللہ رہی ترابت بندہ ار نہ ادا
نارسی کیا کہ قبر بھی بعد فنا نہو
آفت ہی قید سبحہ زنار جان کو

سبزیکا فرش ابر کا ہی سائبان پسند
یہہ مہربانیان نہین ای مہربان پسند
کیون روح کو ہوا ہی یہ بار گران پسند
موجود ہی جو برق کو ہو آشیان پسند
کنج قفس سے بڑھ کے نہین بوستان پسند
اتنی بھی سرکشی نہین ای آسمان پسند
بھاری ہی سی بھاری ہی آئین تو ہون بار
ایسی سمجھ آگئی ہین تری شوخیان پسند
کافر ہوا عظو نکا جسے ہو بیان پسند
مرغوب خون گوشت پسند استخوان پسند
جنکا رہمین ہو نہین وہ بیریان پسند
گذرے ہم اس جہان سے نہین یہ جہان پسند
یہہ کبر یہہ غرور نہین ہے وہان پسند
دو دن کے واسطے نہین نام و نشان پسند
تار حیات مین نہین یہ گہ میان پسند

۶۷	رغبت نہ شیخ سے نہ برہمن سے ای صبا دونو مین ایک کی بھی نہین ہے نہ کان پسند	۲۱

رکھتی ہے عاشقونکو سدا چشم تر کمر
بل کھا ہی کیون نہ ای بت نازک کمر کمر
او سرو قد کے سامنے مارے حجاب کے

سینہ بال بنکے کرتی ہے آنکھونمین گھر کمر
زلفون کے پیچ او سٹھا ہی جو یون سر بسر کمر
گھر گھر گئے ہین سرو لب جو کمر کمر

کس طرح سے چھپتی ہین اُنکے دل حسین
اسکی خبر کسی کے فرشتونکو بھی نہین
یہ ناتواسی ہیکیت کہ عاشق پہ صاف پڑا
کیا مفت کی لپیٹ مین مشتاق آگئے
رہتا ہو پیچ و تاب مین موی میان یار
پہلو تہی نکر تو مرے خط کے یار سے
اوڑہ کر نہ جاسکیگی مرے نام فکر سے
خود نہ تنگی غرور نزاکت سے اسقدر
پہلو نہ یاد و اس سے نہوگا کوئی لطیف
بار خزانہ ہے سر قارون پر اب تلک
ہلکا نہ اس دہنک کو دو پٹہ کو جانیے
زلفونکو چہوڑ کر نہ کرو تم خرام ناز
باعث ہمارے رونیکا ہے راز حسن یار
جب و میان آگیا ہے سجاوٹ کا یار کو
پہلو مین بیٹھنی کو جو اوسنے کہا کبھی
مارا ہے عشق زلف و رخ یار مین مجھے
دریا ہے حسن صاف سراپا ہے یار کا

عمار تنگرون نے باندہی ہے کیا لوٹ پہ کمر
ثابت کرینگے یار کی کیونکر بشر کمر
پا آسٹہلانچہ جاکی کرڑک مونڈہا سر کمر
باندہی ہے جو لتو نے اہی بت بلا و گہر کمر
کاکل کیطرح کرتی ہے اپنی بسر کمر
کچھ لوٹ جائیگی نہ تری نامہ بر کمر
عنقا کیطرح رکھتی ہو گہو بال و پر کمر
کیون گم ہوئی ہے اپنی ذرا لی خبر کمر
ہر چشم ناف یار کی تار نظر کمر
باندہو نہ غافلو پے تحصیل زر کمر
اک تار بادلے کی ہے اہی سیمبر کمر
لچکیگی نازکی سے ہر اک گام پر کمر
گر مرو مکت مین ہے تو خط نظر کمر
باندہی ہے کہول کہولکے دو دو پہر کمر
لڑنے پہ مستعد وہ ہو جو باندہی کمر
فوج الم نے باندہ کے شام و سحر کمر
ہے اوسمین مثل موج آب گہر کمر

۱۰۸	امر الہ آیہ ہو لتو اہے اہی صبا مرنے پہ پیشتر سے بندہی ہیشتر کمر	۱۴

مردہ پڑے ہیں ہجر کے مارے پلنگ پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر

گر یہ ہے شب فراق ہمیں ہجر تو ہولناک
پہنچی بلندی کی ہے ہمارے پلنگ پر

تسبیح سا ہے او لٹ کہ کروٹ لی آپ نے
ٹوٹا کیا ہیں رات کو سارے پلنگ پر

کیا نیند آئی لوٹے پر مجھ تو تو سکے
سویا ہیں گئے ہوا جو حسن پیارے پلنگ پر

تکیے ہمارے پیچ کے مشعل بنا دیئے
لائی تپ فراق جو ہمارے پلنگ پر

پائے بلند سنبل سے ہیں پلنگ کا
وہ بیٹھ کر جو بال سنوارے پلنگ پر

تہ شکاف ہے اطلس فلک سبز رنگ کی
گل ٹانکے مہر و مہ ہیں تمہارے پلنگ پر

لاکر سینے پھول جو رکھے ہیں آپ نے
کانٹے بچھا دئیے ہیں ہمارے پلنگ پر

کروٹ بدل کے آپ جو سوتے ہیں وصل میں
ہم لگ گئے ہیں گورِ کنارے پلنگ پر

پہلو لگی ہے گرچہ شب وصال
باسی جو اس نے ہار اتارے پلنگ پر

اے شوخ پہل پہل کے تو سو تمام رات
ہم بھی پڑے رہیں گے کنارے پلنگ پر

۱۸	اب داستان شوق کا موقع ہے اے صبا سونے کے واسطے وہ سدھارے پلنگ پر	۹۹

گر عدم آنکھ تو تارک دنیا ہو کر
بیٹھ رہ سایۂ گلشن پر عنقا ہو کر

وحشت و حشت نہیں یہ ہمیں بگولا ہو کر
خاک چھانی ہے بہت بادیہ پیما ہو کر

وامقہ ہیں بہت عشق میں رسوا ہو کر
دشمن اپنی ہیں نہ بانکا ہو گیا ہو کر

میکدہ سے جو میں نکلا تو گیا مسجد کو
رشتہ سبحہ ہوا بینۂ مینا ہو کر

فیض صحبت سے بزرگوں کی ہے خردوں کو فروغ
قطرہ بنتا ہے گہر واصل دریا ہو کر

دیکھنے جاؤ ذرا حال دل عاشق کا
اپنے بیمار سے بہا گو نہ مسیحا ہو کر

آگ کی طرح کوئی دم میں خزاں آئیگی
زر گل باغ سے اوڑ جائیگا پارا ہو کر

چشم وا رنگینی دیکھا جو طلسمات جہان
آئینہ بنگئے ہم محو تماشا ہو کر

خاکساری نے اوٹھانے نہ دیا سر ہمکو
خاک مین ملگئے ہم نقش کف پا ہو کر

ہجر ساقی مین بہے رہا مین بزم بادہ کشی
بنگیا شیشہ مینا کف دریا ہو کر

راہ نکلی ہو جو بتون سے تو نکلی راہ خدا
گیا کعبے کو پھرا جب مین کلیسا ہو کر

باغبان بلبل کشتہ کو کفن کیا دیتا
پیرہن گل کا نہ اوترا کبھی میلا ہو کر

پڑ گئے ہاتھ مرے دامن کے گلچین دولت
لیا آغوش مین مہتاب کو ہالا ہو کر

الفت گیسوئے جانان نے بڑا پیچ دیا
دام مین آ گئے ہم آپ کے دانا ہو کر

حسن نے عشق کو عالم مین لبھایا کیا کیا
کبھی عذرا کبھی شیرین کبھی لیلا ہو کر

ضعف مین بھی یہی ہے جامہ دریکا سودا
اپنے دامن سے اوبھتا ہون مین کانٹا ہو کر

غم فرقت مین بہہ طوفان اوٹھا اشکو نکا
رہ گیا چرخ حباب لب دریا ہو کر

۷

نہ ڈبو دیدۂ دل بستہ صبا آنکھ لگے
گر نہ چاہ ذقن یار مین اندھا ہو کر

۱۴

بہار آئی ہے دیوانہ ہو تو رنگ گلستان پر
چراغ عقل کو ٹھنڈا کر بجھا کر طاق نسیان پر

جنون کا ولولہ ہو تو [illegible] بیابان پر
الٰہی پھٹ پڑے یہ سقف فلک دیوار زندان پر

ترے موج تبسم پر فدا ہے کا دم نکلتا ہے
پھرا جاتا ہے پانی آبروے آب حیوان پر

نہ آئی نیند گلا یہ شوق عریانی مجھکو
چھٹا ہاتھ آستین دست جنون نے پھر گریبان پر

نہیں نا پر ترے روئے مخطط کی جو شق نکلی
خضر نے زہر کھایا سبزۂ گور غریبان پر

لگی رہتی ہین دنیا کیطرف آنکھیں حریصون کی
ہزارون زخم منہ کھولے ہوئے ہین اک نمکدان پر

بتان سیمبر کا وصل دنیا مین غنیمت ہے
یہ وہ دولت نہیں جو چھوڑ دے زاہد ایمان پر

ترے آنے کی تھی شب کو بزم ویرانی سے بھری
چراغ غول ہنستا تھا ہر اک شمع شبستان پر

نہ پیراہن مین قاتل نے میری پردہ پوشی کی / لگاے زخم دامن دار کیا جسمِ عریان پر
پڑے ہین جابجا کشتے ہزارون تیغ ابرو کے / تری تلوار کا قبضہ ہے ہر گنج شہیدان پر
مقدر کا لکھا سچ ہے کسی صورت نہین مٹتا / مسودہ خط سے حرف آیا صفاے روے جانان پر
جنونکے جوش مین کپڑے گلے کے ذبح کرتے ہین / گمان ہے دامن تیغ ہلالی کا گریبان پر
بیابان مرگ اوس لیلے سکے لوازم ہین جسکے / چراغ گور کا عالم ہے ہر چشم غزالان پر

۱۷	صبا دستِ جنون موجِ ہوا کا کام کرتا ہے گریبان صورتِ گل پھٹ کر آرہتا ہے دامان پر	۲۰

نہ دی غم پر سبقت اعمال سے ہو فرشِ راحت پر / نفیرِ خواب دیتی ہے گواہی جرمِ غفلت پر
کسیکو کیا ہے غم کہاے جو میری گرد کلفت پر / کوئی روتا نہین ہوتا ہی بیدل ازتکی تربت پر
گمان ہے مرقدِ کہنہ کا مجھکو ہر عمارت پر / یہ غافل کیا سمجھکر جان دیتے ہین عمارت پر
سفر ہے سرزمینِ دشت مجھ مجنونکو سوداے / چراغِ غول چشمک زن ہے خورشید قیامت پر
یہ مشتِ خاک بہی کس کسطرح کا رنگ لائی ہے / تماشا ہے نہین رہتا ہیولا ایک صورت پر
بتونکے دردِ الفت نے دکہائی منزل عرفان / کمندِ آہ سے پہونچے ہین ہم بامِ حقیقت پر
ترا یہ طاقِ ابروے صنم قتالِ عالم ہے / خمِ شمشیر کا عالم ہے محرابِ عبادت پر
حقیر و زار وہ رہتا ہے جسکو حرصِ دنیا ہے / کبھی بوٹی نہین چڑہتی ہے جسمِ بد دیانت پر
تبسم عشق مین ہمنے شکستِ فاش پائی ہے / کمر باندہی ہے فوجِ غم نے شہر دلکے غارت پر
غرورِ حسن سے کرتے ہین دعوی بے نیازیکا / خدا کا قہر نازل ہو بتان خوبصورت پر
ترقی آج ہے جسکو تو کل اوسکو تنزل ہے / کبھی رہتا نہین دورِ زمانہ ایکصورت پر
ہوا تیرے بدن پر ٹہیک جامہ پارسائی کا / پڑہے ہی مر کہین نماز اگر تیرے دامانِ عصمت پر
ہین وہ دہقان بد قسمت ہوا نہ سبزہ زارِ غم / بجلیان آکے ٹوٹی ہین گرکے میری زراعت پر

ہماری جان لی ہی سوز عشق خط جانانی
ہجوم سوز ہی پروانونکی جا شمع تربت پر

چھپایا ہی سبی کہین چھپتا ہی میرا خون ناحق قاتل
گواہی ہر وہان زخم دیتا ہی شہادت پر

عوض اللہ اوسکا مجھکو ہی جنت کے لیگا
کریگا جو سیاست حاکم ظالم رعیت پر

حسین رات کو ناکو اگر باندہتی ہین حلقۂ ماتم
پری رو یار پروانہ ہین یا پہ شمع تربت پر

کوئی صورت نہین غمخانۂ عالم مین راحت کی
بلا آفت ہی آفت پر مصیبت ہی مصیبت پر

فراق یار مین قہر خدا ہی موسم باران
بلا ہی آسمانی کا گمان ہی ابر رحمت پر

۷۲

تعجب ای صبا کیا ہی جو آشنا دوست گلشن ہی
فراق یار مین رو دی مین دشمن مہربی حالت پر

۱۹

رکین سمند عمر کو ہم کس مقام پر
کیا اختیار اس فرس بے لگام پر

کہاتین سگ زہر اونکے خط سبز فام پر
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر

لائی ہے ہمکو وحشت دل کس مقام پر
ہنسنے کی جا ہی قیس کے سودای خام پر

آئی نہ بزم عیش کبہی انتظام پر
کیا اعتماد کیجئے گردونکی کام پر

کعبے مین ہین کبہی تو کبہی سومنات مین
خود رفتگی سے بند نہین اک مقام پر

منہ موڑنا بتان حسین سے حرام ہے
موقوف یہ نماز نہین ہے سلام پر

بندیکی قتل پر کمر اونکی بندہی رہی
قبضے مین اسکے ہاتھ رہا اک نیام پر

ہو دور مے مین جلوۂ طاؤس ساقیا
مینا ضرور چاہیے سونیکے جام پر

ای موسم خزان ترا خانہ خراب ہو
کانٹونکے ڈہیر ہین گلبنونکے مقام پر

نکلا جو خط وہ ناز کی باتین نہ پھر رہین
کیا حرف آگیا ترے حسن کلام پر

کنعان مین آیا مصر سے یوسف کا پیرہن
رحمت خدا کی عشق علیہ السلام پر

گلگشت مین چلے جو وہ اٹکھیلیونکی چال
طاؤس لوٹ ہوگئے اونکی خرام پر

پروانے اسطرح نہین گرتے چراغ پر
ہم رند جسطرح سے کہ گرتے ہین جام پر

منظور ہے دل اک بت پردہ نشین کی دید پر
آنکھین جڑی ہین روزن در کے مقام پر

اوس آفتاب کا جو کبھی سامنا پڑا
مہتاب چھپ گئی رخ ماہ تمام پر

اے مرغ روح باغ جہان صیدگاہ ہے
یہان آب ہے جہین تو دانہ ہے دام پر

ساقی ہے میکدہ ہے شب ماہتاب ہے
چٹکی ہے چاندنی در و دیوار بام پر

چھلکے جو دست ساقیٔ گردون فقار سے
عالم ہوا شفق کا مے سرخ فام پر

٦٣
شیطان بد سرشت سے کیا خوف اے صبا
بفضل خدا ہے امت خیر الانام پر
١٦

نہ جیا قاتل سے گیا میرا تڑپنا دیکھکر
حال آیا رقص بسمل کا تماشا دیکھکر

مدعی ہنستے ہین میرے دم کا یہ رونا دیکھکر
اک ذرا اے چشم تر آیا پیرا یاد دیکھکر

شرم کرتی ہے قضا کسا منہ جاتی ہوے
روح اے دل جامۂ ہستی کو میلا دیکھکر

ہو گئے ژولیدہ ہمارا رشتۂ جان بنگیا
پھنگئین پنجے مین تری بالونکا جوڑا دیکھکر

بحر ہستی مین نہ دنیکا دخل ہو ممکن نہین
وجد ہے ماہیت امواج دریا دیکھکر

جام گر جائے آج کل ہم میکشونکا حال ہے
دل بہلاتا ہے خالی جام و مینا دیکھکر

شکل آئینہ اس آرائش نے حیران کردیا
کھل گئین آنکھین تری اللہ رے سراپا دیکھکر

واعظون نے میکشونکو دوزخی ٹھہرادیا
جل گئے ایسا فروغ شمع مینا دیکھکر

بوریا لیکر لب کی سمجھ نصیر مست نے
پاؤن پھیلائے نہ فرش اہل دنیا دیکھکر

رقص کرتے ہین جنونمین ہم بگولے کیطرح
لوٹتا ہے دل بوسعت داماں صحرا دیکھکر

آئینہ دیکھا تو سمجھے وہ دلبر یہ ہی کو
اور بھی نقشا ہوا وہ رخ مصفا دیکھکر

پھر کی جاہے ادا نہین شوق ہم آغوشی لکھا
ہاتھ کٹوا ڈالئین گے قاصد کا نامہ دیکھکر

خوب موسم ہی اوڑہین چلکر لطافت کی مزی
کہینچ لے تصویر یہ رخ یہ منہ نہین بہزاد کا
صورت محراب کعبہ ابرو ہی دلدار سے

ساقیا خیمہ ہو دریا کا کنارا دیکہہ کر
رنگ فق ہو جائیگا نقشا تمہارا دیکہہ کر
دل کہیا جاتا ہے زاہد کا مصلا دیکہہ کر

سہ ہے

اے صبا اللہ اکبر کاٹ تیغ یار کا
نخچیر کو غش آگیا لاشا ہمارا دیکہکر

۴ے

آئیگا جذب عشق اگر زور شور پر
لیکی برس جنون جو رہا زور شور پر
تیار فوج آہ رہی اے دل حزین
اللہ ری شعبدہ تری اے صید گاہ چلو
پالا نہین پڑا ہے ضعیفونکی آہ سے
چہلون سے دونو ہاتہ ہین کیسے بہرے ہوے
لیتا ہے ہاے کوئی کلیجے مین چٹکیان
زنجیر زلف یار مین جب سے پہنسا ہے دل
رہ رہ کے اے جنون ہمین آتا ہے ولولا
جلوہ ہر ایک داغ مین ہو برق طور کا
کودک مزاج ہے فلک پیر خوف کر
برسون رہا ہے قالب خاکی سے اتحاد
حرص و ہوا مین رہتا ہے برباد آدمی
سچ تو یہ ہے کہ تو مری مرنیسے خوش ہوا
وحشت عدم مین جاکی لتاڑونگا قیس کو

مہتاب مشعل بازگر بیکا چکور پر
زنجیر ہم چڑہائینگے مجنونکی گور پر
بہیجین گے دور یار کے مہندی کہجور پر
بیٹھے شکار ترہت بہرام گور پر
پہولا ہوا ہے دیو فلک اپنے زور پر
جوبن ہے اے نگار ترے لور پور پر
روتا ہوا نہ نوبت شب غمکی ٹکور پر
عالم صدای غل کا ہے نالونکے شور پر
جاتی ہین دوڑ دوڑ کے مجنونکی گور پر
گرانیے دود دلکی گہٹا چہا ہے ہور پر
غافل نہ کر گہمنڈ جوانی کے زور پر
رویا کریگی حشر تلک روح گور پر
اوڑتا ہے یہ پتنگ رگ جانکی ڈور پر
بیجا یہ جہوٹ موٹ کا رونا ہے گور پر
لیکی مرا جنون ہے جڑ زور شور پر

انہیں آفتاب حسن کا گر داغ عشق ہو
دنیا تمام بازیٔ شطرنج باز ہے
خاوری ہے عشق سے سوزگی یار رہا ہے
وہ ناتوان ہیں کہ اوسے کچھ خبر نہو

ہو جائے صاف چاند کا عالم جو کہو یہ
مہ و نکی طرح ایک کی ہے ایک نور پہ
قمری ہے عندلیب ہے ہم جسکو دیکھ پہ
سو بار سر کے بل جو گرین پای سرو پہ

۱۵

قربان اپنی چشم حقیقت کے ای صبا
ہے ایک ہی نگاہ سلیمان و مور پہ

۱۴

ساقیا توبہ وہ ہے سامان کر
رحم کر میرے گناہون پہ نہ جا
یا الہا اپنا جوشش عشق دے
ختم وجب اللہ پر ایمان لا
دیکھ کر سیارہ کر کعبے کو ڈھا
ایسے خوش طالع کہان ہے لاے
کلمۂ حق سے ہے حسب المحسنین
کاوش مژگان جانان دیکھنا
کام اپنا چھوڑ دے تقدیر پہ
یہہ نہ سمجھے ہم کہ بیگانہ ہے
شاہانہ مضمون کر چپ بیٹھ
نہ خانے میں کرم فرمایئے
صبح کو شرا یک اک مصرع ہوا
حیرکی تو قید ہے ہمسے کبھی ہوا

روح پر جمشید کے احسان کر
اے صنم اپنی طرف تو دہیان کر
قطرۂ ناچیز کو طوفان کر
زاہد اسے کعبے چلا کیا جان کر
خانۂ دل کو نہ تو ویران کر
مسکرا دے یار کہنا مان کر
جسطرح بنے ہو سکے احسان کر
رکھ دیا دم میں کلیجہ چہان کر
عقل آرائی نہ اے نادان کر
جان کھوئے دلکو اپنا جان کر
ہم بسر کر لین گے کمل تان کر
اے صنم اپنے خدا کو مان کر
یہہ صفا پیدا کی باتین چہان کر
یار کچھ تو سوچ کچھ تو دہیان کر

داغ الفت سے کہونگا نزع مین
دل کو یون فرقت مین سمجہاتے ہین ہم

میزبان کو رخصت ای مہمان کر
اے مریض غم خدا پر دہیان کر

۵۶ — اے صبا کس شوخ کو دیتا ہی دل
ہوش مین آ دیکہہ کر پہچان کر — ۱۹

بیتابی دل نے زار پا کر
دنیا سے ٹیکا اوٹہا اوٹہا کر

گلشن مین دعوے حسن کا کر
یوسف سے گل کے سامنا کر

زلفون کو نہ چہوڑ لو بڑہا کر
نازک ہے گرے گا جہونک کہا کر

بیٹہے جو وہ شب نقاب اوٹہا کر
بجہنے لگے شمع جہلملا کر

برباد نہ کر تو آبرو کو +
مانند حباب سر اوٹہا کر

ادہر گل کے مژہ نے مار ڈالا
کانٹے کی طرح کُہٹکا کہا کر

بیتابی دل اگر دکہاؤن
بجلی رہ جائے تلملا کر

سفاک نے بند بند کاٹا
چوٹین مارین جہکا جہکا کر

اللہ رے سوزش دل اے یار
مارا اس آگ مین جلا کر

تیرے کوئی خاک بحر غم مین
آخر ڈوبا مین ڈہب ڈہبا کر

بہیجتی کہتے ہین ابر تر کے
اچہے سوجہے مجہے رولا کر

وہ مست ہین عرش پر ٹکے ہاتہ
نشہ مین گرے جو لڑکہڑا کر

گردش نے زمین جہکائی
چہوڑا مجہے خاک مین ملا کر

بوسے کے سوال پر وہ بگڑے
منہ کی کہائی زبان ہلا کر

نالہ کوئی بن پڑا جو ہم سے
افلاک کو رکہہ دیا مٹا کر

خوف دوزخ سے کانپتا ہون
ساقی مجہے جام دے ٹہیا کر

وہ نوح میں حال سنکے روئے
قصہ دل سے اوٹھا دوئی کا

کام آئی زبان لڑکھڑا کر
پر چھپا ہوجائے فیصلا ہوکر

۹۹

جب کوچ کیا صبا عدم کو
رہ جائینگے یار خاک اوڑا کر

۱۹

ہوسے نہ طور پہ نہ مسیح آسمان پر
ڈہونڈ ہی دیئے ہیں تری آستان پر

کیا ہنس رہا ہے حالت دلکے بیان پر
لوٹا ہوا ہے یار مرے داستان پر

آفت تمام دلکی بدولت ہے جان پر
کس منہ سے لائے تیرا شکوہ زبان پر

چڑھنے لگے جو نالۂ دل لامکان پر
تھرا کے آسمان گرا آسمان پر

نالے کے ساتھ منہ سے جو نکلیں گے لخت دل
نوح الم چڑھائے گی سہرا نشان پر

آتے تو دیکھتے لب جانانکے معجزے
اچھے مسیح جاکے جمے آسمان پر

سنبل کا ذکر یار کی زلفوں کے سامنے
ایسے ہنو کہ مار پڑے باغبان پر

مسجد کو شیخ بتکدے کو گبر چل دیئے
ہم مست تیرے ڈٹے رہے مغ کی دکان پر

اے جوشش جنون جو یونہیں خاک اڑادیگا
چڑھ جائے گی تمام زمین آسمان پر

صندل سی وہ کلائیاں انکے گلمیں ہوں
ہاتھ پھیریان نصیب ہیں ان چند لنسی آن پر

ملا نہیں جو ظاہر و باطن میں فرق ہو
جو دلمیں ہے وہی ہے ہماری زبان پر

شاید کہ وہ پری ہی کہیں مسکرا رہا
بجلی چمک رہی ہے بہت آسمان پر

کیا نازکی ہے گوش صنم لال ہوگیا
ڈالا جو موتیوں نے ذرا بوجھ کان پر

کچھ بھی علاج درد محبت نہ ہو سکا
عیسے یہ داغ لیکے گئے آسمان پر

باد خزانسے باغ پر افتاد پڑ گئی
کیا آسمان لوٹ پڑا باغبان پر

کچھ آبرو ہی گل کی نہوئی بیش رو ہی یار
کیسی چمن میں اوس پڑی باغبان پر

یوسف سے ہم کہیں گے دیکھا کر نگار کو
یوسف نکل کے چاہ سے زندان میں پھنسے

دیکھو تو اپنی آنکھ پڑی کس جوان پر
رہتا ہے امتحان یہاں امتحان پر

۲۸

یوں رہ جہان میں کہ پس مرگ اے صبا
رہ جائے ذکر خیر ہر اک کی زبان پر

۴۴

دیکھئے انجام کو آشفتۂ مژگان کیونکر
اے جنون توڑئے قفل در زندان کیونکر
رحم عاشق پہ کرے وہ بت نادان کیونکر
قد قیامت کا ملا چال بلا کی پائی
رہنے دو گھات میں میری جو فلک رہتا ہے
یہ تو اوترا ہوا کنٹھا ہے تری گردن کا
ہمکو تو ملکے حسینوں سے بڑے رنج ہوئے
میں وہ سرگشتہ ہوں پہونچیگی نہ تو گرد کبھی
یہی بیداد ہے تو حشر کو ہم تم اے یار
جا کے مسجد کیطرف اوس بت غارتگر نے
حشر کو قبر سے ہم سوختہ دل کیا اوٹھیں
اے جنون غل جو رہیگا یہی زنجیر و نکا
حرص در در لیے پھرتی ہے عجب سودا ہے
ہے جنون تنگ جہاں دامان شب فرقت سے
ہم وہ زخم کے کھاؤ سے نہیں دل بھرتا
ضبط سے خاک نگون ہو علم آہ اے دل

جائے اس صید کو یہ نشتر مستان کیونکر
دیکھئے چلکے تماشائے بیابان کیونکر
جان دینے کو جو کہیے تو کہے ہان کیونکر
آفتیں ڈہائیں نہ وہ فتنۂ دوران کیونکر
دیکھنا گوی سبک مارا سر میدان کیونکر
ہاتھ آیا مہ نو سے یہ گریبان کیونکر
خوش رہا کرتے تھے پیر لوح سلیمان کیونکر
ساتھ دیگی مرا اے گردش دوران کیونکر
دیکھ لیتا کہ اوٹھے دست گریبان کیونکر
لوٹ لی زاہد کی تمنے دولت ایمان کیونکر
خاک میں ملکے اوگے دانۂ سربان کیونکر
جیتا چھوڑیگا مجھے حاجب زندان کیونکر
جیب و دامن کو نہ پھاڑیں سگ دیوانے کیونکر
صبح محشر کا کرون چاک گریبان کیونکر
خالی کر دیجیے قاتل کا نمکدان کیونکر
فوج اشک آئے تو رہ کے صف مژگان کیونکر

سجدے ہی کیجئے تو بھی نہین ہے وہ انکو
مہمان ہو کے بھی غم الفت سے ہی کی ہمین عزیز
افعی کے گیسوے جانا نکا خیال آیا ہے
اے ہمنوا اور ہی تیغ ہے ہمین جل اب زندگی
سیکڑون بار مر گئے ہیوہ تیری الفت مین
اے صبا کیا کہین کس کس کا خیال آتا ہے

ولہ

چھیت پائی کوئی اور دشمن ایمان کیونکر
اور رکھتا ہے کوئی خاطر مہمان کیونکر
جھلملائے نہ چراغ شب ہجران کیونکر
آنکھ وہ دیکھین تو ملاقی ہین نگہبان کیونکر
ملک الموت ہون بندہ احسان کیونکر
خاک اوڑائین نہ سر گور غریبان کیونکر

۹۰

یون نکالا مجھے قسمت نے وطن سے باہر
جسطرح روح جوان نکلے بدن سے باہر

۲۴

رنجلا تو رہ کبھی فلک پیر چار روز
لوٹین جو گرفتار گل کی لب جو بہار روز
کاندھا لگایا کرتا ہے وہ نئی سوار روز
کیسا دبالیا ہمین گرد ملال نے
صیاد و باغبان کی تھین کج ادائیان
شاہد ہے آسمان ہمارے گواہ ہین
ہر ہفتہ نہ نصیب ہے حلوا خورد کسے
کب باقی ہین فراغ ہم چمن روزگار سے
جس روز سے کہ خاک نشین ہوئے ہین ہم فقیر
چمن رہے گل و بلبل کی خیر ہو
کیا ہے صانع قدرت کو دیکھیے
ایسا ہی عاشقون سے بھی چشم یار کا

غمزے کی چلے نہ او شتر بے مہار روز
کھیلین گے ساقیا لطف مے کا شکار روز
بنتا ہے گرد باد ہمارا غبار روز
رہتا ہے زندگی مین عذاب فشار روز
ناز و نیاز بلبل و گل ہین یہ چار روز
آنکھون مین کاٹتے ہین شب انتظار روز
اے دل کسے حلاوت وصل نگار روز
لالے کیطرح پیتے ہین خون بہار روز
رہتے ہین آسمان کے سر پر سوار روز
روتی ہے پھوٹ پھوٹ کے کیون آبشار روز
بن بنکے کیون بگڑتے ہین نقش و نگار روز
وہ ترک ہے نہین جو نہ کھیلے شکار روز

ہم نیکشو کا بخت جو چمکی وہ جشن ہو
ہر شیشہ کے گلے میں ہم گوہ ٹیکا مار رونہ

مجنون نہیں کہ اُنکی ہی لیلی کی ہو رہین
رہتا ہو اپنے ساتھ نیا اک نگار رونہ

مجبور ہیں نہیں کوچۂ جانان کے شوق مین
جاتا ہون دوڑ دوڑ کے بے اختیار رونہ

آٹھون پہر ہیں تو انکی مدارات مین ہون
اتنا تو دی مجھے مری پروردگار رونہ

اللہ رہ تو آفتاب تری سبز و مہربان
لرزے ہے آفتاب کو آئی بخار رونہ

سودا جو تمام دماغ مین گیسوی یار کا
کالی بلا رہی مری سر پہ سوار رونہ

زاہد ہے پنجگانہ سے اے دل خبر نہیں
گہہ مجھ کو راہی خال مین وہ چار بار رونہ

دیکھو تو معبدونکی جہانمین ترقیان
یہ نہیں بڑھا کیا ہو مدلونمین غبار رونہ

بچتا نہیں ہے الفت مژگانمین آدمی
ٹہتی ہیں ایک دل پہ ہزارون کٹار رونہ

پھر رند کو بہت ہی یہ بھٹی کلال کی
مسجد مین جا ہی زاہد شب زندہ دار رونہ

کہہ دیتین چمن مین ہین فصل بہار ہے
اوڑ رہے ہین قہقہے صفت آبشار رونہ

۸۰ | اک دن ضرور رنگ گل ہے صبا تمام زندگی
لایا جو آئندہ میان لو نہیں دل کا غبار رونہ | ۲۰

تیز ہے سودائے مژگان نگار انکی ہر برس
کوٹہ لوٹہ کر مول لیتے ہین کٹار انکی ہر برس

لوٹتے ہین سیر چمن پہ بادہ خوار انکی ہر برس
خوب سبزہ ہی کنار جویبار انکی ہر برس

قدرت حق ہے تماشائی بہار انکی ہر برس
اے جنون کس رنگ پہ ہو لالہ زار انکی ہر برس

رند کیفیت ہی آئی ہے بہار انکی ہر برس
منہ سے لگے ہین ہم بادہ خوار انکی ہر برس

بادہ نوشی پہ رہا دارو مدار انکی ہر برس
طاق پہ رکھے رہے سب کاروبار انکی ہر برس

ہوش کسکو ہے جو پہنائے کسکو بیڑیان
ہو رہے ہین آپ دیوانے نگار انکی ہر برس

سال آئندہ نہو گا یہ ہی عالم دیکھنا
وہ کہان سال گزشتہ کی بہار انکی ہر برس

سرو بھی ویسے لگے شمشاد بھی ویسے لگے
قرب اپنا سا تھے دریا دل اپنے ساتھ ہے
ہوگئی فرقت میں اک اک شاخ گل سوہان روح
ابر تر پر پھبتیاں ہونگی کف سیلاب کی
محتسب تنہا ہے ساقی کی ہوا ایسی بندھی ہے
ٹوٹے جاتے ہیں گلوں کے بار سے شاخ الیان
کیا برابر چل رہی ہے آرزو کی نیر جہری
سبزۂ نوخیز ہے کشت فلک بھی سبز رنگ
سد سپہ پیری ہے یار کا باغ جوانی دیکھیے
سرمہ آنکھوں میں رقیبوں کے وہ دلوانے لگے
منہدی ملکر پاؤں میں اس ٹھاٹھ سے پھرنا پہنا
حال ہی پھر میں تمتع کی پلی طفل خسیر

بار ٹھ پر آیا جو نخل قد یار اگلی برس
کھیلتے پھرتے لب طرف کے کا شکار اگلی برس
دلکو پیرانے لگی صورت ہزار اگلی برس
جوش پر ہے گریۂ بے اختیار اگلی برس
جا بجا اوڑتے پھرین سب اشتہار اگلی برس
پھیٹ پڑتی ہے یا غمین کیسی بہار اگلی برس
خوب اے ترک حسین کھیلا شکار اگلی برس
مات کرتا ہے شفق کو لالہ زار اگلی برس
کیا شگوفہ لائی سینے کا اوبھار اگلی برس
پیچ ڈالا اے گردش لیل و نہار اگلی برس
کانپ کانپ اوٹھی شہید ونگار اگلی برس
نے سوار اگلی برس تھا شہسوار اگلی برس

۸۱

اے صبا جب سے ابھی تک ہے خزانکا وہ ہی
آئی گئی بھی یا نہ آئیگی بہار اگلی برس

۱۲

کم بہت رکھتا ہے دلکو چرخ ناہنجار خوش
سے تری ہر بات کا انداز اے دلدار خوش
ہے یہ کیفیت کی جا ہنستا ہے ہمیر جام مے
اس مرقع میں عجب نقشا ہی دیکھو جسطرف
ایک معنی کا لطف جنت میں گھر معمار کو
بہار سو برپا ہے نخل فصل خوبی کا جوش

غم دیا سو بار تو شاید کیا اکبار خوش
نبدش و دستار خوش رفتار خوش گفتار خوش
گریۂ مینا پہ ہوتے ہیں جو ہے میخوار خوش
صورتیں جسمیں ہیں ناخوش ہیں لگے وہ جا جو ہیں بار خوش
واہ کیا رکھا ہے قصر یار کا آثار خوش
اینڈتے پھرتے ہیں دیوانے سر بازار خوش

پر تکلف اوس سے ہو کر کیوں نہوں محظوظ ہم
چہوڑ دینگے ہم غفیرؔ دنکی بسر ہو جائیگی
اونسے ملتے ہو تو پہر چند بسی ملنا کیا ضرور
خانۂ تن میں نہ کیوں پہڑکے ہمارا مرغ روح
حیف کی جا ہے ترے کوچے میں ہم غمگین رہیں
اپنے مذہب میں کسیکا بہی نہیں دل توڑنے
اللہ رے شب کو ترا اے ماہ لقا رقص
بزم ہے سقا کہ میں ہوتا ہے نیا رقص
گرد اپنے کیوں نکرے آب سدا رقص
آتی ہیں تماشے کے لیئے خلد سے حوریں
میرے دل بیتاب کو تسکین نہیں دیتا
کیوں ناز سے اوٹہتا ہے اوٹہا ہاتھ دعا کو
اللہ رے ترے کشتۂ بیداد کا رتبہ
پہر عنبر پہ ملے پہر حسرو گل کا ہو زمانہ
کیوں دیکہ کے غیروں کی طرف سہا وتیا یا
محفل میں جو یہ ہے تو جنگل میں نکولا
کیا کیا ترے کوچے میں نکو انہیں اوٹہنے
جو دیکھنا تہا دیکہ چکے بزم جہاں کو
رخصت ہے کبہی شمع سحر ہم فقرا ہیں
دیوانے ہیں ہم زلف کے سودے میں ہیں ان

تو زکر پر ہنر ہوتا ہے بہت ہمارا خویش
اپنے محلوں میں رہیں اے آسمان زردار خویش
خویش رہیں اغیار سے آپ ایسے اغیار خویش
خاک ہو کنج قفس میں بلبل گلزار خویش
دیکہیں ہیں گبر خویش مسجد میں ہیں دیندار خویش
اے صبا کیوں ہو نہ ہے کافر دیندار خویش
ٹہرا دی کیا نہ ور سے مجرا وہ کیا رقص
بسمل جو پہڑکتے ہیں تو کرتی ہے قضا رقص
کرتی ہے تری یاد میں ہر صبح ہوا رقص
کس ذوق میں کرتے ہیں ترے تیر بلا رقص
کہتا ہے وہ ظالم ابہی ہوتی ہے ذرا رقص
ایسا نہو کرنے لگے محراب دعا رقص
جنت میں ہیں دیکہ کے حوروں نے کیا رقص
پہر صحن گلستاں میں کرے باد صبا رقص
یہ بہی ہے کوئی ادب نہ شرم و حیا رقص
ہر جا میں خوش ہے ہیں کرتے ہیں سبا رقص
اوڑ اوڑ کے کیا کرتی ہے خاک شہیدا رقص
اے پیر فلک بیٹہ بہی جا تا نہ سمجا رقص
پروانوں کے مانند کریں آ کے ہما رقص
کرتا ہے مرے سر پہ سدا ظل ہما رقص

تو پھر ابھی خوب تعلیم سے آگہ رقص سیکھا ہے بہت
کہنا انسے جو ابھی جوش جنون چھوڑ دیا ہے ان
اس فن کی حقیقت سے تم آگاہ نہیں ہو
جب ہم نے ہمین دیکھا تجھے خوش ہو گئے منتظر
دیکھتے ہیں غلط البشریت لب بار سے تشبیہ

اسی رشک سے پری انکھو میں تماشا ہے وہ بالا رقص
صحرا میں کرون جا کے بگولے سے سوا رقص
اے ہو غیبو اچھا نہیں ہے ناز و ادا رقص
بینا خشک کرنے لگے ہنگام غبار رقص
کیونکر نہ کریں خضر لب آب بقا رقص

٨٣

جن نے نہ دیکھی تھی صنما طوف حرم کو
کرتا ہے برہمن کسطرح وہ دیر میں کیا رقص

٢٠

مکروہ غا ہے پیش بتان زمانہ فرض
پھول کیطرح سے ہے خیال زمانہ فرض
کھینچتے ہیں روح جانب افلاک دیکھیے
گیا اور تیر غم کے لیے کچھ ہدف نہ تھا
دل جان بیچ ہے داغ محبت کی واسطے
جب ہم اون نے واعظوں سے ساز کر لیا
واجب ہیں اپنا عشق بت میں ہزاروں جان نثار
نسبت سے کیا جہد میں قریب و بعید کیا
ہر بوالہوس دشمن کو بھی کہتے نہیں برا
لگتی ہے ہنر اگر نہ عشق زلف کی
بغض و حسد حرام ہے اپنے طریق میں
ہے مردہ دل نہ حرمت اہل قبور کر
ممکن ہو نہیں مردہ دل پر داغ کا خیال

واجب ہے انکی دین میں حیلہ بہانہ فرض
ان احمقوں سے ہے سخن ابلہانہ فرض
اس ہفت خوانسے ہے گذر رستمانہ فرض
کیون کر لیا فقط مرے دلکو نشانہ فرض
سودا ہے عشق کو ہے سر عارفانہ فرض
ہو جائیگی سماعت چنگ و چغانہ فرض
زاہد پر اک نماز ہوئی پنجگانہ فرض
دریا میں سیپ ابر پہ ہے آب و دانہ فرض
تعریف دوست دوست کو ہے غائبانہ فرض
مردہ ہے اسکے توڑنا ہے تازیانہ فرض
ملنا عدو کی جان سے بھی ہے دوستانہ فرض
واجب نہ شمع و گل میں نہ کچھ آشیانہ فرض
اے بادشاہ حسن ہے پاس خزانہ فرض

کہتے ہیں حال دل تو وہ کہتے ہیں چپ رہو
کچھ وعظ کی طرح نہیں سننا فسانہ فرض

خوف اجل ضرور ہے طاعت کے واسطے
ڈرتا نہیں قضا سے تو ہوگا ادا نہ فرض

کیا غم اور نہیں بسر ہو کسی کی عذاب میں
ہر روز صبح اٹھ کے ہے زلفوں میں شانہ فرض

منصور چڑھ کے دار پہ سر دار بن گیا
در زلف کو نہیں ہے دماغ شہانہ فرض

دیکھے تو حسب شمشیر کو ہی احوال نزع روح
بلبل نے کس قفس کو کیا آشیانہ فرض

کعبے میں شیخ ہوں تو بہ ہمیں ہوں دیر میں
ہر حال میں ہے خاطر اہل زمانہ فرض

۴۴

مضمون نئے پیدا ہیں مکرر وہ اے حبیبا
اشعار ہر زمین میں ہیں عاشقانہ فرض

۱۴

باغ عالم میں ہے ہر رنگ بیان واعظ
صورت برگ خزانی ہے زبان واعظ

مصر میں بھی نہ یہ فرعون کا عالم ہوگا
دیکھے مسجد میں ہے کوئی شوکت و شان واعظ

ایک کانٹا سا نکل جائے ہے جی سے کیسے
سنتے ہیں کوئی کہے جو زبان واعظ

قلقل شیشہ مے سے ہے تیری کشش ساقی
سن رہے ہیں خبر راز نہان واعظ

حال معلوم ہوا نامہ وحشت کا کیا نکہ
اسقدر تو نہیں اونچا ہے مکان واعظ

نام مے جب کہ ہے لب پر جو کبھی آتا ہے
منہ سے باہر نکل آتی ہے زبان واعظ

میکدے والوں سے بنتی نہیں کہدے جا کے
دور ساقی ہے گذرا وہ زمان واعظ

میں بھی وہ ہوں جو مر جاؤں کبھی منہ کھولے
کاٹ ڈالوں ابھی اے دوست زبان واعظ

ابھی منہ دیکھ میں ہو حق کا ہوں سننے والا
یا الٰہی نہ سنانا سخنان واعظ

میں بھی دیوانہ ہوں عاشق ہوں تو رونا ہوگا
میری سودائے کسے بڑھ کر خفقان واعظ

ہاں یہ خبر بیٹھ کے نشہ میں وہ باتیں کیجیے
لوگ سمجھیں یہ منبر ہے بیان واعظ

اے حبیبا خلد میں جاؤں کہ جہنم میں چلوں
نہ سنا ہے نہ سنونگا میں بیان واعظ

کبھی فروغ نہ پائیں گے پیش یار چراغ
یہ حال رکھتے ہیں پیش رخ نگار چراغ
جلے جو دیکھ کے نور عذار یار چراغ
وہ روشنی چراغ رخ حبیب کہاں
محال ہے شب غم میں مری طرح جلنا
وہ شب کو دوش ہم افعئے زلف چھوڑ نے تیز
ہے جو ہم بلبلوں کا بھرے ہو مشعل پروانہ
وہ ترک شب کو جو محفل میں لے نقاب اٹھا
سیاہ ہوئی شب غم اور بھی جھمک جل کے
وہ تیرہ دل ہوں سکوں ہی نہیں کے کاجل
ہمارے ہو داغ نے لیے ناحق مقابلہ ٹھہرا
لبیکا عرس جہاں میں دیکھتا ہوں جلتا ہوں
خیال نوک مژہ نے یہ اشتعال کہ دی
وہ نور عمر دو روزہ میں جیسے پیدا
یہ حال عشق حقیقی میں ہے مجازی کا
مری طرح سے یہ شب کو لگی تھی لگن کی
ہوا ہے شب کو رخ یار کا اڑا جو نقاب
ہوا بند ہی نفس سحر کی شب غم میں
شرارہ دل سوزاں سے گر ہوا روشن
نہ وہ سکے گا مجھے روئے یار کا ہو کا

وہ ماہ اک طرف اک طرف ہزار چراغ
رمد میں آنکھوں کو جیسے ہو ناگوار چراغ
طمانچہ کھا کے ہوا کا ہوا بے قرار چراغ
جلائے ایک سے لیکر کوئی ہزار چراغ
نہ ہوں جیسے دل کا نکالا کرے بخار چراغ
چراغ ماہ نہ سمجھے ہے در کنار چراغ
جلا ہے یا گمین گل کا کہیں بہار چراغ
تو صبح تک ہوئے پروانوں کا شکار چراغ
جلا ہے مجھ سا اگر تیرہ روزگار چراغ
بنائیں گے مری مٹی سے گر کمہار چراغ
شرارہ وار کیے جاتے ہیں فرار چراغ
پہ مزار اپنا ہم اسیر مزار چراغ
شب فراق میں کھینچے رہا کٹار چراغ
کہ بعد مرگ ہوئے ہر ذرۂ غبار چراغ
کہ جس طرح شب مہ میں ہو بے وقار چراغ
بنا رہا ہمہ تن چشم انتظار چراغ
تو جھلملا گئے کیسے سب ایکبار چراغ
جو گلفشانی کی جا ہے تو گل بار چراغ
شب برات کا نجانا ئیگا انار چراغ
کھلا نہیں لائیکا وہ جو چشم عذار چراغ

۸۷	ترقیاں ہو رہین ساقی مرادوں کے لیے پیمانین گئی ہے کہ صبا ہم شہرا بجھوا چراغ	۱۴

حلقے کمند کے ہین نہین حلقہا ہے زلف
سو کہیا نسیان ہین آیا ہو کہین قلب ہا ہے زلف

افشا ہوا ہے راز حسن کہلین عقدہا ہے زلف
شادی کے مرزبان پہ ہوا جرا ہے زلف

اے خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا
موسے کمر [illegible] ہوا اگر [illegible]

ہو قطع سلسلہ نہ تیرے حسن کا کبھی
جب [illegible] خط ہو تو [illegible] انتہا [illegible]

کہیہ پہ پا ہے چاند سحاب حجاب مین
دو دن اگر وہ رخ سے نہ اپنا ہٹا [illegible]

یہ مدہ سر ہوا ہے مصالح کے تیل سے
صندل کا خط چاہیئے [illegible] ہے زلف

مضمون ہو جیسا دلیا ہی اوسکا لباس ہو
کالے کی کینچلی کو کہو [illegible] زلف

سودا ہے ہم کو سنبل باغ مراد کا
چلتی ہے اپنے گلشن مین ہوا ہے زلف

ہو نہ رسیدہ نصیب ہو موقعی کیواسطے
دنیا مین کوئی ہو نہ پریشان ہوا ہے زلف

آئینہ دل جو ہو تو وہ صورت نظر پڑے
شانہ سے جو ہاتہ تو وہ ہاتہ آ ہے زلف

پیچیدہ شاخ سوختہ ہے سانپ کالی ہو
مشاطہ گر بلائی ہے اونکی بلا ہے زلف

شانے کی جا ہے دل صد چاک [illegible]
وہ پیچ کیجیے کہ ہیبت ہے کیا ہے زلف

قتل جا ہے اپنی انکہ مسطر [illegible] باغ ہو
غش ہین جو وہ پرتی ہین اگر [illegible] ہے زلف

۸۷	ثریا کا مال [illegible] نرگی سے ہے صبا ہم آشنا ہے رخ ہین نہین آشنا ہے زلف	۱۹

قدرت حق ہے اہی جلوہ کا شانہ عشق
نور عرفان سے ہے چراغ رہ بتخانہ عشق

زر کو سمجھا مال سمجھا نہین دیوانہ عشق
گنج اسرار سے خالی نہین ویرانہ عشق

دہ آتش بارہ ہے ہر روزن کا شانہ عشق
خانہ گور سے بدتر ہے سینہ خانہ عشق

دیکھ دریای حقیقت مین لگا کر غوطہ
دین کی بندہ کسے دنیا کیطرف ہو میان کیسے
واقعی کیون نہ بجھے شمع حیات انسان
مرگ عشاق کی خالی نہین کیفیت سے
خوب ہے ہمنے چھلکتا ہوا ساغر پایا
غل مچاتی ہین جو کتونکیطرح جیسے ناصح
ہم وہ عاشق ہین کہ طفلی مین نہ نیند آتی تہی
حق بجانب ہے گریبان نہ کیونکر ہم پہاڑے
کبھی جمشید کو خاطر مین نہین لانیکا
حال دل اونسے جو کہیے تو وہ فرماتی ہین
آفتاب فلک حسن کا رتبہ بخشا
کسی جانب سے کدورت نہین آئینہ ولی
مرتبہ قیس نے پایا ہے اتنا لیلی کا
عشق یوسف مین زلیخا نے بڑا نام کیا
وہ اعظمونکی کوئی لاحول ولا سنتا ہے

آسمان ہے صدف گوہر یکدانۂ عشق
اپنے سمجھو اور ہی عالم مین ہے دیوانۂ عشق
موجۂ باد فنا سے ہے یہ بیگانۂ عشق
جان بلب جب ہو ہو لبریز ہے پیمانۂ عشق
وہ اثر ہر ظرف ترا ساتہے میخانۂ عشق
شیر کیطرح بپھر جاتے ہین دیوانۂ عشق
وایہ جب تک بیان کرتی تہی افسانۂ عشق
تنگ ہے جامۂ ہستی سے بہی دیوانۂ عشق
ایک ادنی سا گدا ہے وہ میخانۂ عشق
دل لگی کے لیے کیا خوب ہی فسانۂ عشق
میرے ساقی نے پلا کر مجھے پیمانۂ عشق
صاف ہے سینۂ عارف سے ہی ویرانۂ عشق
حسن تدبیر سے غافل نہین فرزانۂ عشق
واہ شاباش رہے ہمت مردانۂ عشق
کہ فرشتے کی بہی سنتا نہین دیوانۂ عشق

۸۸	ای صبا تخم محبت کا بڑا ہے ثمرہ نخل تا برگ ہویدا ہوا دے گو دانۂ عشق	۱۲

شکست تار نفس ہو جو ہوں عہدہ فراق
سنا ہے شور قیامت سے گفتگوے فراق
اجل کے روزہ سے ایذا دہندہ ہین یہ نخر

ہمارا رشتۂ جان ہے رگ گلوے فراق
صدا ے صور سے افزون ہے ہا و ہوے فراق
مے وصال سے کیونکر بہرے سبوے فراق

شکست دیتی ہے دنیا ہے آسمان کس کو
پیام مرگ نے بے آس کر دیا ہم کو
ہے اپنے دیدۂ تر دردِ دل کی عزت میں
سفر کے جانے کی کیونکر تمہیں اجازت دیں
بساط ذرہ ہے کچھ باد تند کے آگے
یقین ہے چمن عیش پر خزان آئے
لگی ہے قید غم ہجر کی مرے دم سے
خلاف مجھسے جو ہر حال میں فلک رہتا

علاوہ فراق ہمارا ہے ہم علاوہ فراق
امید وصل بہی ٹھیری نہ روبروی فراق
ہمارے عشق کا دریا ہے آبروی فراق
کہو یہ اوس سے جو رکھتا ہو آرزوی فراق
میں مشتِ خاک ہوں کیا چیز روبروی فراق
گل وصال سے آتی ہے مجھکو بوی فراق
پھنسا ہے جان کے پھندے میں یاں گلوی فراق
وصال کے لیے کرتا ہیں آرزوی فراق

۸۹

زمان عیش سے انجام پر نظر ہے مجھے
صبا وصال میں ہاں ہے نگاہ سوی فراق

۱۴

منتی ہوگی تیری ای غیرت گلشن کبتک
ای اسیران چمن حسرت گلشن کب تک
ہوگا تا چند نہ خورشید قیامت طالع
ارنی کہتا ہوں پردہ رخ روشن سے اوٹھا
ہو تمہیں آ مجھے کیا جان نہیں اپنی عزیز
گل عقیدت نظر آتی ہے جو ہو ہر خبر یہ نگاہ
رحم کر حال پہ مرنے کے تو ای سوز فراق
دہو سکیے کیجیے مژگان سے در خانۂ یار
سوزش داغ جنون خانۂ دلمیں تا کے
پاؤن پڑتا ہوں میں لگ گلیسے لگ جا

دیکھیے آئے بہار گل سوسن کبتک
تا کجا آہ و فغان نالہ و شیون کبتک
نہ اوٹھاؤ گے نقاب رخ روشن کب تک
شعلۂ حسن چراغ تہ دامن کب تک
دوست رکھوں میں تجھے ای دل دشمن کبتک
اب ایک اک دانے سے جمعیت خرمن کبتک
قبر میں آگ یہ لوٹون لیں مردن کبتک
چشم حسرت طرف دیدۂ روزن کبتک
مشتعل آتش سودا سے یہ گلخن کب تک
ہاتھ باندھے ہوں ترے آگے سبب کبتک

سخت ہے گردشِ ایام ہی ساقی سر چڑھ
ناز پیچا نکر ای یار وہ دن بس نہ رہا ہے
کفر و اسلام سے جھگڑے کو چکا دو صاحب

شیشۂ صبر ہے ہدفِ سنگِ فغان کب تک
بات اتنی سی ہے جھیلی ہے یہ لڑا کیں کب تک
جنگ آپس میں کرینگے شیخ و برہمن کب تک

۹

ای صیاد یہی اب چلے اذان گلشن
نہ سیر میں بہو بیگے ناخوش سیرِ گلشن کب تک

۲۰

چشمِ زخمِ نگہِ اہلِ زمانہ کب تک
نہ بکھیے جلوے دکھاتا ہی زمانہ کب تک
بھولے وعدے سے نکر ای یار بہانہ کب تک
دلِ روشن پہ یہ سختی زمانہ کب تک
خاک میں دلکو ملا بیٹھے ہیں امید سے ہم
وہ بھی دن ہیں گل و بلبل نہ دکھائی دینگے
روزِ شبنم سوئے خورشید رواں ہوتی ہے
قابلِ دید نہ آن کی بھی ہے سیر ای غافل
نقدِ جان گو تنِ خاکی کہیں رکھ سکتا ہے
حیلہ سازی تیری کھل جائیگی آخر اک دن
یا الٰہی کہیں وعظ کا ہو کر ٹکا ستوقف
آخر او بیت الموت بھی تھک جائینگے
دلکی وہ کہانی کہ ابھی یاد ہیں تو کسی سے کہتا ہوں
کبھی نہ کبھی اوج پہنچائیگا تجھی ای گلچین
شیر گلشن سے ہے جب حال عنادل یہ نشاں

آباد دل کے گرد ہیں تیری نگاہ کا آشیانہ کب تک
صورت آباد رہے آئینہ خانہ کب تک
عالم ہی حسن ہے نادان زمانہ کب تک
مورد سنگِ بلا آئینہ خانہ کب تک
دیکھئے نشو و نما پاسے زمانہ کب تک
وہ رہ صیاد کا گلچین کا زمانہ کب تک
جان ہو گی طرفِ یار روانہ کب تک
آنکھ کہیں تماشائے زمانہ کب تک
دیکھیں اونگلے یہ خرابہ خزانہ کب تک
دیکھتا ہوں یہ چرتہ یہ بہانہ کب تک
قصے آپس میں چھڑے ہیں یہ فسانہ کب تک
جان دیگا تیری الفت میں زمانہ کب تک
او کماندار اوڑیگا یہ نشانہ کب تک
راگ لائے گا بلبل کا ترانہ کب تک
چار دن کا ہے زمانہ یہ زمانہ کب تک

چاه مین یوسف مقصد کے ہی دل ٹہانو آن فردل
کنوئین جہکو ائین گے اپنا ہی زمانہ کب تک

و دولت عشق ہی کب تک رگ جان صورت مار
دل کے کوٹہی مین رہے گا یہ خزانہ کب تک

کو بس رحلت کا بہی آتا ہی خیال ای غافل
دف و نا ہی و دہل و چنگ و چغانہ کب تک

ق
تا کسجا غم مری مرنیکا کرا سے یار بناؤ
حال مشاطہ رہے ہی مضطر بانہ کب تک

۹۱
چشم آئینہ رہی دور رہے کب تک نگران
دانت زلفونپہ لگا ہی رہے شانہ کب تک
۱۰

جگر کا داغ ہی لون دل کے داغ کے نزدیک
چراغ جیسے ہو روشن چراغ کے نزدیک

ہجوم حسرت کشتہ ہی داغ دل کے قرین
مری پڑی ہی مین پتنگے چراغ کے نزدیک

تمام ہوسکے ہے ہو علم عشق مین کامل
قریب مرگ کے پہونچے فراغ کی نزدیک

لگا کے سرمہ دنبالہ دار انکہہ مین یار
قلم کا روپ دکہا دہی ایاغ کے نزدیک

جب آئی نکہت گیسوی یار یہ دل زار
تڑپ کے سینے سے پہونچا دماغ کی نزدیک

نہین مین ایک طرح سبط فسے رشتہ دل
اندہیرا رہتا ہی یار یہ چراغ کے نزدیک

غم فراق بہی لو عشق مین نصیب ہوا
یہ داغ اور ہوا دل مین داغ کے نزدیک

گلو نکا دیکہیے دیدار آخری بلبل
خزان بہی آن ہی پہونچی ہی باغ کے نزدیک

نقاب شب کو جو وہ بزم مین اوٹہا بیٹہے
پتنگے جا بہی نہ ٹیکے چراغ کے نزدیک

۹۲
بہار آنے پہ ہی ای صبا یے گلگشت
سے مکان لو عیش باغ کے نزدیک
۱۵

یان بہ چشم حقیقت مین ہے سب ارض فنا خاک
دکہلائی [illegible] کہا [illegible]

ای اہل ہوس ہی یہ بس دار فنا خاک
[illegible] مکان ہے تری ہاتہ [illegible] کیا خاک

یا رب [illegible] کا رہبی منظور اجل ہون
سرمہ [illegible] چشم [illegible] فنا خاک

عاشق کبھی بنتی ہے کبھی بنتی ہے معشوق
بنتی ہے زمین بھی مرتی آتش قدمی سے
آسمان نہین درد محبت کا مدادا
مقدمہ ہین گو رکا انسان ہے ابلیس مرگ
ذرہ بھی نہین ہے رفتار و تکی یہان قدر
مرجاوینگا ایدل جو لیے نہین سوز دروں نہین
خون شہدا ہے نہ مین قاتل کے رچا ہے
نکھرا نہ کوئی اہل چمن ورد خزا نہین
آوارہ بستر کیون نہ رہے حرص مین ہو امین
پھر بھین جو انکے لیے ہاتھ ملے گا
اعلے سبب عیش ہے ہم سے مین بگدر

بہروپ یہ ہر اک رنگ مین لاتی ہے نیا خاک
ہوجاتی ہے برا کہہ آتی ہی زیر کف پا خاک
عیسی بھی جو آئین گے تو ہوگی نہ شفا خاک
وہ رزق رسان خاک کی کرتا ہے غذا خاک
دنیا کو سمجھتے ہین تری در کی گدا خاک
ٹہرے مری پائیگا تو کہائیگا ہما خاک
اس رنگ یہ رنگ اپنا جمائیگی حنا خاک
میلی ہوئی ایسی کہ ہوئی گل کی قبا خاک
برباد ہو کیونکر نہ بگولے کی بلا خاک
اک روپ یہ غافل نہین رہنے کی سدا خاک
جب وجد مین آتی ہے اوڑاتی ہے ہوا خاک

۱۹	اب ہونگے صبا کو ہلن وقیس نہ پیدا سر کوہ سے ٹکرا کے بیابان مین اوڑا خاک	۹۳

رخ حسن تار ملتی ہین جو بر زبان سبزہ رنگ
سرو بہار باغ حسن قد جوان سبزہ رنگ
فصل گل آئی یا خدا از رنگ جسے نصیب ہو
سبزہ راہ کیطرح خضر بھی ہونگے پائمال
تیرے ریاض حسن کے سرو رونگا بار رقص ہے
سمجھے سیاہ دل ازدرہ بہار مین
رہ ہر غم فراق سے آنکھونکا نیل ڈہل گیا

دیکھو سبکی کی ٹٹی رکھتے ہین فدا کشان سبزہ رنگ
رشتہ جان فاختہ موے میان سبزہ رنگ
کیف شراب لالہ گون وصل بتان سبزہ رنگ
رنگ گنبد پیچ لائیگا عشق جوان سبزہ رنگ
گردش چرخ اخضری دور بتان سبزہ رنگ
زندہ لیسی سرخرو رہین مغبچگان سبزہ رنگ
آیا نہ دیکھنے مجھے میرا جوان سبزہ رنگ

سبزہ قدم خزاں ہوا حسن کے سبزہ زار پر
سبزۂ خط سے منگئی شوکت شان سبزہ رنگ

ٹھہرے یہ زلفیں چھوڑ کر اور چلے ایسے حسن پر
پہلو نکے یہ کترتے ہیں جو روشان سبزہ رنگ

سبزہ رنگ شیخ کا مجکو لہو رلائے گا
طرفہ بہار لائیگی فصل خزان سبزہ رنگ

حسن ہے ماہ مصر یوں لتو عزیز خلق تھا
قابل دید ہے مگر سمجھا جوان سبزہ رنگ

خون تمام جسم کا دم میں ہوا ہے اکہٹہ
دلمیں غضب سما گیا روح روان سبزہ رنگ

چہرے سے جب نقاب اوٹھا اور یہ سبزہ رنگ کھلا
قصر زمردین بنا صاف مکان سبزہ رنگ

عشق قدِ نگار میں ساری ہی نمود منگئی
سبزہ بہی تھا باغ میں خوب جوان سبزہ رنگ

سبزۂ خط عیاں ہوا بالوں میں اب چمک کہاں
اور یہی روپ ہو گیا حسن بتان سبزہ رنگ

مثل شراب صاف ہے شیشۂ صاف سے عیاں
چہپتا نہیں کسیطرح راز نہان سبزہ رنگ

مجھسے وہ بولتے نہیں ہے یہی لکھا نصیب کا
کوکب بخت تیرہ ہے مہر دہان سبزہ رنگ

کبک کو پایمال کر فاختہ کو حلال کر
باغ کو چل نہال کر سرو روان سبزہ رنگ

۹۴	قمریکے نہ لگے ای صبا نعرے یہی ہیں سحر ہیں ہائے نگار سرو قد ہائے جوان سبزہ رنگ	۱۲

نیرنگ آسمان سے ہیگا قضا کا رنگ
بگڑا نہ گیا خاک و آتش آب و ہوا کا رنگ

گل نے چمن میں اپنی قبا چاک کی
وہ لال لال دیکھ کر اونکی قبا کا رنگ

چلنے میں کم نہیں ہے نسیم بہار بھی
لائے مگر کہاں سے ترے باد پا کا رنگ

ترچھی ہوا ہے خانۂ دلمیں بہر سجی ہوئی
ممکن نہیں سما جز فقر و فنا کا رنگ

ظاہر ہے جو عاشقوں کے بھی بخت سیاہ ہیں
کتنا سیاہ ہے تری زلف دوتا کا رنگ

نیرنگ ہے جہان طلسم ہیں مختلف
اے دل جدا جدا ہے ہر اک آشنا کا رنگ

کہتے ہیں لوگ پنجہ مرجان کی پتیاں
کھلتا ہے دست یار میں کتنا حنا کا رنگ

پاتا ہوں میں تجھ دل کا [illegible] سودا
نہ ملا [illegible] شب [illegible] رنگ

نقش نگارخانہ دنیا ہے سب بے ثبات
ہر [illegible] اک [illegible] رنگ

سب [illegible] بزم میں [illegible] سامنے
کس دل [illegible] باغبان [illegible] رنگ

دو دن اگر خزاں ہے تو دو دن بہار ہے
اک رنگ پر [illegible] رنگ

٩٥	حرص [illegible] باغ جہاں میں خراب [illegible] مدت [illegible] صبا کا رنگ	١١

اے صنم سب ہیں ترے ہاتھ سے نالان آجکل
[illegible] مسلمان آجکل

باغ میں [illegible] لالہ [illegible] دیکھکر
گل کھلاتی ہے عجب [illegible] آجکل

حرف مطلب [illegible] دیوانی کا [illegible] ذرا
[illegible] طفل [illegible] آجکل

ہو [illegible] جنون [illegible] گل کی طرح
[illegible] آجکل

[illegible] خط [illegible] حسن کا [illegible] نہال
[illegible] آجکل

یاد کرتے ہیں [illegible] مصحف رخسار کو
[illegible] قرآن آجکل

زلفیں چھوڑی ہیں [illegible] اوس [illegible]
دام میں [illegible] گلستان آجکل

[illegible] قد [illegible] گلشن [illegible]
[illegible] اک [illegible] گلستان آجکل

ضعف [illegible] ہاتھوں [illegible] فصل [illegible]
[illegible] اپنا گریبان آجکل

[illegible]
[illegible] مجنون بیابان آجکل

[illegible]
[illegible] آجکل

[illegible]
[illegible] گیسو [illegible] آجکل

گلشن [illegible]
[illegible] آجکل

سامنے [illegible]
[illegible] آجکل

ای چشم غور کر آب فنا ہو جہان تمام
غارت ہوا ہین صبر و طاقت و تاب و توان تمام
پہولون سے بلبلون نے بہری آشیان تمام
اول سے الست ہے آخر سے طلوبہ
قربہا تجہے سنگ جانان النصیب ہو
اک ایک سے بگاڑ نہ ہو بات بات پر
کیسا جہان مین زر گل پر دماغ تہا
سامان دہر صورت نقش بر آب ہے
اظہار عشق سے انہین پر دلنشین کیا
ممکن نہین ہے بند علائق سے چہوٹنا
تقریر صاف بحث مذاہب مین [illegible]
بعد فنا بہی نعمت دنیا پہ دانت ہو
کیا اوس پہ گر گئی ہے عروس بہار پر
ثابت ہوا ہمین یہ شکست حباب سے
واعظ کی کوئی بہی نہ سنے گا بہار مین
ای دل خدا کیواسطے اب بہی خیال کر

خالی حباب وار ہے [illegible] تمام
ای ترک تو نے لوٹ لیا [illegible]
گلشن مین ہائے [illegible]
کتنا صفا ہے [illegible] تمام
کہا سکے ہین کس [illegible]
قصہ تمام ہے جو ہوا [illegible] تمام
کیا جانہ دان ہوا ہے [illegible] تمام
مثل حباب و موج ہین [illegible] تمام
کہولا جو راز [illegible] تمام
جب [illegible] تمام
سلجہا سکے کسطرح کوئی [illegible] تمام
دندان دہان گور ہین [illegible]
رو رو کے [illegible] باغبان تمام
حادثہ ہر [illegible] جہان تمام
چہٹ جائین [illegible] تمام
غفلت مین زندگی کو [illegible] تمام

۹۷	ہیہات کس بن پڑ گیا صبا اہل باغ سے اک بار جب پڑے ہم گئی جو فصل خزان تمام	۱۱

غش ہوتا ہے [illegible] گر آہ پر تاثیر سے
[illegible] دہان یار مین تقریر [illegible]

صبح ہو [illegible]
[illegible]

کہہ چکے قاصد کو خط کرکے اونہین تحریر ہم
رو چکے لکھے کو اپنے خوب اے تقدیر ہم

لیچلے دنیا سے حسرت زخم دامن دار کی
حشر کو ہونگے ترے قاتل گریبان گیر ہم

زلزلہ آئے زمین کو سقف گردون بہت پڑی
نالہ کر بیٹھین ابھی جو اے بت بے پیر ہم

آ کے زندانبان گلے کو گھونٹتے ہین شکل طوق
غل جو کرتے ہین جنون مین صورت زنجیر ہم

عشق کامل نے دیا ہے حسن کا رتبہ ہمین
آئینے ہین کھینچتے ہین یار کی تصویر ہم

دیکھ لینگے کانگی مچھلی تری اے بحر حسن
ہین سراپا ہمہ تن چشم بشکل دام ماہی گیر ہم

ٹکٹکی باندھے ترے در پر رہینگے اے صنم
حلقے آنکھونکے کرینگے حلقۂ زنجیر ہم

رشک کے مارے رقیب روسیہ ہوتے ہین بحج
جلتے ہین گو ہم ہین اوسکے صورت شمشیر ہم

۹۸	اے صبا بحر جہان مین ایکدم کے واسطے کیا حباب آسا بھلا کرتے مکان تعمیر ہم	۲۰

نکلین کہین احاطۂ وہم و گمانسے ہم
باز آئے اس زمین سے اس آسمانسے ہم

آواز صور ہے کہتے ہین شور و فغانسے ہم
وسعت نہین زمین کیطرح آسمانسے ہم

ہرگز سما سکینگے نہ میدان حشر مین
اتنے گناہ لیکے چلے ہین یہانسے ہم

گلشن بھی ہے شراب بھی ہے ابر تر بھی ہے
یا دشنۂ خنجر یار کو لائین کہان سے ہم

گھبرائین کسطرح ورق آفتاب پر
سنتے ہین اپنا نام کسیکی زبانسے ہم

وہ عندلیب تھی کہ نہ صیاد نے چھوڑا
کیا کیا تڑپ تڑپ کے گرے آشیانسے ہم

راہ عدم مین نامۂ اعمال ساتھ ہے
کیسا یہ داغ لیکے چلے ہین یہانسے ہم

اللہ رے شوق منزل مقصود کا ہمین
نالو نہین بیٹھ گئے جرس کاروانسے ہم

دربانسے چھپکے آئے ہین گھر مین تمہارے یار
دیکھو تو چڑہ کے کود پڑے ہین کہانسے ہم

اے رشک مہر سر شب فرقت کا معرکہ
بگڑے رہے ہین چار پہر آسمانسے ہم

یہ جذب حسن و عشق ہوا جانبین سے
کہتے تھے دل کسیکو نہ دینگے تمام عمر
باقی رہے گا فرق زمین آسمان مین
واعظ تیرے بیان کو ہمارا سلام ہے
دیتے ہین زک وہ بوسۂ لب کے سوال پر
یارانِ رفتگان کے لیئے خاک اوڑاتی ہے
یا رب وہ دور ہو کہ زاہد بھی یہ کہین
ثابت قدم رہے غم ایام ہجر مین
اس سقفِ کج مدار کا کیا اعتبار ہے

آخر وہان سے آپ چلے اور یہان سے ہم
مجبور ہو گئے مگر اک دلستان سے ہم
اپنا قدم اوٹھا لین اگر درمیان سے ہم
سن لینگے چار شعر کسیکی زبان سے ہم
ہر بار منہ کی کہاتے ہین اپنی زبان سے ہم
پیچھے پڑے ہین گردشِ کاروان سے ہم
باہر نہین ہین بیعتِ پیرِ مغان سے ہم
اک حال پر لڑا کئے ہفت آسمان سے ہم
یا رب نکل کے جائین کہان آسمان سے ہم

۹۹

فصلِ خزان چمن مین جو آئی تو اے صبا
بروئے لپٹ لپٹ کے بہت باغبان سے ہم

۶

اسیر ہین دیدۂ پر آب سے ہم
سو طرح کی غرض نکلتی ہے
دم مین موجِ فنا مٹا دیگی
ہمین ناؤن سے ہے وفا مطلوب
زندگی گر ہمین گنتی عذاب ہمین

برق ہین دل کے اضطراب سے ہم
کیون نہ مطلب رکھین جناب سے ہم
بحرِ ہستی مین ہین حباب سے ہم
طالبِ آب ہین سراب سے ہم
گذرے زاہد تیرے ثواب سے ہم

۱۰۰

تنگ آئے ہین تنگ آئے ہین
اس دل خانمان خراب سے ہم

۱۱

فصلِ گل ہے زاہدونکو غم ہے میکش شاد ہین
عاشقون مین فرد ہین نکلے وہ یکہ یاد ہین

مسجدین سونی پڑی ہین بھٹیان آباد ہین
ہم نفس کے اوستاد ہین نغمہ گر کے اوستاد ہین

خورشید ہیں ... کوئی پرشاد ہیں
عاقلو ... کہ نالہ نے آتی ہے صدا
پائی ہیں خلعت پہ خلعت وصف قد چشم میں
مجھ سے کچھ سنتا ہے جا کر غیر سے کہتا ہے کچھ
اسکے صحرا میں نہ منہ پھیر جانب گلشن کیا
اسقدر حیرت ہے اپنی سخت جانی پر ہمیں
ضعف سے آواز منہ کی کان تک جاتی نہیں
شرم سے ... قد جانان ...

خوبصورت خونریز ہیں فتان ہیں جلاد ہیں
کل وہ گھر ویران ہونگے آج جو آباد ہیں
ایک آہ گرم سے ... اونکے دود و صیاد ہیں
او رہے ... کیا کیا چیز تیرے یاد ہیں
نکہت گل کیطرح ہم خانمان برباد ہیں
روبرو وہ قاتل کے ہم آئینہ فولاد ہیں
آپ ہی ... نہیں کرتے ہم فریاد ہیں
مثل ... سنگ آرزو ... شمشاد ہیں

١٠١
ضعف سے خستہ آگیا تھا اے صبا جیتا ہوں میں
دوست کیوں ناراض ہیں ... اسقدر کیوں شاد ہیں
١١

... ہو جو اونکے مکان میں
صبا ... ساتھ چھوڑ دیا امتحان میں
نازک بدن ... آئی سما جہان میں
... غم کے بیان میں
اونکی مژہ ہے کعبہ ابرو میں معتکف
... ہیں زمانہ ...
... کہ دست ... سے یار نے
کہتا ہے ... وصال ...
... آئی آج وہ
پایا ہے اسقدر ... سخت ... آج

تھیلی بھی ہم لگا ہیں اگر آسمان میں
آیا ... فرق ... ان بان میں
چٹکی کے گلبدن سے پڑے نیل ران میں
سو رنگ کے طلسم ہیں اک دستان میں
کھینچا کبھی نہ تیر سے ... کمان میں
کچھ سوجھتا نہیں ہمیں ... میں
ورد حنا کو باندھ لیا ... میں
تاثیر کچھ نہیں ہے تمہاری زبان میں
... ہو لب ... زبان میں
... بات کرتے ہیں ... میں

۱۰۲	کیونکر نہ اے صبا ہو پھر اک کو سر غرور یہ پہونچا نہیں ہے کسی کے فرشتے نے کان میں	۷

آفت کا زور ضعف پکڑتا ہے ہجر میں
دم عاشق حزین کا اکھڑتا ہے ہجر میں
چین ایکدم نہیں مجھے پڑتا ہے ہجر میں
کیونکر نکالوں منہ سے میں حرف وصال کا
روتا ہے آسمان بھی حال زار پر
تدبیر وصل پڑتی ہے تقدیر کے خلاف

انسان تو کیا ہے یہ پیچھے پڑتا ہے ہجر میں
کیا کیا کمیت عمر بگڑتا ہے ہجر میں
خنجر کوئی گلے پہ رگڑتا ہے ہجر میں
جو دانت ہے زبان پکڑتا ہے ہجر میں
باران غم سے منہ نہیں پڑتا ہے ہجر میں
بنتا نہیں ہے کام بگڑتا ہے ہجر میں

۱۰۳	وصلت میں تجھ سے پوچھتا ہے یار اے صبا کس طرح چین آپکو پڑتا ہے ہجر میں	۱۴

مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن
سبزہ خط کا نہ ہے چاند سے رخسار پر
اے بت کافر تیری اللہ رے بے پروائیاں
مدعا ے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
صبح گریبان چاک کے مرنے سے اک حشر تک رہی
یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئی نہ تم
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے تیرے
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا
دام ہیں دائم کھیچے سے ہو گئے مفلس ہاتھ
نکہت گل پھر کہاں باد بہاری پھر کہاں

صورت گل ہے یہاں گلشن میں نمود دو چار دن
اور رخ پر چھوڑ لو زلف … دو چار دن
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن
بیٹھ کے مسجد میں کھا لو خدا دو چار دن
وارہی اور بس ستم کی … دو چار دن
چاندنی کیا کیا کھلی اے مہ لقا دو چار دن
آپ وعدہ کے ہی سے آئے بے وفا دو چار دن
شاد ہے غم ہے یہ شادی … دو چار دن
بیٹھے مسجد میں نہ کر جا یہ یاد دو چار دن
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

شاہدونکی زلف پیچک کی سے گر تنگ پر
گر رہے یونہین گلستانکی ہوا دو چار دن

اب تو میرے حال پر لطف و کرم فرمایئے
ہو چکی مہمانی جو تھی جور و جفا دو چار دن

وہ پری کہتا ہے دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو جا کر کرو اپنی دوا دو چار دن

پہر کہان یہ اونکے چتون چند روزہ ہے حجاب
دید کے قابل ہے آنکہونکی حیا دو چار دن

سال بہر فصل جنون پہر ہاتھ آینگی نہین
صورت گل پیرہن رکہئے قبا دو چار دن

ہڈیان گئے بہی سونگہین یا نہ سونگہین دم نکلے
ہو شرف پہر سایہ بال ہما دو چار دن

١٠٤

باد گلگون چلے ہر روز جاکر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین ای صبا دو چار دن

١٥

سختیان کچھ وزہر نکی ہوس مین کھینچ لین
اور آہین آمد و رفت نفس مین کھینچ لین

ہم اسیرونکے اگر نالے کشش پیدا کرین
وسعت صحن چمن کنج قفس مین کھینچ لین

غیر ممکن ہے چھٹے جام و صراحی ہاتھ سے
کہان ہم رندونکی گو دور عسس مین کھینچ لین

صیدگاہ دہر مین قسمت کا سارا کھیل ہے
زرا گر عنقا ہو تو دام ہوس مین کھینچ لین

دسترس اتنا تو ہو ہم بیٹھین جو غیرونکی پاس
انکو پہلو مین اونہین جو بدیکے قسمین کھینچ لین

پہولکی جو پانکھڑی ہی ہو تو کچھ آنسو پئین
بوتلین دو چار ہی دور عسس مین کھینچ لین

ہو صدا آ زنگ ہے عمر روان کا قافلہ
نالے ہم اس کاروان کے جرس مین کھینچ لین

پامین رہ جائین جو ہم پہر در زندان یار
برگ گل آب گہر ایک ایک نس مین کھینچ لین

ساتھ چھوڑونگا نہین چاہین یہ ترکان حسین
باندہ کر صیتا مجھے پاے فرس مین کھینچ لین

ہم نہ بلبل ہین اگر چاہین تو جذب آہ سے
آتش گل آشیانکی خار و خس مین کھینچ لین

یہ چلن اچھا نہین رہ جای پہر کیا ای پری
ہاتھ اگر اکدن سر بازار دس مین کھینچ لین

گر جو ممکن نہین جو ہم زمانہ سی نجات
زیست سے ہاتھ اشتیاق دادرس مین کھینچ لین

پھر وہی سیر چمن ہے پھر وہی فصل بہار
سنکے میرا حال رندونسے یہ کہتا ہی کلال

اور نالے چار زن کنج قفس مین کھینچ لین
اور خمیازہ ذرا مے کی جگہ ہم کھینچ لین

١٠٥	اے صبا کیا منہ ہزاران مین جو آپ سے ایک نالہ تو زیادہ شور بربط مین کھینچ لین	١٤

طاق ہو نظارہ آئینہ ادراک مین
غافلو بیٹھے ہو کیا فکر زر و املاک مین
ہر بیولے سے انا مجنونکی آتی ہے صدا
اسقدر گھبراکے اے قاتل نہ مجکو ذبح کر
پائمالی ہے ہمین منظور نفس شوم کی
گلشن عالم مین جب شبنم حقیقت وا ہوئی
جسطرح ہوتی ہے روشن آئینہ خانہ مین شمع
اے میرے نالو اگر تم مین خدا تاثیر دے
لال ڈورے ہین نشہ مے سے نہین ہین چشم مین
گردش افلاک نے پامال کر ڈالا مجھے
میرے رونے نے جو اوس سفاک کو رسوا کیا
دوڑ سکنے کے نہین اے ترک ہم توسن کے ساتھ
کر دیا آخر ہدف تیر نگاہ یار کا

ششدر حیرت کی سیر کر اک اپنی مشت خاک مین
اوٹھ کھڑے ہو فرش مسند کو ملاکر خاک مین
لائی ہے قسمت مجھے کس دشت وحشت ناک مین
خون کے دھبے نہ لگ جائین کہین پوشاک مین
ہین فریدونکیطرح فکر سر ضحاک مین
رنگ دیکھا لالہ و گل کا خس و خاشاک مین
جلوہ جانان ہے یون اپنے دل صد چاک مین
اشک بھر آئین الہی چشم بت سفاک مین
سرخی خون جگر ہے دیدہ نمناک مین
حسرتین کیا کیا مر کے دل کی ملادین خاک مین
نیل کی پھیری سلائی دیدہ نمناک مین
سر ہمارا کاٹکر تو باندھ لے فتراک مین
ایک مدت سے لگی تھی موت میری تاک مین

١٠٦	اے صبا باد بہاری بھی ہے مثل گرد راہ روح کل عالم ہے اونکے توسن چالاک مین	١٥

الہی گل کہو دردہ لو ارہ چمن کیا رنگ مین
ہمکو وحشت مین غریب اہل وطن کیا رنگ مین

یہ زندگی بلبل یہ ہمیں جو دام سے پھندے رہے
لے داغِ ہجران نے بنایا ہے چراغِ مدفن
سرگشتی جو پور کے آنکھوں میں عزیزوں کی رہ
بے حجابی ہے فقط حسنِ عروسِ گل کی
خس و خاشاک سے دریا بھی کہیں رکتے ہیں
شور ہے منسر سے کہتی ہو چلاؤ ہم ہیں
کچھ بھی قیمت لبِ جانان نے رکھی لعلوں کی
دامِ تن سے میں کیونکر دل روشن ہو اسیر
نازکوں سے بھی کہیں اٹھتا ہے بارِ سختی
چاہیئے وصفِ قدِ یار میں مضمونِ بلند
کریں جو ہم سرِ بازار تجھے کیونکہ ہم
خط سے مسدود ہے کس طرح دہانِ رخِ یار
چاہیئے پاسِ ادب قیس سے یارانہ ہے

طائرِ روح کو رکھا ہے بدن کیا رہ گئین
بزم میں جا صفتِ شمعِ لگن کیا رہ گئین
شیر کو دیکھ کے حلقے میں ہرن کیا رہ گئین
عشق پیچے کی قنات اہلِ چمن کیا رہ گئین
خونِ زخمِ شہدا تارِ کفن کیا رہ گئین
تمکو ہم عاشق کا میدہ بدن کیا رہ گئین
ترک اب راہ بدخشان و یمن کیا رہ گئین
آہوی حیرت ہو ہمیں صید فگن کیا رہ گئین
بارشِ ژالہ کو گلہائے سمن کیا رہ گئین
ہم طبیعت کو وہم فکرِ سخن کیا رہ گئین
وعدۂ وصل پہ اے عہد شکن کیا رہ گئین
جوشِ گل کو خس و خاشاک چمن کیا رہ گئین
دشت میں ناقۂ لیلے کو ہرن کیا رہ گئین

۱۰۷	شعرِ رحستہ میں بیتابی سوزِ غم سے ای صبا آنکھو ہم سوختہ تن کیا رہ گئین	۱۵

عشق کا اختتام کرتے ہیں
قہر ہے قتلِ عام کرتے ہیں
طاقِ ابرو سے اونکے در گزرے
تیغ اوس سے پناہ مانگتے ہیں
چھوڑ دی ہی بہرِ تیشۂ دندان

دل کا قصہ تمام کرتے ہیں
ترک ترکی تمام کرتے ہیں
ہم یہیں سے سلام کرتے ہیں
ہمسخن ہر رام رام کرتے ہیں
آب و دانہ حرام کرتے ہیں

خط قسمت پڑھا نہیں جاتا / صرف منطق تمام کرتے ہیں
یا الٰہی حلال ہوں واعظ / دخترِ رز کو حرام کرتے ہیں
آپ کے منہ لگی ہے دخترِ رز / باتیں ہونٹوں سے جام کرتے ہیں
چلے دنیا سے ہم پئے عقبیٰ / کوچ ہم بے مقام کرتے ہیں
اپنے دل پر ہے اختیار ہمیں / فلک کا انتظام کرتے ہیں
قابلِ گفتگو رقیب نہیں / آپ کس سے کلام کرتے ہیں
رات بھر میرے نالۂ پر درد / نیند اونکی حرام کرتے ہیں
ظلم ہے احمقوں کی منہ زوری / تنگ یہ بے لگام کرتے ہیں
دل سے رنگ دوئی مٹاتے ہیں / زخم ہم کا التیام کرتے ہیں

۱۰۸ | اے صبا کیوں کسی کا دل لوٹیں / کعبے کا احترام کرتے ہیں | ۱۵

بندے کے لیے جو آفتیں ہیں / اے عشق تری کرامتیں ہیں
نقشے نہیں قدرتِ خدا ہیں / تصویر بتوں کی صورتیں ہیں
ظلمات کہاں رہِ عشق / اے خضر بڑی مسافتیں ہیں
دو دن کی حیات پر فلک سے / کیا کیا شکوے شکایتیں ہیں
سرمہ ہو تمام طور جل کر / یہ حسن کی سب شرارتیں ہیں
اللہ رے گردشِ زمانہ / ہر روز نئی مصیبتیں ہیں
ہم تم ہیں ایک جان دو قالب / آپس میں بڑی محبتیں ہیں
سنغم کی ہیں بے محل نمودیں / اک دن مٹی عمارتیں ہیں
ہم مست ہیں اور دخترِ رز ہے / دن رات یہ جی سے صحبتیں ہیں

تجھ سے ہیں کیوں نہیں ہے فریاد
دنیا جو ہے خاکدان تو ہم کو
بندہ تیرے شکر میں ہے قاصر
اے نفس پلید آدمی بن
ورنہ ہم سے یہ پاس بندہ شیطان

الفت کی عجیب صورتیں ہیں
کچھ بنتی کیا صورتیں ہیں
الفت بڑی بلا بتیں ہیں
لگتے ہیں دلی کی خصلتیں ہیں
اک دل ہے ہزار آفتیں ہیں

۱۰۹

بیٹھا ہوں بیاد طوطی صبا ہے
اشک آنکھوں میں بستر میں ہیں

۱۱۰

کیا پر آشوب ہے زمانہ چمن
بلبلیں ناتوان ہیں خار چمن
ہے اب اوس اوج پر بہار چمن
گل خزان ہو گئے بلبلیں نوحہ دام
خط سبزہ اور سے رنگین ہے
کھسیٹ فوج خزان سے کے ہاتھ رہا
الفت سے ہیں قید زلف بھی
آیا ہے اور ہو گا چمن ہے ذوق
شکل گل نقش پا جاناں سے
اتفاق ہوا ہے روئے ہیں
[illegible] ہے موجہ ہوا سے ہوا
[illegible] کہاتا ہے شیشہ [illegible]
زر گل سے نہ کیوں ہو مالا مال

آرکیا اک گل ہے تاجدار چمن
چاک ہو دامن بہار چمن
[illegible] تقدیس ہے ہزار چمن
کیا ہوا ہے آل کار چمن
رنگ لایا بنفشہ زار چمن
لٹ گیا لشکر بہار چمن
دام میں ہیں گنہگار چمن
لا کے نالے کرے ہزار چمن
گرد رہ صاف ہے غبار چمن
مسکرانے نہیں انار چمن
بلبلیں کیوں نہ ہوں شکار چمن
رنگ لائے گی کچھ بہار چمن
باغباں ہے شگفتہ دار چمن

ہنستے ہیں طفلان غنچہ کا رشتہ
نشہ سے جام گل سے یاد آیا
ہنسے مرگل ہے زبان خوشی سے ہیں

ابر رحمت سے ہے آبدار چمن
ہوئی تو یہ شگفتن بہار چمن
قہقہہ زن ہے آبشار چمن

۱۱۲

رہے سبزا ای صبا دہ گل
فیض سے جسکے ہے بہار چمن

۱۶

کیا کسی از [illegible] حرف زبان کہتا نہیں
یار سے سوائی [illegible] میں زبان کہتا نہیں
راہ [illegible] ہے پر کنارہ کس لیے
ہوگیا [illegible] گردش لیل و نہار
کیا [illegible] آتش سے اجلائی ہے انہیں
[illegible] بادہ [illegible] ہوا ان تیری عنایت [illegible] مدام
نہیں [illegible] سوال بوسہ رعب حسن سے
یہ کلام اپنے خریدار [illegible] سے اس شوخ کا
راہ عشق میں ہر قدم ہے کعبہ مقصود سے
ہر یہ ایام شکست رنگ گل ای غافلو
کالیان [illegible] کیوں سائل [illegible]
آئے ہی باد خزاں نے ایسی جھاڑو پھیر دی
[illegible] حسین [illegible] اپنے راز حسن [illegible]
منکشف ہوا راز کیونکہ گلشن ایجاد کا
حال ابر بہار کا کتنا [illegible]

ہم قتل اقان [illegible] کاروان کہتا نہیں
چشم تر کہتا نہیں لب پر فغان کہتا نہیں
شکنگی جاست کا اگر آب روان کہتا نہیں
ایک صورت پر کسیکو آسمان رکھتا نہیں
شمع ساں جسنے دہرا آگ استخوان رکھتا نہیں
ساقیا میں رند فکر [illegible] جہان رکھتا نہیں
رو برو جسکے یار میں گویا زبان رکھتا نہیں
ہوں لب یوسف کی وہ قیمت گران کہتا نہیں
سنگ اسود [illegible] سنگ نشان رکھتا نہیں
گلشن ہستی بہار جاودان رکھتا نہیں
تم زبان رکھتے ہو کیا [illegible] زبان رکھتا نہیں
جا ہر گل تھا چمن میں باغبان رکھتا نہیں
کیا کمر کا حال [illegible] زبان رکھتا نہیں
طفل غنچہ صورت بلبل زبان رکھتا نہیں
خوف زخم تیر کا زاغ کمان رکھتا نہیں

۱۱	منزلِ جاناں مین جائینگے کمند آہ سے ای صبا بامِ حقیقت نردبان رکھتا نہین	۱۱۱

کسی جگہہ نہ ملا نقش حب زمانے مین
ہماری آہ کی اک دہوم ہے زمانے مین
مفردنی کو سے سائل ہے اس بہانے مین
ہنسی ہین اہل چمن کو بہت نہ رو ای گل
گرائے اشک کے قطرے جو ہمنے وحشت مین
لباس زنار ہی آہون نے یہ پہنایا ہی
مین تیرہ بخت تو جلتا ہون غیر کو بہی جلا
بہار وصل وہ کہتا ہی داغ ہجر ہاتین
تمہاری گیسوون تک اپنا دستہ پہونچیگا
قضا نے خاک کے پتلو نکو کرکے زیر زمین

پہرے قلم کیطرح ایک ایک خانے مین
صدای رعد ہے بجلی کے تازیانے مین
کہ ہاتہ کام مین ہے اور زر خزانے مین
لبسورہ دین کہین غنچے نہ مسکرانے مین
گہسے دانت ہین زنجیر کے دہانے مین
کہ حال کاغذ بادی سے ہے شامیانے مین
ثمرو رہا ہے ہوسی سیاہ دانے مین
مزا ہے سیب زنخدان کا گل کے کہانے مین
نصیب کا یہہ لکہا ہو ہے شانے مین
کیا ہے اغلہ تحصیل کا خزانے مین

۱۲	صبا سے حال نہ پوچہہ کدورت غم کا ہوا ہمنام کا آندہی ہے خاک اوڑا آمیز	۱۱۲

لی یار نے جو زلف سیہ فام ہاتہ مین
لی شہسوار شب نے ہی وصل رات دل
کہتا ہی ذبح کرکے وہ ترک ایک ایک کو روز
بہہ بادہ کشی کو بہی دہن ہیچ کیا مگر ہم
زنجیر اگر وہ کہاسے علی شیر آپ کا
وہ پنجہ کار ای بت شیرین ادا ہی تو

رنگ حنا ہوا شفق شام ہاتہ مین
یان ہے عنان ابلق ایام ہاتہ مین
رکھیئے نہ نام چاہ کو صمصام ہاتہ مین
حورین جہان کہڑی ہین لیئے جام ہاتہ مین
دزد حنا کا پہر نہ ہے نام ہاتہ مین
مہندی ہنسے جو لے شکر خام ہاتہ مین

تڑپتے ہیں اسقدر کہ ہیں دیوار یار ہم
سر بار آ گیا ہے اسپر بام ہاتھ میں

لازم ہے آدمی کے لیے اک نہ اک ہنر
کیا عیب ہے رہے جو کوئی کام ہاتھ میں

تلوا اگر ہے سر سے بت کافر کا دیکھ لیں
رکھیں نہ ہم کبھی اصنام ہاتھ میں

جام بلور پہ سجدہ سر جان کو ہو نصیب
مہندی لگائے ساقی لے گلفام ہاتھ میں

سودائے چشم یار میں الجھا گر ہمیں
بادام بھی ہو روغن بادام ہاتھ میں

خط کا جواب یار سے لانا کس طرح
قاصد میں پہلے دیتا ہوں انعام ہاتھ میں

۱۱۲
جام جہان نما وہی سمجھو کہ ہیں اے صبا
ساقی جو اٹھا ہاتھ سے دے جام ہاتھ میں
۲۰

عدم سے آئے ہیں انکے خیال سے ہی روشن میں
چراغ جان ہے داغ عشق اپنے خانہ تن میں

ہوس سے زر کی نقص آیا تو انکی رنگ روغن میں
لگایا اس نے ہاتھ جو کسی شمع روشن میں

ہنسی ملکر نہ کلی کی جو اوس گل رہ ذی گلشن میں
پڑے ہیں ہم بیاس سے کانٹے زبان ہے سوسن میں

بہار وصل ہے ہم سرکشی کرتے ہیں گلشن میں
ٹہرے ہیں زہر پہلو انکی اک شیشی کی گردن میں

لٹایا اسقدر جوش جنون نے ہمکو کانٹوں پر
ہزاروں [illegible] انکی نہ ہتھے لگے صحرا کے دامن میں

ضعیفوں کو تو اکثر رزق پہونچتا ہے گہر بیٹھے
[illegible] سے شکر جو ٹیاں پائی ہیں [illegible]

یقین ہے دلکو ہندی فلک بھی رام ہو جائے
جو [illegible] کا اک تار زنار ہے [illegible]

جہاں تک سخت دل ہے سرکشی رکھتی ہے طینت میں
شہر [illegible] خونریزی دامن میں

جفا میں نسبت ہے ہم دام غم میں دم اوجھتا ہے
رگیں [illegible] کا [illegible] ہیں [illegible]

پہنکر آپ نے زیور کیا مشتاق عالم کو
ہلال عید ہے یا طوق [illegible] گردن میں

حسین کوئی نظر آیا ہو آپ سے باہر
دل بیتاب ہے [illegible] میں [illegible]

تری سر پر تو ہے آنکھیں اردم نہ آکی کی روشن ہیں
شعاع مہر ہے نور ہے اک چشم سوزن میں

ہر اک فاتحہ آئے جو وہ ہمراہ غیر دوران چمکے
ہوائی وہ بیاباں ہیں تجلی کا وہ جاتا نہیں
پھراں جب کبھی ہیں اپنی شوخی سے جان دیتا ہے
غضب بیتاب کیے ہیں وہ یاد جس گلشن کی آیا
تیری باتیں جو اس رشک چمن پائیں آگئیں مجھکو
ستم ہر بار یا طفلی میں بھی انہیں سکھائے ہیں
بسر کرتی ہے خلقت چار دن کی اس رستے یوں

نظیر کرے گیا الا اشتہار آگیا پر دفن ہیں
ہو سکے کیسے طرح ہر باہو ہیں وہ دیں
جھلا دیتا ہے عالم ہیں سیکار انگلی سے
بنا شبنم کا تخت سمجھا ہے لالہ کا گلشن میں
بہت رویا ہیں شکر ہے بلبل کے گلشن میں
ہیں ایسا ان کی کمی لیے کس طرح نور کی
نہیں خنجر دیتا ہے اشک سے مستی کی

۱۱۳	ہوا ہے ذرہ دشت میں ہم بھی پھرتے ہیں اسی صحرا کیا کیا حرم میں دیر میں تماشا میں صحرا میں گلشن میں	۱۲

دیدہ و ہم ساقی و مطرب کو صدا دیتے ہیں
عکس دل آئینے گراں سمجھے ہیں اک لوہے پر
ہم وہ بسمل ہیں کہ ٹھنڈے نہیں ہوتے جب تک
شمع ہیں ہوں تیری باتیں جب ہیں اٹھا کر
کون سنتا ہے تیری جوش جنوں میں ناصح
صاف قاتل ہے مرا آتے ہی آئینہ میں
پہلے طور کا انصاف ہے ادا کی گھر میں
ہم بھی تا صبح لیے جائیں گے لو شمع کی
چاندنی رات میں اکثر تیرے در پر اکثر
جب میں روتا ہوں تو اللہ رے ہنسنا اس کا
آ کے نہ سمجھے حسن یہ حرف آئینگا

سیر ہم گل میں ہیں ہم آگ شعلہ ہم سجا دیتے ہیں
دہیاں آشنا میں کیا آتی ہیں کیا دیتے ہیں
دامن زخم ہی قاتل کو ہلا دیتے ہیں
اپنے کس وقت میں ہم بکنے کو دعا دیتے ہیں
خضر بھی آتے ہیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں
اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہیں
غیر کرتے ہیں خطا ہم کو سزا دیتے ہیں
گالیاں دیکھیں لو وہ تا سمجھا دیتے ہیں
مجھکو آئینہ سے ہم ایسا لگا دیتے ہیں
ٹھوکریں مار کے ہم نالوں کو اڑا دیتے ہیں
ہم نوشتہ تجھے اپنی مہر لگا دیتے ہیں

۱۱۵	اور یہ بھی اونکو صبا کی ہے جو غزل گاتا ہے کیسکیو نہیں وہ مشقی کو اوڑا دیتے ہاتھ پاؤن	۱۵

دیکھنا کر ہو نہ شہر ناک اوس گلبدن کے ہاتھ پاؤن
جب نہ مہندی کے ہیں بار ان اوس گلبدن کے ہاتھ پاؤن

ہم وہ میکش ہیں جو ہاتھ نہ ہو مہیں ہے خمار
اونکا صدقہ تو لوگوں کی قبرین استوار رکھو ہمی ہیں

اونچی جاتی ہے جو ٹہنی تو ہے نظر آتی نہیں
خاکساری کا مزا ہوتا ہے جو [illegible] دیکھے

[illegible] بڑی [illegible] پائی ہے
کاٹ ڈالا دست [illegible] سر [illegible]

تو سن [illegible] ترکی کی تشبیہ [illegible]
[illegible] کی طرح

نوجوانان چمن اوس گل سے ٹھہراتے ہیں ملون
[illegible]

[illegible]
[illegible]

پھول جاتی ہیں جوانان چمن کے ہاتھ پاؤن
سوکھ کر کانٹا ہوا اہل چمن کے ہاتھ پاؤن

[illegible] ہیں [illegible] شکن کے ہاتھ پاؤن
تھک کے [illegible] گئے ہیں [illegible] کے ہاتھ پاؤن

آجکل چلتے ہیں کیا اوس [illegible] کے ہاتھ پاؤن
آب شیرین ہے [illegible] کوہکن کے ہاتھ پاؤن

[illegible] اہل وطن کے ہاتھ پاؤن
باغباں [illegible] کے ہاتھ پاؤن

[illegible] کے ہاتھ پاؤن
ہاتھ ہیں عاشق [illegible] کے ہاتھ پاؤن

جسطرح کا نہیں کسی [illegible] کے ہاتھ پاؤن
شمع ساں [illegible] انجمن کے ہاتھ پاؤن

[illegible] کفن کے ہاتھ پاؤن
کیا [illegible] جوانان چمن کے ہاتھ پاؤن

۱۱۶	[illegible] [illegible] کے ہاتھ پاؤن	۱۵

[illegible] دلستان [illegible]
[illegible]

جو [illegible] دیکھا [illegible]
[illegible]

ہزاروں بار غم اک مشت استخواں کے لیے
مری بساط تو یہ ہفت آسماں دیکھیں

بہار آئے الٰہی وہی سماں پھر ہو
پھر ایک جا گل و بلبل کو باغباں دیکھیں

زباں سے کیونکر کہوں حال دل نہ مانیں گے
وہ اوٹھ کر مری پہلو سے استخواں دیکھیں

شراب سرخ کے ساغر ہوں اور زاہد ہوں
وہ لال لال ہتھیلی جو انگلیاں دیکھیں

بتوں کو لاکے یہاں ہم جھکائیں سجدے میں
جناب کا جو کبھی سنگ آستاں دیکھیں

جو زندگی ہے تو اک دن یہ حال ہونا ہے
نہ چشم کم سے ضعیفوں کو نوجواں دیکھیں

بہار آئی ہے ساقی جما دے رنگ اپنا
خفی ہوئی رہ شونیر گلا بیاں دیکھیں

وہ لوگ لوٹ کے کاغذ لیے جو بیٹھے ہیں
ذرا کتب میں تو احوال رفتگاں دیکھیں

چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند
ابھی دکھائیگا کیا کیا نہ آسماں دیکھیں

کبھی تو ساقیٔ دریا دل آئیگا یارب
نہو گی کشتیٔ مے تا کبھی رواں دیکھیں

لہو کی دھار میں ہوگی شباہت رگِ گل
حلال کرکے عنادل کو باغباں دیکھیں

نہیں ہر ایک کے حصے میں دولت دیدار
خدا کہاں کی تو زاہد سوے بتاں دیکھیں

١١٧	صبا بہت طرف زلف یار دیکھتے ہیں کہیں نہ پاؤں کہیں پڑ جائیں بیڑیاں دیکھیں	٦

فکر کونین کی رہتی نہیں میخوار دیکھیں
غم غلط ہو گیا جب بیٹھ گئے یار دیکھیں

دھوم ہے پیرہن یار کی بازار دیکھیں
چھٹیاں پڑتی ہیں یوسف کے خریدار دیکھیں

دم ادھ چھٹتا نہیں رشتہ کبھی عاشق کا
گتھیاں پڑتی نہیں آنسوؤں کی تار دیکھیں

سچ دیا حیرت عشاق نے اوس بت کا مکان
قد آدم ہیں لگے آئینے دیوار دیکھیں

دیکھ کر جائے چمن رنگیں یہ غبار خط یار
باغباں خاک اوڑانے لگے گلزار دیکھیں

اے صبا قمریاں اوس سرو کا دم بھرتی ہیں
ہاں نسیم چمن اوس گل کی ہوادار دیکھیں

۱۱۸

گر محبت کا دل میں داغ نہیں
یہ نشان ہے مزار عاشق کا
لپٹے کیسے رفیق چھوٹ گئے
غنچہ و گل ہیں باغ عشرت کے
حال غم سرد روزہ کیا کہئے
میں وہ بلبل ہوں جسکے نالوں پر
سر پہ احسان لیں امیر انکا
رخ رنگین یار کا ہمسر
میکشوں کے دماغ کو پہنچے

۱۰

خانۂ کعبہ میں چراغ نہیں
چادر گل نہیں چراغ نہیں
ہائے کسکا دل میں داغ نہیں
شیشۂ مے نہیں ایاغ نہیں
ایک دم رنج سے فراغ نہیں
کون گل ہے جو باغ باغ نہیں
ہم فقیر سرو نکا یہ دماغ نہیں
گل ہوا کیا ہے تمام باغ نہیں
زاہدا اتنا ترا دماغ نہیں

۱۱۹

چل بسے ہیں نسیم جسبدن سے
ای صبا نہ ہوائے باغ نہیں

۱۸

فرق آئیگا جو مجھ زہر کو سانا نہیں
قیس ملتا نہیں ہم چاک گریبانونمیں
گل ہے ای یار ترے چاک گریبانونمیں
سر پہ شش داغ جنوں بیٹھے یہ تیتری کی ہے
گیسوے یار کی الجھن ہے دل احباب میں راہ
ہم وہ قانع ہیں زمانی میں کہ اپنے آگے
ساقی یا ٹھا نکر کے محفل میں خدارا بیٹھو
آنے پایا ہی نہ سمجھکر ہمیں اک دن پوچھا
ابر کیطرح سے کیوں روئیں نہ شبنم والے

غنچے رونینگے سر پیٹ کے میخانونمیں
چاک ہیں کتنے سا ٹھری ہے ترے دیوانونمیں
سنبل باغ ہیں زلفونکے پریشانونمیں
نحل انا الشمس کا ہے آپکے ایوانونمیں
رشتہ جسطور سے تسبیح کے ہے دانونمیں
ایک نعمت نہیں افلاک کے لو خوانونمیں
شمع خجلت سے چھپی جاتی ہے پروانونمیں
وہ پری انکو گنتا ہے پر انسانونمیں
یار اک برق کا عالم ہے تری نالونمیں

اڑ گیا ہاتہ سے حسن اگر ان نہ کرم فرمایا — نامرادون نہین غریبون نہین پر ارمانون نہین
زلف نے ان کیطرح خوب پریشان ہوگا — قیس ہنس ہنس جائیگا جبسدن تری دیوانون نہین
وحدت شیخ و برہمن ہے کہ جبین سائی ہے — مسجدون نہین نہ خدا ہے نہ صنم خانون نہین
قامت و عارض جانان نے جلا ڈالی — سروون مین قمریون نہین شمع مین پروانون نہین
دختر رز بھی تنک ظرف ہے کیا ای ساقی — خم ہے شیشون مین گئی شیشون سے پیالون نہین
فرد اعمال کو دامن کیطرح پہاڑونگا — تنگ سے رسوا ہونگا تری دیوانون نہین
غل مچایئن ارنی کا ہم اگر ای موسی — لن ترانی کی نہ آواز پڑی کانون نہین
ای شہ حسن جو اعلی ہے تری بزم شراب — جام جم بکتے ہین ٹوٹے ہوی پیالون نہین

۴۷ | چمن کوچۂ جانان سے جو نکلے باہر
ای صبا خاک اڑاوگے بیابانون نہین | ۱۲۰

تقریر اختلاف مین کیونکر پڑی نہین — ہندو پڑے ہین نہین کہ مسلمان پڑے نہین
قصے کا گھر ہے باعث طول شب فراق — اتنا بھی آسمان مری سر پہ چڑھے نہین
مجنون ضعیف کیا مری جنگل مین آئیگا — شیرون کے ہاتہ بہر قدم آگے بڑھے نہین
کیونکر پل صراط سے اوترینگے حشر کو — جو لوگ تیغ عشق کے منہ پر چڑھے نہین
اوس غیرت بہار کی تار نگاہ سے — کب پہول اپنے دامن دل پر کڑھے نہین
ایسا نہو وہ کہاین بلاکر رقیب کو — کیا خط اونہین لکھین کہ وہ سیکھے پڑھے نہین
ہم غافلون کی موت کا یہ انتظار ہے — آنکھین ہین تربتون کی زمین مین گڑی نہین
کیا جان زاہدون کی جو الفت کا نام لین — ان ٹھوکرون سے جنکی خاک کبھی دل اڑے نہین
میری طرح اسی ہی ملا دے نہ خاک مین — آئینہ اوس صنم کے بہت منہ چڑھے نہین
مدت سے ہین تیر دیکھنے کو دل کیواسطے — آنکھون کی ای صنم مری منہ پر گڑے نہین

گل کھانیکے لیے کف افسوس ملتے ہیں
چھلّا کسی کے ہاتھ کے ہاتھی چڑھی نہیں

کیا تو نے شیشہ عطر امین مرا سیل اشک سے
تھا لونکی جا چمن میں کہاں پر چڑھی نہیں

اے گل نئی قبا کے پہننے کا لطف کیا
جب تک کہ آستین کبھی پر چڑھی نہیں

بحث جمال آپ نہ یوسف سے کیجیے
بازار یوں لیے مفت میں قیمت چڑھی نہیں

ہم عاشقوں میں اور بکھیڑا سوا ہوا
اے ترک شہر بڑھ جاتی ترے گیسو چڑھی نہیں

اللہ رے میرے دل سودا اژدہا کا بل
جب تک کہ پیچ پر ترے گیسو چڑھی نہیں

۱۲۱ | ۲۱

کیا حساب ہیں تری رنگین بیانیاں
وہ شعر اک دن بھی صبا کی پڑھی نہیں

آنکھ سے آنکھ آج تک کیوں اے قمر ملتی نہیں
دل کبھی ملتا نہیں جبتک نظر ملتی نہیں

کہتے ہیں سچ ہے عدم کی کچھ خبر ملتی نہیں
ہم تو کیا ہیں انکو بھی اپنی کمر ملتی نہیں

سیر ہفت اقلیم اسکندر سے یہ ثابت ہوا
بیٹھ رہنے کو کہیں جاتا ہے پھر ملتی نہیں

غوطے کھلواتی ہے یہ رہزن تری اے سبزہ خط
تھاہ اک اک بات کی ڈوبو وہ پھر ملتی نہیں

دور کر اللہ یہ غفلت کا پردہ دور کر
کچھ تجھے اپنی خبر اے بے خبر ملتی نہیں

آدمی در پردہ محبت سے کبھی بچتا نہیں
سانس لینے کی بھی فرصت بیشتر ملتی نہیں

جھوٹے موتی کیطرف کب دیکھتی ہیں جوہری
بے صدا قیمت آبرو اے بد گہر ملتی نہیں

کھینچیے تصویر مضمون خیالی باندھ کر
گو دہن کیطرح سے انکی کمر ملتی نہیں

قسمت یا ہے شب وصلت میں تیرا بولنا
کیا کریں اسلام پھری مرغ سحر ملتی نہیں

قتل کر لینا مرا غصے کا عالم دیکھ لیں
ایکدم کی مہلت اے بیداد گر ملتی نہیں

آفتاب حشر بھی داغ جگر سے سرد ہے
آتش دل سے ذرا نار سقر ملتی نہیں

ہائے کس صورت سے حال فرشتگان معلوم ہو
کیا قیامت ہے کسی کی کچھ خبر ملتی نہیں

تیغ حسن یار کی کیا تاب لائے آفتاب
دام مین ای نازنین بلبل کو لانا چاہیے
آدمی چاہیے تو دلوا آسمان کو مار لے
اونکی تیکھی جو یاد آتی ہے تو کہتی ہین ہم
جیب کے ٹکڑے نہین ہین پارہ جگر ہین انکسار
چاہیے پہر تلاش یار از خود رفتگی
لو سے آنکھون کے کیا سبزہ کسی سے ہین لذیذ
گر گیا عشق افسوس پہلو سے اوٹھا کر لیگیا

منہ پہ لینے کے لیے کسدن سپر ملتی نہین
باغ مین چلکر رگ گل سے کمر ملتی نہین
نفس سرکش پہ مگر فتح و ظفر ملتی نہین
کیا ہوئی مدت ہمی وہ سلک گہر ملتی نہین
قیس کو کسو وقت لیلی کی خبر ملتی نہین
منزل مقصود سے قصد سفر ملتی نہین
ساقیا ایسی گزرک ہر جام پہ ملتی نہین
مدتون سے یوسف دل کی خبر ملتی نہین

۱۲۲

ای صبا واللہ ہیچ ہر جا نگاہد قدر ہر مال
یہ وہ دولت ہے کہ جو بار دگر ملتی نہین

۱۷

کس منہ سے کہین گناہ کیا ہین
اللہ ہے عفو کرنے والا
اے دوست ترے گدا کے آگے
تمسا کوئی بدچلن نہوگا
گوری گوری ہے اونکی صورت
جسکے مین ہین شیخ و گبر دونو
دیکھے کوئی حال اہل دنیا
او ترین اونسے مقابلے کو
دونون ہین تیغ نگاہ کے ہین
شاہد ہین ترے ستم کے لاکھون

توبہ ہے روسیاہ کیا ہین
ہین کیا ہون ہر گناہ کیا ہین
کچھ بھی نہین بادشاہ کیا ہین
ہے عاشق تباہ کیا ہین
او سپر گیسو سیاہ کیا ہین
اپنے لیے خود تباہ کیا ہین
یہ لوگ بھی واہ واہ کیا ہین
افلاک یہ مہر و ماہ کیا ہین
تیرا اسنے کج کلاہ کیا ہین
دو دو جہاں اسکے گواہ کیا ہین

الله رے ان بتون کی انکھیرا
کافر جادو نگاہ کیا ہین

کٹ جائیگی عمر چند روزہ
فکر مین شام و پگاہ کیا ہین

اونکا تو جواب ہی نہین ہے
ماشاء اللہ واہ کیا ہین

اے دل الفت کی محکمے مین
قاضی کیا ہے گواہ کیا ہین

دل ہے تو زیادہ اس سے ہونگی
یہ نالہ و اشک و آہ کیا ہین

پہلو مین نگار ہاتھ مین جام
اسوقت تو بادشاہ کیا ہین

۱۲۳ اونکی آمد جو اسے صبا ہے
سب مطلب رو برو ادا کیا ہین ۱۹

یہی عالم رہا ہر برس موسم گل کا زمانے مین
بھرا ہے حسرتون سے جسقدر دل اس زمانے مین
قیامت ہے کسیکو پیار کرنا اس زمانے مین
یہ کیفیت اوٹھائی او رستم بیداد گر کا زمانے مین
نہ لیتے ہین ملا کیا دور ہے جو بعد قرن کی
خدا کے فضل سے وہ دور ہے ہم می پرستون کا
تسکا ایمان کم کسیلئے جو انہین ادراک ہے
نہ یوسف ہے نہ لیلی ہے نہ شیرین ہا ہم زمانے
خدا جا ہے تو اب یہ منزلت ہو تو جانانکی
ہمین کیسو رنج دیکر اور لیے ہیہات کسیکے کیسو
قفس مین کسیلیے بیتاب ہیتا ہے تو اے بلبل
بنا ہی دیر و کعبہ کا سبب کیا جانیے کیا ہے

رہین آباد بلبل اپنے اپنے آشیانے مین
آئے درہم ہو نگے اشتہ قار و [illegible] زمانے مین
قفس کا سامنا رکھا ہے دلنے دل لگانے مین
نرکھا فرق ہے فکر دل سے حال لانے مین
لحد سے سینہ پکڑ جاتے ہین قاتل [illegible]
کسیدن کھینچ کر لیجائیگی قاضی کو زمانے مین
نہ پھر ہی طائر سدرہ [illegible] آشیانے مین
زہے آقدس سر [illegible]
تو نکو [illegible] لالا [illegible] زمانے مین
جواب اپنا نہین [illegible] باتین زمانے مین
[illegible] اور کیا ہی آشیانے مین
نہین ہے دخل بندہ کو خدا کے کارخانے مین

یہی جی چاہتا ہے صورتِ ناقوس چلاؤن
صنم خانہ اٹھا لو نگر سے ہم ہی شہرائی ہین
گیا وہ دہانہ جگر کو آنکھ کو عمر کو بھی پالا
قدم رکھکر جگر سحر محبت مین بڑا ای دل
یہ ضد دیکھی ہی ہو کہ دن ان پھر خود آرائی مین رہتے ہو
تری ہنچیں گی سر جان قربان ہے کمان آبرو

خدا جانے لگی کیون پیراہن کا فقر آتی نہین
دکھاتی ہی جو ہر یکی پہ آبلو موتی کے دانے نہین
یہ کیا ہی کیون مین آ جاتا ہون کافر کی نہ باتین
خطر ہے ڈوب جانیکا بھی دریا کی نہانی مین
لب سر ہو جاتی ہین وہ پھر زلفین بنا نہین مین
ترازو ہو گیا تیر نگہ دل کی نشانی مین

١٢٤

صبا جی چاہتا ہی بس گریبان چاک کرنیکو
کہین راحت نہین پائی فلک کی شامیانے مین

٢٢

رنگ ہے ای ساقی ہر سرشار قیصر باغ مین
دیکھکر رنگین ترا رخسار قیصر باغ مین
سا تہ ہے اک غیرت گلزار قیصر باغ مین
باتین بلبل کو سنا شیدا ہی رخ گل کو بنا
صورت ادریس جنت سے نکلتے ہین کہین
شاہ گل ہو تیو نہین لہر رہی ہین شاخ گل
بلبلین گل سے خفا ہون قمریان شمشاد سے
کس طرح حورونکو لا کر خلد سے دکھلائیے
دیکھیے پائین میرے سینے کے اگر گلہائی داغ
موسم گل مین ہین جوش جنون کی ہر بہار
ہر جگہ تم انشاء الله جلوہ ترا حیرت سے سحر [illegible]
[illegible] غش کہو دی طبیبو کہی [illegible] گل [illegible]

پھول بیچتے ہین ترے میخوار قیصر باغ مین
گل سے بلبل ہو گئی بیزار قیصر باغ مین
بلبلو نکو دی ہی ہین خار قیصر باغ مین
کبک کو چلکر دکھا رفتار قیصر باغ مین
اٹھو لایا طالع بیدار قیصر باغ مین
ابر تر رہتا ہی گوہر بار قیصر باغ مین
سیر ہو چلیے جو آپ ای یار قیصر باغ مین
گیا بہار آئی ہے اب کی بار قیصر باغ مین
بلبلین ہونگی گلے کا ہار قیصر باغ مین
رنگ لا کر آئینگے سو بار قیصر باغ مین
بت بنی ہین صاحب زنار قیصر باغ مین
ہے مسیحا منتظر کس بیمار قیصر باغ مین

خلد مین اگر شراب خلد سے بھی اجتناب
جام مے سے زاہد انکار قیصر باغ مین

قامت بالا کا رتبہ ہے دو بالا سرو سے
طرہ ہے سنبل پہ زلف یار قیصر باغ مین

دور مین سلطان عالم کی ہین یہ کیفیتین
غیرت جم ہے ہر اک میخوار قیصر باغ مین

دیکھکر روے صفا یار کا حیرت ہوئی
آئنے ہین پشت بر دیوار قیصر باغ مین

ہے پئے ابر بہاری یہ محل آبرو
آئی زیر سایۂ دیوار قیصر باغ مین

دیکھکر تیرے رخ رنگین کو اے رشک بہار
گل ہوئی ہین باغبان پر بار قیصر باغ مین

صبحدم گلگشت کو آیا ہے وہ سرو روان
سبزۂ خوابیدہ ہو بیدار قیصر باغ مین

چاہیے وقت مسیحائی ہے اے روح روان
منتظر ہے نرگس بیمار قیصر باغ مین

تجھسے اور گلسے ہوئی بحث جمال اے غنچہ لب
مجھسے بلبل سے ہوئی تکرار قیصر باغ مین

۲۴	نکہت گل سے صبا ہم مست رہتے ہین مدام بادۂ گلگون نہین درکار قیصر باغ مین	۱۴۵

سرخ تھا اترا ہے رخ سے گل احمر کسدن
سرو نکلا قد موزون کی برابر کسدن

ذکر بادہ نہین لاتا ہے زبان پر کسدن
منہ کی کھاتا نہین موج اعظا سر کسدن

پھر کہان تو نے نہ دین آہ مرے دلبر کسدن
رہگیا رو کے نہ مین عاشق مضطر کسدن

روز دو چار کے رونیکی صدا آتی ہے
راگ لاتا نہین یہ چرخ ستمگر کسدن

شغل ہے دیکھتے ہین مری بیتابی کو
ہاتھ رکھا نہین جاتا ہے جگر پر کسدن

تیری رفتار نے کس روز نہ آفت ڈھائے
پاؤن اگر نہ پڑا فتنۂ محشر کسدن

خوب گلچھرے اڑاتی چمن عالم مین
ہمکو غنچے کیطرح ہاتھ لگا زر کسدن

کبھی اوس بت نے نہ پوچھا مرے دلکی آگی
پھر گیا آئنہ لیکر نہ سکندر کسدن

چپ نہو چاہیے شکوہ مرا کہتے کرتے
کیا ہوا کچھ تو بیان کیجیے کیونکر کسدن

ای فلک عمر دو روزہ مین تو ہی باعث ہے
آج پر کیا ہی سدا ئے چمن عالم مین
آج کل باغ مین دھوم سی ہی بہار آئی ہے
وعدہ حشر پہ گیا جان فری جلتی ہے
معرکہ روز کا ہی چین نہ سمجھو [illegible]
[illegible] کیا ہی شوخ کیسے ابر کہا
خط لکھا یار کو تو شوق جواب خط تیز
آتا ہی نہین پہلو مین دل خانہ خراب
ہای کس پاس سے کہتا ہون شب فرقت تیز
مدعا ہے مجھے بوسہ لب شیرین کا ملے
اندنون آپ بہت رہتے ہین تکمہر نگر کر
اسقدر طالب دیدار ہین اللہ اللہ
لیا قیامت تھی کہ قد نے ترے دی تشبیہ
رٹ لگی تھی رمضان بھر ہی ہم رندونکو

نہ کبھی جوش پہ آیا دل مضطر کس دن
بلبلا ہین دل نالان کے برابر کس دن
آفت آئی تہین بالای صنوبر کس دن
اپنا دیدار کیا اوسنے مقرر کس دن
یا الٰہی یہ مہم دیکھیے ہو سر کس دن
پیتے سوجھی نہ تجے دیدہ تر کس دن
آنکھین ڈوبی نہ کین خون کبوتر کس دن
دوڑ ہی جاتی تہین ہم یار کے در پر کس دن
دیکھیے اوسنے ملاتا ہے مقدر کس دن
چیرہ ٹیونکا دہن [illegible] تہین شکر کس دن
ڈہول جاتی تہین گیسوی معنبر کس دن
دیکھیے ہوتا ہے ہنگامہ محشر کس دن
تجھے ہم زکو سانیکے برابر کس دن
دیکھیے نکلے دل لب ساغر کس دن

۱۲۹	رنج دیتا ہے صبا کو فلک مینائی لیجئے گا خبر ای ساقی کوثر کس دن	۲۴

یہ خوش ہین کہ ذرا غم نہین ملال نہین
بہار آئی ہے مفلس ہین ہای مال نہین
ہرے دیاست ہین کہ [illegible] طرف خیال نہین
[illegible] قیامت سے تو نہین ڈرتا

ترا خیال ہے اپنا نہین خیال نہین
شراب [illegible] آتا ہی کلال نہین
اسیطرح کا کسی نے کہے ملال نہین
ہماری جام کو ای محتسب اچھال نہین

ملال کے لیے خلقت ہوئی ہے آدمی کی
مجال ہے کوئی طوفان کو روک سکتا ہے
ہم آئنے کو بھی یون تو برا نہین کہتے
کوئی حرم مین کوئی بتکدہ مین سمجھا ہے
وہ زندہ ہین کہ جسے سیدگاہ عالم مین
یہ ہم جلیس یہ ہمدم ہین بزم ہستی تک
حذر کی جا ہے مری دود آہ سے ہی ترک
شہر ہیہے تو لگا دین ہم ایک بوسی پر
تلاش ہے مرض دل مین نوش دارو کی
غضب کی ابلق ایام گشت کرتا ہے
ادہر رقیب ہین تم ہو اشارہ بازی ہے
مقابلہ کرے ہو وسعت مین وسعت دل سے
وہ مست ہین کہ شرع بہار سے ہی یقین
خدا کی دہی ہے عجب منزلت محبت کو
شباب کی یہ کمان جھانکتا کہ پیری مین
شرا ہو نکو بھلا عمر و زید سے مطلب
وہ ہم نہین جسے تو اہم فلک بگاڑ سکے
شفاء حجر کا شغلہ نہین کیا جاتا

وہ آدمی ہی نہین ہے جسے ملال نہین
یہ جوش عشق ہے کچھ وہ کا زوال نہین
مگر تری رخ شفاف کی مثال نہین
جدہر ہے یار کسیکا ادہر خیال نہین
سوا شکار ربط سے کچھ جلال نہین
لحد مین کوئی کسیکا شریک حال نہین
بخار دل ہے یہ گرد رم غزال نہین
نہ لیجیے جیسے یہ جنس ل وہ مال نہین
نصیب یار کی منہ کا ہمین اوگال نہین
وہ کون مزرع دل ہے جو پائمال نہین
ابد ہر بھی دیکھ لین اتنا تمہین خیال نہین
زمین تو کیا ہے فلک کی بھی یہ مجال نہین
ضرور ہم نہین یا انکی کو توال نہین
یہ بزم وہ ہی کہ جسمین صف نعال نہین
یہ آنکھین ہین ہی لیکن وہ دیکھ بھال نہین
ہماری بزم مین ہو حق ہی یہ قیل و قال نہین
کہ ہر خیال ہے اتنی تری مجال نہین
نہین نہین ہمین کچھ آپ سے ملال نہین

۱۴۴

صبا یہ حال ہوا ہے غم محبت مین
بدن مین وہ جان نہین ہر ہین خیال نہین

۳۲

محو ہین نظارۂ چشم بت بی پیر مین
رہگیا ہی چہبکے اپنا دل مژہ کی تیر مین

جلوۂ اللہ پایا اوس بت بے پیر مین
صاف نور سرمدی ہے حسن عالمگیر مین

یہ ترقی اندنون وحشت کی ہی تاثیر مین
چشم آہو کا ہی نقشا کوکب تقدیر مین

خود غلط انسان ہتا ہی عبث تدبیر مین
غیر ممکن ہے تصرف ہو خط تقدیر مین

دہیان آتا ہے ہمین اپنے مآل کار کا
موت اپدل گہات مین ہے آسمان تدبیر مین

آبروہی خضر رکھتی ہے مری دیوانگی
موجۂ آب بقا کی لہر ہے زنجیر مین

داغ حرمان درد دل زخم جگر گرد ملال
کاتب تقدیر نے کیا کیا لکہا تقدیر مین

جو گیا اوس ترک کر آگ وہ دنیا سی گیا
جادۂ راہ عدم ہر ناب ہے شمشیر مین

عالم پیری مین اہل دل خاکساری چاہیے
کیا حلاوت بخشتی ہے یہ شکر اس شیر مین

مرگیا ہون دیکھکر رنگ طلائی یار کا
چاہیے سونیکا پانی قبر کی تعمیر مین

بہیجتا کیونکر نہ خط لکھکر مین اوس سفاک کو
روؤن قاصد کو یہ لکہا تہا مری تقدیر مین

طائر دل کے لیے اہو وغط و صیاد ہو
خوب بند ہی ہین تمہاری شستہ تقریر مین

روح و قالب کی حقیقت دیکھکر ثابت ہوا
بند لیلے کو کیا ہے خانۂ زنجیر مین

ہمسر تیر قضا ہی ترک کر سکتا نہین
کس بلا کا توڑ ہے تیری نگہ کی تیر مین

سنکے میرا حال دل کہتا ہی وہ یوسف لقا
دخل بندیکو نہین اس خواب کی تعبیر مین

آفتاب حشر کب نکلا قیامت کب ہوئی
کچھ اثر پایا نہ اب تک نالۂ شبگیر مین

مانگیی بوسہ کہتا ہی وہ ترک بد مزاج
منہ سنبہالو رنج ہوجاے گا اس تقریر مین

قدرت اللہ کا جادو ہے مشت خاک مین
رنگ و روغن نور کا ہی اس گلی تصویر مین

جو ہیر قاتل ہماری سخت جانی سے کہلے
ہاتھ چہوٹا ہوگیا بل پڑ گئے شمشیر مین

ہی جنون ہوگی نہ اغلال و سلاسل کمی
کان ہے لوہیکی اپنے خانۂ زنجیر مین

خضر بھی دیکھا چین تو ای قاتل شہید ہیں یلیں — سبزۂ باغ جہان کا رنگ ہے شمشیر میں

۱۲۸	کاتب قدرت نے اچھی دل لگی کی ای صبا حرف الفت کے سوا لکھا نہ کچھ تقدیر میں	۱۵

یہ او بجھہ پڑہنیکی خو اچھی نہیں — بے محابا گفتگو اچھے نہیں
عرش تک نالے ہمارے جا لگے — چھیڑ چھیڑ کی کینہ جو اچھی نہیں
تن کو کیا دھوتا ہے دلکو پاک کر — ای نجس تیری شست و شو اچھی نہیں
یار اپنی بات اپنے ہاتھ ہے — ہر کسی سے گفتگو اچھی نہیں
شعر میں عنقل سے ہم دینگے مثال — خوبی بد ای خوبرو اچھی نہیں
مار ڈالا اشتیاق یار نے — اس قدر بھی آرزو اچھی نہیں
گیسوی جانان کہاں عنبر کہاں — رنگ ناکارا ہے بو اچھی نہیں
جھک کے ملئے ست برنگ شاخ گل — سرکشی ای سرو جو اچھی نہیں
ڈھونڈھو اوسکو لیکن ای دل راہ سے — بے طریقے جستجو اچھی نہیں
شیخ مہمل ہے برہمن ہٹ دھرم — کچھ کسی سے گفتگو اچھی نہیں
چاہیے عقبے کی عزت کا خیال — منعمو یہ آبرو اچھی نہیں
خانۂ دل کی ہے رونق عشق سے — زندگی بے آرزو اچھی نہیں
سخت باتو نکا تری کیا دیں جواب — بحث جھوٹی زاہد و اچھی نہیں
تجھسے بہتر ہے اندھیری قبر کی — ای شب غم خاک تو اچھی نہیں

۱۲۹	ای صبا آوارگی سے ہاتھ اوٹھا خاک اوڑانی کو بھی اچھی نہیں	۱۶

فلاسفہ ترا انظار کو جس حال کر گیا — صفائی جو ہوا میں نے خیال کیا میں

دلو نمین گبر و مسلمان فرا خیال کرین
یہ منہ کہان تیرے آگے جو عرض حال کرین
عیان جو رتبہ بزم شب وصال کرین
صفائی رخ مین اونہین آئینے سے دعوی ہے
پلس فزا ہی یہی ہے جو بیقرار ہے وہ
شراب دیکھین تو کیونکر حرام رہتی ہے
اندھیری رات تو نہین اکثر وہ آتی جاتی ہین
کبھی نظر نہ پڑے شاہد حقیقی پر
ہمارے اونکے بھلا شکوہ و شکایت کیا
جہان ہیر بڑا لاہے ان بتون کا طریق
وہ ہنسی سے جو گھوا کہ آتے آتی ہین
یقین ہے شرک فلک بھی حلال ہو جائے
خضر کو رہبری گمرہان مبارک ہو
نہ پاینگے کبھی رندونکے وجد کا انداز

خدا کیواسطے قصے کا انفصال کرین
مجال ہے نہین جنبش لب سوال کرین
تو اختر و نکو نقوش سعف نفال کرین
کہ ہر خیال کے ہے اپنے طرف خیال کرین
بہشت سے نہ کہین اور انتقال کرین
جو وعظ و نکو پکڑ کر اپنی حلال کرین
جو چاندنی مین چلے آئین تو کمال کرین
جو ان بتونکی طرف ہم نہ دیکھا بھال کرین
خدا نخواستہ آپس مین کیون ملال کرین
یہ وہ ہین خضر بھی آئین تو اونسے حال کرین
ہمارا فرض ہے عشق نہ پائمال کرین
شراب پیکے وہ آنکھین جو لال لال کرین
وہ روز روز زیست مین کس کس کا ہم خیال کرین
تمام عمر جو صوفی غریب حال کرین

١٥	صبا کدورت خاطر سے تست وحشت ہین طناب عمر کو سوچ رم غزال کرین	١٢

جنون ہے مین محو تماشا ہو زار رہتا ہون مین
تیرا اہل رستے ملو نگا وہ خاکسار رہتا ہون مین
فقیر مست ہون لعل شراب خوار رہون مین
ہر ہی نجات کیجیے ان عذاب ہون ہاتھ نہیں

طلسم بند ہون وہ البتہ بہار ہی مین
کہ دونکا میل نہ ذرون وہ غبار ہون مین
وہ جام دے مجھے ساقی جو اقتدار ہون مین
بڑا کریم ہے جسکا گنہگار ہون مین

تمام آبروی عشق دل کی باعث ہی
شب فراق ہی سر دھن رہا ہون رو رہا ہون
رولاتی ہو بہ مجھے ابر بہار سمجھے ہو
مے بلور مجھے و اغلطو خدا دے گا
غبار خاطر آشوب روزگار سہی ہون
تم اے بتو بہ مجھے دلمین تو مانتے ہو گے
مری فروغ سے کیون آسمان جلتا ہی
مجھے بہت مری ساقی نے منہ لگایا ہے
مین وہ حباب ہون دریا ہون گر فنا ہو جاؤ
زمین کو بھی تزلزل کہین نہ گر پڑتا

اسی حباب سی دریا ہم سے بے کنار ہون نہین
اودا اس صوت شمع سر مزار ہون نہین
برسن چرخ ون نہ کہین آتشین بخار ہون نہین
وہ جانتا ہے کہ رند شرابخوار ہون نہین
ضیا ہی مردمک چشم اعتبار ہون نہین
خدا گواہ ہے کنا وفا شعار ہون نہین
ثبات کچھ نہین مجکو شرار دار ہون نہین
جواب ہی نہین کھاوہ بادہ خوار ہون نہین
وہ نقش ہون کہ جو مٹ جاؤن تو نگار ہون نہین
کدھر ہے بیٹھے ادھر آؤ کہ بیقرار ہون نہین

۱۴۱

صبا اسی کو محبت سرشت کہتے ہین
عدو کسی کا نہین سب کا دوستدار ہون نہین

۱۰

عدم مین ہم تھے کیا کام تھا بہانسی ہمین
بہار گل مین نکالا ہے بوستان سی ہمین
یقین مفسدہ ہے عشق وہ شناسی ہمین
گلاب باغ جنان لیکے آئی ہین حورین
عجیب بات ہی بوسہ بھی تم نہین دیتے
رقیب بعد ہمارے یہ ظلم او تھائینگے
شب فراق مین سونا کہان مقدر مین
خطا ہوئی ہے کہ بوسہ لیے ہین لفظون کی

کہان ہم اکثر لائی وہ کہان ہمین
خزان تو آئی سمجھتا ہی باغبان سے ہمین
او بہار رہتا ہے کھڑا او ہم کا آسمان سے ہمین
غش آگیا جو خیال پری رخان سے ہمین
دیا تھا وصل کا اقرار کس زبان سے ہمین
ہے گا کون بتشہ لا [illegible]
تمام رات جھگڑتا ہی قصہ خوان [illegible]
اگا مین [illegible] بیان سے ہمین

شب فراق میں کھٹکی نہیں جو آنکھ لگے
حجاب آتا ہے چشم ستارگان سے ہمیں

گرسنگی میں قناعت جو کی شرف پایا
ہمائی سیر کیا اپنے استخوان سے ہمیں

طریق اہل جہانسے رکے ہوئے ہیں ہم
نکالنی ہے الگ راہ کاروان سے ہمیں

فقیر مست ہیں خوش ہیں نشستہ جا ہے ہمیں
غرض نہیں کسی منعم کی غرور و شان سے ہمیں

علو طبع سے گھبرا گئے زمین پر ہم
کدہر کو جائیں نکالا ہے آسمان سے ہمیں

مکان میں بیٹھے بیٹھے خیال گور آیا
قفس دکھایا تمہوں نے آشیانسے ہمیں

چلے جہان سے اللہ ری منزلت اپنی
فرشتے آئے ہیں لینے کو آسمان سے ہمیں

ہماری جان ہے آخر کو بن گئی اے دل
بگاڑنی تھی نہ اوس عیسی زبان سے ہمیں

ہمیشہ آرزو ہیں دل کی کشتہ ہوتی ہیں
ہزاروں خون کے دعوے ہیں اسمان سے ہمیں

ہجوم گل میں ہمیں سے نہ یاد وہ بھول گیا
نکلنے کی جا ہے گلستان میں باغبان سے ہمیں

محشر کا ہمیں کیا غم عصیان کسے کہتے ہیں
پلے یہ وہ بت ہو گان میزان کسے کہتے ہیں

عشاق پھرے در در ایوان کسے کہتے ہیں
سر بار رہا سر پر سامان کسے کہتے ہیں

وصل بت مہرو کو قسمت سے نکلتے ہیں
چھپا اور عنایات یزدان کسے کہتے ہیں

قیدی ہے وحشت میں زنجیر نگر ایسے
یہ بھی نہ کھلا ہم پر زندان کسے کہتے ہیں

انسان کا بس نفس امارہ مخرب ہے
لاحول ولا قوة شیطان کسے کہتے ہیں

مہتاب ترے آگے نکلا تو بجوئے گو
ثابت ہوا ماہ تابان کسے کہتے ہیں

بیمار محبت ہیں مر جائیں تو اچھا ہے
قربان اطبا کی درمان کسے کہتے ہیں

کیونکر نہ ہمنشین سنگ ... اے عاشق
کمسن ہیں وہ کیا جانیں ارمان کسے کہتے ہیں

اے مخطو یہ باتیں اچھی نہیں کنجلک کی
کوئی جو کبھی سمجھے ایمان کسے کہتے ہیں

دیکھیں تو خضر تیری آب دم خنجر کو — معلوم نہیں آب حیوان کسے کہتے ہیں

ہان وست جنون سے سوز نجیر کے ٹکڑے ہو — سنیئے کسے کہتے ہیں سوہان کسے کہتے ہیں

لی یار یہ یاد دل میں ول شام کی تو حونکے — بوچھار ہے تیرون کی باران کسے کہتے ہیں

ہم آپکے گھر آکر فرمائیے جائینگے — اچھے رہے لو سنیئے مہمان کسے کہتے ہیں

جب دیکھتے ہیں گل کو کہتے ہیں وہ شوخی سے — رونق ہوئی صورت ہے خندان کسے کہتے ہیں

بیخود خلش غمسے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں — ای دل یہ کھٹک کیا ہے مژگان کسے کہتے ہیں

دیوار کو زندان کے پتھرا گئے دیوانے — جسدم یہ خیال آیا میدان کسے کہتے ہیں

آئینے کی ساتھ اپنی صورت اونھیں دکھلا کے — دیکھیں تو وہ دونوں میں حیران کسے کہتے ہیں

۱۳۳

مشہور ہے صبا اب تو اپنی بھی فصاحت کا
آتش کے مقلد ہیں سحبان کسے کہتے ہیں

۲۶

شور جسکا ہے وہ ہے عشق جنون زا دلمیں — بدر وہ گیا ہے نگین حسن کا سودا دل میں

لامکان کا نظر آجا ہے تماشا دل میں — منزلت ہو جو کسیکے نہ رہے جا دل میں

نعمت فقر کا بھی دھیان نہ رہا دل میں — کیا سمائی ہے تری ای سگ دنیا دلمیں

عرصۂ حشر میں ہوگا گذری کا عالم — لے نہ جانا کہیں دنیا کا بکھیڑا دل میں

آب زمزم میں جو نہ مجھ رند کو تیرا دیتا — فرق آتا کرم ساقی دریا دل میں

بات بھی آپکے آگے نہ زبان سے نکلے — لیجیے آئی تھے ہم سوچ کے کیا کیا دلمیں

کو لبنی شب نہیں رہتا ہے خیال گیسو — یہ وہ طائر ہے کہ لیتا ہے بسیرا دل میں

جان دینا تری خط پر ہے خضر کا ظاہر — لب جان بخش پہ مرتے ہیں مسیحا دلمیں

رنج تھوڑا سا اوٹھانا بھی تنک ظرفی ہے — غم بہت سا ہو پڑے داغ بڑا سا دلمیں

آئیں رضوان بھی جو لینے تو نہ جاؤں سوئے خلد — اٹھ گیا کوچۂ جانان کا ارادہ دلمیں

خوب ہی شب وصلت کی لیے فرقتیں
قی رہا تھا مری باتیں وہ صنم کیا دل میں

مجھے وحشت کے لیے گوشۂ زندان بھی تھا
گھر نکرتی جو تو اسی وسعت صحرا دل میں

جلوۂ عشق بنا گوشۂ صنم دیکھو تو
اوتر آیا ہے عجب عرش کا تارا دل میں

روح رہ رہ گئی تڑپتی ہے تری گاڑی پر
چٹکیاں لیتا ہے آواز کا کھٹکا دل میں

کوئی اس عالم وحشت کا تماشا دیکھے
بیڑیاں پاؤں میں صحرا کا ارادہ دل میں

چھٹا گیا لیجیے بڑھ کر چمن ہستی پر
نخل الفت کا لگایا تھا ذرا سا دل میں

ظرف مے توڑتا ہے یوں کوئی ہے یہ [illegible]
محتسب تیر گئے ریزۂ مینا دل میں

ہے بخارا [illegible] حقیقت میں تصور اوسکا
آنکھوں کی راہ سے کیا صاف در آیا دل میں

ہم فقیروں کی لیے نفس کشتی ہے اکسیر
آرزوں کا کیا کرتے ہیں کیسا دل میں

بیقراری سے شب غم میں وہ پہلو بدلے
ہو گیا اوسکا تصور تہ و بالا دل میں

کیوں ہیں پائی نہ پڑیں تیر حوادث ہم
ڈھیر ہیں گرد کدورت کی بھی دادا دل میں

ہم فقیر آئے جو بازار جہاں میں تو کیا
حسرتیں ہیں لیکے اسکندر و دارا دل میں

رخ کیا کیوں طرف غیر خطا کی تو نے
کسطرف جاتا ہے او تیر نگہ آ دل میں

کس طرح آئی خوشی گر دھکیلے پائی
فوج اندوہ کا پھرتا ہے طلایا دل میں

مجھے بیمار محبت کا جو ہوگا نہ علاج
کیا کہینگے تمھیں اے جان مسیحا دل میں

۱۳۴	اے صبا جسکے لیے ہوئیں پریشان خاطر جانتا ہے مجھے وہ گیسوؤں والا دل میں	ے

اختیاری عمل بندِ قدح نوش نہیں
سادگی سے سخن عشق ور گوش نہیں
کیا کہوں کیوں سبب فرقتیں مجھ ہی سوتر نہیں

خط تقدیر ہے موج مے سر جوش نہیں
ابھی کم سن ہیں کسی بات کا کچھ ہوش نہیں
ہاے اک چاند کا ہالہ مرا آغوش نہیں

پیس ڈالیگا مجھے آپکا کوہ تمکین — قابل اس بوجھ کے بندہ کا تن و توش نہین
تمنے طوفان اوٹھایا ہی ہمنکر بندہ — کون دل ہاے آب گہر گوش نہین
شکستہ گل کیطرح سے ہمین عالم مین — حامل بار تعلق مین سبکدوش نہین

١٢٥	ای صبا گلشن و دیر و حرم و میخانہ کونسی جا نہ عطا پاش خطا پوش نہین	۴

اتنی مشکل ہجر کی نکلتی ہے وصل مین — رہ رہ کے بامین آگ بھڑکتی ہے وصل مین
جلتا ہون سنکے یار سے باتین نفاق کی — کیا آتش فراق بھڑکتی ہے وصل مین
ہم کیون نہ اپنے یار کو گل پیرہن کہین — جو دل ہزار جائے سکتی ہے وصل مین

١٢٦	یہ بال اپنے ہر دم نہ بدلہ ہاے ای صبا آنکھون مین شکل غیر کھٹکتی ہے وصل مین	۶

نشتر وہ ہے دل بلبل کو لہو کرتے ہین — کیا رگ ہین تجسس گل جو لہو کرتی ہین
جب مین کہتا ہون کہ دل ایکبار اپنا تمسے — نالہ بانو تکالگا کر وہ رفو کرتے ہین
شانی کیطرح سے ہوتا ہے دل اپنا صد چاک — فرق اوڑان گیسو وہ جب سر مو کرتی ہین
چشم تر آب سے ہم بھی چمن عالم مین — سیر گل مثل حباب لب جو کرتے ہین
خون دل آنکھون مین بھر لاتے ہین پینا تیکے بغیر — خالی وہ جام نہین ہم اک سبو کرتی ہین

١٢٧	مشکل عشاق سے کس در رخسار یار ہین منہ کسیکا یہ نہین آئینہ رو کرتے ہین	۵

بیدار ہی فراق سے شوق وصال مین — ہمکو نہین ہے خواب کا اتنا خیال مین
دل لخت لخت ہوتا ہی عشق کی حال مین — لذت سے لال ہوتے ہین کو ہلال مین
وحشت جنون مین آگئین آنکھین جو آنکی یاد — چھا گا مین خاک ڈال کے چشم غزال مین

ہمیشہ تر رہی کبھی نہ ہوئی تمہیں لب پہ لب
نیست لگی رہی تری منہ کے اوگال مین

ہین نارسا دست بازو عالی شکستہ ہین اہل نظر
پایا نہ پیچ کا سرا جبینی کے بال مین

نمودہ ہے ان دل پہ عشق تیر تا کمین
ولہ
شمشیر کو سنجے نہ کیون نیستان مین

دست وحشت نے کی دراندازی
ہر تار رابطہ حبیب وداما مین

ہنستا ہے صحرا زندان پہ
ایضاً
گستگیان خود نہ رشتہ جا مین

۱۷	رہ دیر وحرم کی منزلت سے راہ سمجھا ہین خدا جانے کسے یہ نا سمجھ اللہ سمجھے ہین	۱۳۸

تم ہر اک رنگ مین ای یار نظر آتے ہو
کہین گل اور کہین خار نظر آتی ہو

قابل دید تم اے یار نظر آتی ہو
عشقیہ بد ہو و ہطرحدار نظر آتی ہو

صورتین کرتے ہو ایسی ہزارون پیدا
تم نئی شکل سے ہر بار نظر آتے ہو

بھول جاتا ہون مین فرقت کے گلے اور تمکو
شکر کرتا ہون جب ای یار نظر آتی ہو

سمجھتے ہو تم نہین کر ذہن کوئی فرماتا
جان تک لینے کو تیار نظر آتے ہو

کون کس عاشق کشتہ کا چڑہا ہے سر پہ
رنگ لاتے ہو مرے ای یار نظر آتے ہو

نہ ہو جائین نہ رسے کہین دیوانون سے
بال کھولے سر بازار نظر آتے ہو

رہتی ہے اٹھہ پہر آپکو کنگھی چوٹی
اپنی زلفون مین گرفتار نظر آتی ہو

آئینہ دیکھنے کو جب نہین ملتا تمکو
اپنے تم تشنہ دیدار نظر آتی ہو

خوف سے برج مین جاتا ہے فلک چھپتا ہے
تم جو باندہے ہوئے تلوار نظر آتی ہو

سنبلستان ہین مری جان سر سبز لفین
رخ گلرنگ سے گلزار نظر آتے ہو

سبزہ حسن کی دولت سے ملی ہے تمکو
رنگ کندن سا ہے زردار نظر آتی ہو

کیا ہوا ہے یار کھٹکتے ہو مری آنکھون مین
ہر گلو باغ مین تم خار نظر آتے ہو

شان ہے گیسوؤں سے آپ ہیں سرداریکے
ایسے معشوق زمانے میں کہاں ملتے ہیں
دونو گیسوئے عاشق ہیں کمندیں میری

سبزۂ خط سے نمودار نظر آتے ہو
پیار کرنے کے سزاوار نظر آتے ہو
پیچ میں لاؤ گے عیار نظر آتے ہو

۱۳۹	تپ الفت میں عصا ہاتھ نے یہ تمہارا ذرہ ذوق کے آثار میں بیمار نظر آتے ہو	۴۱

تھی شہادت کی خوشی ایسی دل ناشاد کو
لشکر غم میں گھرا دیکھا جو مجھ ناشاد کو
سمجھے میں حشر کے جاؤنگا میں فریاد کو
اوڑ چلا وہ طائر دل گو مہر کرکے اسیر
رشک آتا ہے تم پر دمکے گدا پر ای صنم
غیر کو آواز تک تونے سنائی چھوڑ دی
لاش جب کاٹی زمین کو زلزلہ سا آگیا
عالم تجرید ہے مقسوم سے ملتا نہیں
ہائے مجھ بلبل کے سنکر باغ میں عشق ہو گیا
یار کے دلمین ہماری آہ نے تاثیر کی
ساقیا میخانۂ عالم میں وہ میکش ہو نہیں
ہو لگر ہمکو نہ اوس بے دید نے پوچھا کبھی
وصل مجھ دیوانے کو یہ لیو سے ہوتا ہے نصیب
عارضی ہے عشق بلبل حسن گل بے ثبات
ہو جو وہ عمو ہی ہمسری کا سرو قد یار سے

میں ہلال عید سمجھا تیغ جلاد کو
موج اشک آنکھو نسے آتی ہے مری امداد کو
لوٹ جاؤنگا پکڑکر دامن جلاد کو
قید بلبل ہو گیا پر لگ گئے صیاد کو
غوث کو مجذوب کو ابدال کو اوتاد کو
سن لیا اللہ نے ای بت مری فریاد کو
مرگیا لیکن نہ بھولا چیر خنکی یاد کو
ہے خط تقدیر یا سمجھے ہیں الف آزاد کو
نکہت گل نے سنگھایا لخلخہ صیاد کو
موم پتھر کو کیا پانی کیا فولاد کو
ابر رحمت ہے مرا دامان تر زہاد کو
رکھدیا ہے طاق نسیان پر ہماری یاد کو
کرتی ہے جذب محبت مجتمع اضداد کو
ہے خزاں اکدن بہار گلشن ایجاد کو
کاٹکر گلشن سے باہر پھینکدے شمشاد کو

جوش وحشت مین بہی ہر سو ہے گریبان پہاڑ کر
لکہے وہ طفل دبستان آیا ہی خط کا جواب
باغ عالم مین گل حدت نی وہ کہلائی بہار
تہوڑا سا صدمہ بہی ضعیفونکے لیے
سر پہر اکہڑا اسکے وہ جامی سہ باہر ہو گئے

لکہنؤ سے چلیے صحرای جنون آباد کو
جو مٹاسے صورت حرف غلط استاد کو
باپ گلشن موت کا گہر ہو گیا شداد کو
زلزلہ موج ہوا ہی خانہ برباد کو
بے کفن کیا سمجہے خلعت دیا جلاد کو

۱۴
یہ دعا اللہ سے ہی فصل گل مین ای صبا
باغ بلبل کو مبارک ہو قفس صیاد کو
۱۵

نہین بساط کچہ بہی ہمسری کا سر کی جو کہو
قرار اک دم نہین ہے دیدۂ غم بین مین آنسو کو
کیا سمجہا اعجاز محبت سے پری رو کو
عجب ہے کس طرح قابیل نے ہابیل کو مارا
اونکی قتیل چشم کا جسوقت وہ کافر
نگاہ کا نمونہ انہی پا بنیو نسے کہیلی ڈالین
جسکے تصور مین ہو بیٹہا اک دل کہا جانسے
جو عنبر ہم صید ہا بہی جب نظر کی جانب صحرا
پسینہ جو دامان چشم سے نہ پونچہا جاتا
شبستان اغیار اوس سرو قد کی سیر گلشن کی
در کہ گرش خم زلف سیہ مین یاد آتا ہی
تغافل کیا شب وصلت مین بنیا آہی تو سو گئے
ہمیشہ منظور ہی مجہے تو ممکن کہ پیشانی ترو رونی کی

کہون طوطی تو زیبا ہی تمہاری قند گفتگو کو
نہین آرام گہوارے مین بہی اس طفل بدخو کو
فسون عشق سے کہیلا ہی سینے مار گیسو کو
کوئی بہی اپنے ہاتہون توڑتا ہی اپنی بازو کو
اوٹہایا مردم دیدہ نی سر پر تیغ ابرو کو
اگر ہو باف کی حاجت ہوا اوس کافر گیسو کو
غم و درد و تاسف نے کیا آباد پہلو کو
گرایا خال چشم یار نی گولی سے آہو کو
نہ دیکہا ساحری سے یار تیری چشم جادو کو
سمجہتا ہون صدہا جگنو مین قمر بالی کو گو
چمکتے دیکہتا ہون جب شب تیرہ مین جگنو کو
عوض تکیے کے رکہہ سر ہانے میری زانو کو
گرا آنکہونسے تو ہمنے لیا دامن مین آنسو کو

الم ہے ہجر کا دونگاہ مین منت پہ مانی ہے
چڑہاؤن نذر کا تحفہ جو نہ کہون اوسکی بازو کو

۱۴۱ — ۱۰

گئے وہ دن کہ بوسہ لیسی ہمارے لب معطر تھے
صبا اٹھو ترستے ہین گل خمیازہ کی بو کو

الفت خط سے ملا کوچۂ جانان مجھکو
مور بے پر نے دیا ملک سلیمان مجھکو

اپنے رونے پہ مجھے آپ ہنسی آتی ہے
دم گریہ ہے خیال لب خندان مجھکو

ساکن دیر ہوان اک بت کا ہون بندہ
خود وہ کافر ہین جو کہتے ہین مسلمان مجھکو

خط ہیا تنگ اوسے لکھون اگر دون اسکو قلم
ہاتہ لگ جاے اگر دشت نیستان مجھکو

جیتے جی مر گیا مین کر کے خیال انجام
نظر آیا جو کبھی گور غریبان مجھکو

رہا سوتے مین بھی اوس زلف پریشان کا خیال
رات بھر آئی نظر خواب پریشان مجھکو

داغ پر داغ نہ اسطرح سراپا دیتا
یار سمجھا ہے مگر سرو چراغان مجھکو

مین لوٹ کہتا تھا قدم کبھی نہ چمن سے باہر
اے جنون تو نے دکھایا یہ بیابان مجھکو

رات آتی ہے تو یاد آتی ہے وہ زلف سیاہ
دن کو رہتا ہے خیال رخ تابان مجھکو

۱۴۲ — ۱۲

اے صبا بعد فنا بھی ہے یہ خالق سے دعا
عوض خلد ملے کوچۂ جانان مجھکو

اے بتو تم میان اگر جانب فریاد کرو
وہ سنا ہے کہ تمہین ناسے کہ بت یاد کرو

جان جان پیش نظر حسن کی روداد کرو
آنکھون سے آئینے کی فرد پہ تم صاد کرو

اے بتو روز ہزارون ستم ایجاد کرو
بندہ موجود ہے تم شوق سے بیداد کرو

گل دستار جو میرا دل ناشاد کرو
طرۂ طوبے پہ بھی اے غیرت شمشاد کرو

نازو انداز سے ہر روز وہ فرماتے ہین
جور تازہ کرو طرفہ ستم ایجاد کرو

ہے جنون مین یہی ہیہم مری زنجیر کا غل
قیس کی روح کا صدقہ مجھے آزاد کرو

غالباً مجھکو ملا کر وہ صنم کہتا ہے
نکہت آشنا ہیں جیت زار ہوں اے غنچہ لبو
عیش لذت وہ مبارک تمہیں اے بادہ کشو
تم وہ شیریں ہو کہ اوسکو بھی لہو دل لو
اے جو تم کا مدینہ ہو خدائی ہو جائے

اپنے اللہ سے جا کر مری فریاد کرو
قید قفس میں نہ اوڑا کر مجھے برباد کرو
پھر بہار آئی ہے پھر میکدہ آباد کرو
چشم بیدرد کو زخم سر فرہاد کرو
صورت آباد کو دم میں عدم آباد کرو

۱۴۳
اے صبا مالک عالم کو جو خدا لیجا ہے
ہنہ نہ مڑ کر طرف عالم ایجاد کرو
۱۰

جام جسم ہے جو چشم بینا ہو
ہم ہوں ساقی ہو وہ صہبا ہو
سمجھو اثر آہ ہیں جو پیدا ہو
پوچھو اگر وہ یہ کا نتیجہ ہو
بکھر دیا مجھے فقیر مست کا جام
ناصحا پند مجھے وحشی کو
خضر کا کام راہزن سے لے
لاکھ قربان کوئی جان کرے
دہن یار کا کھلے عقدہ

آئینہ سے جو دل مصفا ہو
شب مہ ہو کنار دریا ہو
قہر ہو جائے حشر برپا ہو
چشمہ مہر چشم حربا ہو
ساقیا لطف ہو اور دنیا ہو
اوسکو سمجھا جو کچھ سمجھتا ہو
چال وہ چل کہ غیر اپنا ہو
بخدا وہ جو بت کسی کا ہو
حل کسی طرح یہ معما ہو

۱۴۴
بیٹھ رہ اے صبا کہیں چلکر
آہیں کعبہ ہو یا کلیسا ہو
۲۰

اگر نہ بس ہو سکے گر صفا ہو
ماشاء اللہ چشم بد دور

آئینہ دل خدا آشنا ہو
کیا خوب جوان ماہ لقا ہو

منصف ہون شیخ و گبر دل مین
قصہ جو چکا جاسے فیصلا ہو

دوزخ کو بھی مات کر دیا ہے
اسے سوزش دل ترا بھلا ہو

مسند کیسی فقیر ہون مین
تھوڑی سی جگہ ہو لو رہا ہو

کہتے ہین وہ میرے دیکھنے پر
دیکھو کوئے نہ دیکھتا ہو

معلوم ہین واعظونکی باتین
اوس سے کہین جو جاتا ہو

یارو سمجھاؤ اوس صنم کو
کیسے تم بندہ خدا ہو

گلچین ممکن ہے پہول توڑے
بلبل نالا بھی جانتا ہو

کس سے ملتا ہے دیکھا یہ دل
غافل ایسا نہو جدا ہو

سن لے کبھی مجھ فقیر کی بھی
اللہ کرے ترا بھلا ہو

یہہ حال ہے نقد دلکو کیونکر
جیسے کوئی لٹا ہوا ہو

اولٹی اولٹی نہ کیون ہون باتین
ٹیڑھے ٹیڑھے خفا خفا ہو

بندہ باہر کبھی نہین ہے
جب چاہیے اجل کا سامنا ہو

اللہ کرے نامۂ عمل پر
تیرا افشا کیا ہوا ہو

اے یار کبھی تو کام آوے
اتنی مدت سے کے آشنا ہو

ابرو سے چشم سے نگہ سے
آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

کب سے امید و بیم مین ہین
جو کچھہ ہونا ہو یا خدا ہو

کچھہ رحم بھی ہے خدا خدا کر
نیند سے صبر تا کجا ہو

۱۴۵	پڑھتے ہو صبا بتون کا کلمہ کہنے کو بندۂ خدا ہو	۲۵

ہو عدو سے باغ ہو برباد ہو
کوئی ہو گلچین ہو یا صبا نہ ہو

ہمسا عاشق ہوا نہ ہو نہ پیدا ہو
کو یہ جانان سے مطلب ہے تو نہ
غیب نہ مذہب واقعی اک روگ ہے
دُرد نہ دُرد نہ محبت ہے ساقیا
بات گئے ہیں آپ تو غیرت کے ہاتھ
یہ تمیز اللہ دے صیاد کو
سر نہ قاتل سے اگر بالا پڑی
آئینہ دل کا جو نہ کھلا دوں تو نہیں
تھم نہ ہو مر جائیں تو بھی غم نہ ہو
گنبد گردون پر اپنا دل آہ سے
موت ہاں بستی ہے نفس کے جال پر
موسم گل ہو جنون کا جوش ہو
کان رکھ کر وہ مرے نالے سنے
ہین وہ بلبل ہون جسے دونون ایک ہے
نذر سر کرتا ہون مین اے شاہ حسن
رنگ لایا ہے لڑکپن آپ کا
کیا قیامت ہے برا ہو موت کا
بارہا لہا یون اٹھین محشر کو ہم
ظاہر و باطن مین اپنا دل فرق ہو
ان رقیبون کو خدا غارت کرے

تم پڑے سفلہ اک ہاتھ جلا دیا ہو
وہ یہ ویران ہو حرم برباد ہو
آدمی کو چاہیے آزاد ہو
ہاں کیونکر میکدہ آباد ہو
بندہ پرور اب غلام آزاد ہو
باغ ویران ہو قفس آباد ہو
خوب سیدھا باغ مین شمشاد ہو
جائے حیرت ہو عجب بیداد ہو
عیش ہو عشرت ہو خوش ہو شاد ہو
کچھ نہ کچھ آفت پڑے افتاد ہو
تا کجا ہستی رنج دنیا ہو
جا بجا حد آہ ہو فریاد ہو
زلف وہ شعلہ فریاد ہو
باغ ہو یا خانۂ صیاد ہو
حکم ہو جلاد ہو کوا ارشاد ہو
نو بہار گلشن ایجاد ہو
ہم نہون یہ عالم ایجاد ہو
ہاتھ ہو اور دامن جلاد ہو
بت بغل مین ہو خدا کی یاد ہو
آپ ہون یہ عاشق ناشاد ہو

آپکو اپنی خوشی سے کام ہے — کوئی ناخوش ہو کوئی ناشاد ہو
آہ آندھی ہے مٹانے کے لیئے — نقش ہستی چاہیئے برباد ہو
جا ہے گلشن مین جو تو اے نونہال — کیا تو آزاد مصرع شمشاد ہو

۱۴۶ | خوب ہے اوس گل کو لائے راہ پر
اے صبا تم بھی بڑے اوستاد ہو | ۹

کھینچتی ہے ہمکو کانٹون مین چمن کی آرزو — رفتہ رفتہ مار ڈالیگی وطن کی آرزو
صورت مینا مین تعظیم و تواضع مین ہون — ساقیا ہے انتظام انجمن کی آرزو
کہلگیا ہمکو یہ مضمون گرسنے یار کے — غیبت سے بر آتی ہے اہل سخن کی آرزو
وحشت نہ آئے اوڑی ہمکو بیابان کی طرف — ڈالکی دل ہم مین ہے اہل وطن کی آرزو
اے فلک ٹھہر نے مین تجہے غضب توڑ لیا — خاک مین کیسی ملا دی گلبدن کی آرزو
قبل گل اپنا ہی جامہ ہو لباس آخرت — الفلک تکلو بہت تجہ سے کفن کی آرزو
باغ مین تو قدم رکھا جو اے سرو سہی — کیا ہی بر آئی جو انا تھی چمن کی آرزو

۱۴۷ | باغ عالم کا نرالا رنگ دیکھا اے صبا
داغ پاتا ہے جو کرتا ہے چمن کی آرزو | ۱۰

نہ اسکی حقیقت ہم بہت شامر محبوب اور منظور ہو — دیکھا آگے جان ہو آنکھہ کے آگے نور ہو
بندگی کرنے پہ اے زاہد نہ یون مغرور ہو — [illegible]
سینہ میں جلوہ فرما وہ سراپا نور ہو — پھر یہی رات آئے پھر روشن [illegible]
وہ مہ جانان جو ہمکو کشتی منظور ہو — [illegible]
اوس سراپا نور کا ہی شوق ہے قلب حزین [illegible] — داغ سودا [illegible]
روشنی کی سیر اوس گل کو جو منظور ہو — شمع کا شعلہ [illegible]

دیکھ لین ہم دیکھنا جسکا ہمین منظور ہے
یون جھمکا کر تو ہر سو آئینۂ دلکو نہ لے
رند مفلس ہین بہت نادم ہین تجھسے ہم کلال
عاشقونکو شکر کرنا چاہیئے ہر حال مین
شاہد گل کو نہ اے صبا آغوش ہم مین
دل کے سوز ہم نے چراغ جانکو یون جھمکا دیا
ہم ند سے ساقی تو ایسے گئن گرہ ناک کر
یہ نہا ہار گئے کسطرح مرہم لگا ہے کسطرح
کچھ بھی تجھکو بے ادب پاس جناب عشق ہے
کوئی نہ وہ غم نہین کوئی ہمسر بدر نہین
ہائے یہی حالت تو پہلو مین نہ رکھو نگا کبھی
توڑ ڈالا جام لیکر منجہ فقیر مست کا
بندہ درگاہ کو تیری خوشی سے کام ہے
خوب ہی ہے آج تو اوس کی گھٹا چھائی ہوئی
کوئی سرکش ہو کوئی عاجز ہو یہ کیا بات ہے
کیا ہوا اب وہ تمہارا ہمیرزا یا یہ مزاج
چاہیئے پائے تیکھے بدلے آگ ہے سے اے فلک
اے تصور تیرے آگے وصل کیا اور ہجر کیا
کون پوچھیگا اسے زلف بتانکو چھوڑ کر
فصل باران ہو نہو صحن گلستان ہو نہو

کیا تماشا ہو جو یہ غفلت کا پردہ دور ہو
دیکھ اوس کافر نہ شیشہ ہر نہ حلقہ چور ہو
آنکھ اک بوتل کا توڑا دین اگر مقدور ہو
اے بتو اللہ کی جانب سے تم مامور ہو
خون بلبل کا ذرا صحن چمن سے دور ہو
خوب روشن جسطرح شمع شب دیجور ہو
چرخ مینا ہے زمین پر گر کے چکنا چور ہو
کیا کرے وہ جسکے دلمین عشق کا ناسور ہو
دور ہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو
اے بتو اللہ اکبر کسقدر مغرور ہو
کوئی ہوا اسمین جگر ہو یا دل رنجور ہو
ہمرہ مستی نہ آ اے محتسب مخمور ہو
ہمکو بھی منظور ہے جو کچھ تجھے منظور ہو
ساقیا ان مین کوئی ساغر بلور ہو
آپ ہی مختار ہو تم آپ ہی مجبور ہو
اوس طرح پیش آؤ جو معمول جو دستور ہو
ابر کا لکہ اگر آہ دل محرور ہو
ایک عالم چاہیئے نزدیک ہو یا دور ہو
تو اٹھا بالفرض فانی یہ خدا کا نور ہو
کچھ نہو اک مین جوان رنگ ساقی مخمور ہو

قیس سے تو چھپ نہیں سکتی کہ اے محمل نشیں
شوق ہو سکے گو بہت ہر جلوۂ دیدار کا
جسکا مطلب صاف ہو اوس بات کی کیا بات ہے

ایک پردہ کیا جو سو پردہ نہیں کچھ بھی مستور ہو
بیچ میں سر ہے کہیں جلکر نہ کوہ طور ہو
شعر وہ کہیے اودہر ٹہرے ادہر مشہور ہو

۱۴۸

صورت منصور سب جا ہو انا الحق لب الا ہو
اختیاری امر ہے کب اے صبا مجبور ہو

۲۱

بیتاب غم سے جان نہ ہو دل حزیں نہو
اظہار سوز عشق دم واپسیں نہو
مر جاؤ نگاہیں دیکھ تو چیں بر جبیں نہو
اوٹھے ترا مہ ناز کو دہوم پڑ گئی
ان معشوقو نگارو ذرہ قیامت حساب ہو
اگر پاس آبرو ہے تجھے کر فروتنی
مجبور ہوں میری لاش نہ لے تو کنار میں
اوٹھیں گے حشر کو بھی نہ ہم کوئے یار سے
اتنا ہی عیب ہے کہ وہ بت بد مزاج ہے
ملبوس تاک ٹھیک ہے تن پر فقیر کے
دریا دلی نہ کہا ہمیں گلگشت باغ میں
لانے پہ ہے کچھ آج ارادہ وہ مہ جبیں
تاثیر نالۂ دل سوزاں سے اے فلک
محشر کو جائیے ہے اوگلنا پڑے تجھے
اغیار سے نہ عشق جتانے پہ جا ہو

کچھ بھی نہو جو عشق بتاں جسمیں نہو
اس دم چراغ پا نفس آتشیں نہو
برق غضب کہیں نگہ خشمگیں نہو
فتنہ بپا ہوا ہے قیامت کہیں نہو
اے منعم فقیر کی نان جویں نہو
تہ ترہ حباب سے ہے جو ڈر تہ نشیں نہو
اس حرم پہ فشار تجھے اے زمیں نہو
یہ اعتکاف نہ ادا عزلت گزیں نہو
منہ صاف آئینہ ہے جو چیں بر جبیں نہو
پروا انہیں گے ہم نہو لیہ نشیں نہو
ساقی لگاں کشتی مے کا کہیں نہو
ڈر ہے طلوع مہر قیامت کہیں نہو
یہ خاکدان کہیں کرۂ آتشیں نہو
کہا کر تو مشت خاک کو خوش اے زمیں نہو
کوئی بگاکر سے خبر ہے نازنیں نہو

پیش خدا غریب سے ہوئے غریب کا
ہنگو چمن میں دیکھ کے کیوں رنگ گل اُوڑا
انجام ہیں کو خاک نہیں لطف زندگی
آیا ہے اوس صبح کو گلگشت کا خیال
گو گاہ ہوں یہ قصد ہے کوہ وقار سے

وہ چار گز کفن ہو وہ گز زمین نہو
کیا سیر ہے کچھ اور تماشا کہین نہو
مرنیکا دمیان تا نفس واپسین نہو
داغی برنگ لالہ گل یاسمین نہو
وہ بوجھ وڈا لیئے متحمل زمین نہو

۱۴۹	وہ حال دل کا ہے جو صبا ہم بیان کریں اللہ جانتا ہے بتون کو یقین نہو	۲۳

دنیا سے بدنہاد کا سودا ہے سر کے ساتھ
سمجھے نہ تم ملو جو محبت ہے زر کے ساتھ
رہتے ہیں تو ہین رقیب بہت اوس قمر کے ساتھ
گردش سے آسمان کی چکر ارہے ہیں ہم
ہنستے ہوئے کو دیکھکر آجاتی ہے ہنسی
جنت میں سیر کیجئے ہمت سے ہے بعید
عشق غبار خط میں ہے ابرو کا ہے نشان
صبح شب وصال ہے کیون نعرہ زن نہو
جاتے مٹا دین رنگ جوانان باغ کا
شیرین لبون کے عشق میں ایسی گردش نصیب
ہنسکا اداسی باندھ کی کیا ہیچ کر گئے
کھلتی نہیں حقیقت عشق مژہ ہمین
پیر مکین داغ عشق ہوئے ہم ایسا تو کیا

انجام ہو بخیر کہ شر ہے بشر کے ساتھ
ممکن نہیں صفائے دل اس کدورت کے ساتھ
معلوم ہو جو نالہ دل ہون اثر کے ساتھ
کشتی ہماری گھوم رہی ہے بھنور کے ساتھ
قاتل بھی ہنس پڑا میرے زخم جگر کے ساتھ
جلنے کا لطف اوٹھائے اہل سقر کے ساتھ
ہے لطف اس سفوف کا آب گہر کے ساتھ
پڑتی ہے موگری میرے دلبر کمر کے ساتھ
گلگشت کو چلیں جو چلیں تم نظر کے ساتھ
کوٹھوں میں عضو تن نہ پڑیں نشتر کے ساتھ
دل آگیا لپیٹ میں اونکی کمر کے ساتھ
کرتی ہے چھیڑ کیوں رگ جان نشتر کے ساتھ
یہ چاند ہو غروب طلوع سحر کے ساتھ

ساقی بغیر سوکھ کے کانٹا ہوئے مگر — رونے پہ ہم تلے ہوئے ہیں ابرِ تر کے ساتھ

مرنے پہ بھی یہی جو حرارت ہے عشق کی — کیا دیکھیے کرے دلِ سوزاں سقر کے ساتھ

جاہ و حشم کا کام نہیں راہِ عشق مین — ذرّے بھی ہون بلند نہ گردِ سفر کے ساتھ

دل کے سبب سے جسم کی مٹی ہوئی خراب — آئی بلا صدف پہ نکل کر گہر کے ساتھ

نخلِ حیات کے لیے سم ہے سمومِ عشق — کیا لاگ اس ہوا کو رہی اس شجر کے ساتھ

ہمدرد ہو تو نالۂ دل کی بہار ہے — بلبل کو چھوڑ دے کوئی مجھ نوحہ گر کے ساتھ

اہلِ جہان تو کیا نہ دبا آسمان سے — کس نوک جھوک سے ہے رہا اوس کمر کے ساتھ

دنیا سے چلیے لیکے گناہوں کی بھیڑ بھاڑ — دوزخ مین جائیے تو بڑے کرّ و فر کے ساتھ

زلفِ پری کیطرح جو پیچان ہون ہوا — وابستگی سے ہو گئی آہِ جگر کے ساتھ

۲۱	اللہ رے شوقِ منزلِ مقصود اے صبا تھک تھک گئی ہوا امیری گردِ سفر کے ساتھ	۱۵۰

کیا منہ ہے پرلطف جسے جو ہو ششدر آئینہ — ہے عاشقوں نہیں یار کے آگے کمتر آئینہ

چھٹتا نہیں ہے ساقئ خودبین کے ہاتھ سے — کشتئ مے کا ہو گیا ہے لنگر آئینہ

دیدِ صفائے رخ نے ہوا پر چڑھا دیا — اوس غیرتِ پری کو ہوا شہپر آئینہ

ثابت ہے خونِ عاشق خطِ عذارِ یار — رکھتا ہے جوہروں سے خطِ محضر آئینہ

گر ہمسری کرے گا کفِ پائے یار سے — توڑے گا اپنے ہاتھ سے اسکندر آئینہ

کیفیتِ شراب جو صورت پذیر ہے — مجھ رند بادہ نوش کا ہے ساغر آئینہ

صورت کا آشنا نہ ہو معنی کی قید کر — اے خود پسند دیکھ نہ بن ٹھن کر آئینہ

دیکھے جو روئے یار تو ایسا حجاب ہو — دکھلائے منہ نہ کسی کو تا محشر آئینہ

تاثیرِ عشق مصحفِ رخسار دیکھنا — کاغذ کی شکل ہو گیا ہے لاغر آئینہ

ہوگا جنون عشق جو مژگان یار کا
کہائیگا اپنے جوہر دل سے نشتر آئینہ

کہتا ہے وہ صنم دل عاشق کو توڑ کر
بازار میں بکتے ہین ایک سے اک بہتر آئینہ

قلعی کہلی ہے دیکھ کے رخسار یار کا
جامے سے اپنے ہوگیا ہے باہر آئینہ

گردش پڑے گی الفت ابروے یار مین
سنگ فسان بنیگا تہ خنجر آئینہ

سو دیکہین عشق رخ صنم گر یہ شکل ہے
منہ پر ہمارے مارتا ہے پتھر آئینہ

دین شعلہ رو کے ہاتہ نہ مٹی خراب ہو
جل کر ہے ورنہ اک کف خاکستر آئینہ

منہ رکہکے اونکے منہ پہ ہین سویا شب وصال
گل تکیہ کی جگہہ پہ رہا شب بہر آئینہ

دریائے عشق کے جو کبہی بحر مین بیٹھ کر
گرداب کیطرح سے کرے چکر آئینہ

دو ٹکڑے ہوگا پڑتے ہی تیغ نگاہ یار
گو جبہ نمد کا رکھے بکتر آئینہ

یار آنسوونکا باندہ کر دیکہون جو بحر مین
بن جائے صورت ورق مسطر آئینہ

مشتاق روئے یار کو مد نظر نہین
لیجائے اپنی گور مین سکندر آئینہ

۱۵۱	اللہ رے صفائی رخ یار ای صبا حیران ہین ہوا جو ہوا ششدر آئینہ	ہ

ہے آج اغنیا کو میسر ہزار کچھ
جز خاک کل نہین ہے میان مزار کچھ

نالہ نہ کل جو آج کا تم وعدہ وصال
ای جان زندگی کا نہین اعتبار کچھ

آئینہ دیکھکر نہ بہت کیجیے غرور
اس حسن عارضی کا نہین اعتبار کچھ

پھونکوں نکال کر اسے پہلو سے پھینکدین
[illegible] اعتبار کچھ

سمجھے سنبل چمن پہ بہی طرہ ہوا اونکی زلف
نازک ہین برگ گل سے بھی اونکے عذار کچھ

ہے تن مین روح مثل ہوائے سر حباب
بحر جہان مین زیست کا ہے اعتبار کچھ

دیکھی جو یار نے گہر دندان کی آب و تاب
بے آب ہوگئے گہر آبدار کچھ

١٥	مہمانیاں تو بوں کی میں کرتا ہوں لے صبا دیتا ہے جب مجھے مرا امیدوار گار نسیم	١٥٢

تصویر اپنی چاند سی ای نوجوان دیکھ
اپنے ستم کا لطف ذرا ای جوان دیکھ

ایسا نہو کہ سخت کہیں اور رنگ لا ہی
ممکن نہیں کہ یوں تو مقصد سمجھ لے

کیا ہے بام یار سے [illegible] تو ہمسری
ای یار حال القصہ مژگان ہر دیدے

جاتا ہے [illegible] پاس سے کیوں ای خیال یار
سمجھ [illegible] جائیں تجکو تو دیکھا لیاں [illegible]

کیا [illegible] قتل کر ای نازنین [illegible]
غافل ہے جان کہ نشانی ہے موت کی

ممکن نہیں کہ [illegible] عشق [illegible]
ایسا ہو کہ یار کو [illegible] ارین

لیلی سے اسکی [illegible]
کیا [illegible] رنج والم [illegible] الفلاک

آئینہ لیکے ہاتھ میں خالق کی شان دیکھ
کیا کیا تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے جان دیکھ

[illegible] یوں گلو [illegible] ای باغبان دیکھ
اس جنس کی تلاش میں اکر دکان دیکھ

اپنی ذرا بساط تو ای آسمان دیکھ
کیسی جگہ میں [illegible] ہی یہ بستان دیکھ

[illegible] خانۂ دل [illegible] مکان دیکھ
اپنی زبان دیکھ ہماری زبان دیکھ

[illegible] یان دیکھ
جس جا زمین پہ [illegible] گلستان دیکھ

ناحق بگڑ نہ جائے کہیں آسمان دیکھ
اچھا نہیں ہے عاشقوں کا امتحان دیکھ

مجنوں غریب ساتھ ہے ای ساربان دیکھ
[illegible] مگر وہی ہے مری آن بان دیکھ

١٦	کہتا ہے کہ بہار کی سیر کر رنگا تو ای صبا چل بس اس جہان سے اب یہ جہان دیکھ	١٥٣

[illegible]
[illegible] جامہ کسی پہ تنگ قبا ہو تو جانیئے

تحفیف [illegible]
[illegible] عشق [illegible] ہو تو جانیئے

جو یہ بتائیں شکر خدا ہو تو جانیے
وقت قضا نماز ادا ہو تو جانیے

چھوٹے کسی طرح قفس تن سے مرغ روح
یہ بلبل اسیر رہا ہو تو جانیے

آگاہ میری حالت سے کسی نہیں ہیں آپ
کچھ رنج دشمنوں کو ہوا ہو تو جانیے

سنتے ہیں مدتوں سے مسیح زمان تمہیں
کچھ اپنے درد دل کی دوا ہو تو جانیے

پارس ہوں وحشیوں کے لیے سنگ کودکان
لوہا جو بیڑیوں کا طلا ہو تو جانیے

بیمار خال یار کو صحت نصیب ہو
یہ بس کی گانٹھ حب شفا ہو تو جانیے

لپٹے وہ بت خود آکے میری جسم زار سے
تنکے میں جذب کاہ رُبا ہو تو جانیے

اوس بت کا کوچہ کعبہ ہو یا سومنات ہو
جب اپنی مستجاب دعا ہو تو جانیے

کچھ جا ہے دم زدن نہیں اسرار عشق میں
یہ ماجرا کسی سے سنا ہو تو جانیے

یارب برا ہو دشمن تزئین حسن کا
رسوائے خلق دزد حنا ہو تو جانیے

کیونکر کہیں حقیقت آغاز خط یار
مقسوم کا لکھا جو پڑھا ہو تو جانیے

بیجا ہے ناز دولت حسن شباب پر
صاحب اگر کسی کا بھلا ہو تو جانیے

اونکی نظر چڑھی میری اشکوں کے تار سے
مرغ نگاہ رشتہ بپا ہو تو جانیے

وہ خوبرو کہیں میری کہنے کو مان لے
مقبول شاہ عجز گدا ہو تو جانیے

۱۵۴

اوس سنگدل کے کہیں مر ہی جا ملوں اے صبا
کندہ نگیں پہ حرف وفا ہو تو جانیے

۱۴

خیال خام ہے امید رکھنا فیض دشمن سے
نہیں دیکھی کسی کی پیاس بجھتے آب آہن سے

شب فرقت میں جب سے رہا اندھیر دیکھا گھر کا
چراغ آنکھوں کے روشن ہو گئے اشکوں کے روغن سے

تمہیں دیوانہ پن سے ہاں حلقۂ زنجیر وحشت میں
وہ لاغر ہوں کہ ہنسلی کم نہیں ہے طوق آہن سے

نظر آتی ہے ابرو کی مجھ کو ادا گیسو نکھر
نہیں کچھ واسطہ تار نظر کو چشم سوزن سے

خلش کچھ خاکسار و نسے نہیں خار تعلق کو
ہمہ تن چشم شوق دیدہ نخچیر سا ہون
نہ کہا یار رحم تیغ کینہ سے ہم ضعیفون پر
ستم عشاق پر اچھا نہیں اسدرجہ اے ظالم
لگا کرناک ساغر کو جو سونگھا او سنے بو
حقیقت میں کیا گمراہ ایدل عقل نے مجکو
فراق یار میں ذوق دم سر جوٹا ہے ساقی
لگا کر تیغ ای قاتل مجھے ٹھنڈا کیا تو نے
ہوئی ہمنفا آپ ہی مرکر یاد میں میل کرتی ہے

کوئی کانٹا کبھی او جھا نہیں صحرا کو دامن سے
لگی رہتی ہے آنکھیں تیری دروازے کی روزن سے
نصیب ہو رگ دانہ ہوا انجم کے خرمن سے
خدا رکھے گرا ہ سے فریاد سے نالے سے شیون سے
چراغ بادہ کو روشن کیا کیا شمع روشن سے
ہوا عمارت کیا تو لوٹ کر منزل کا رہزن سے
نہیں ہے ساغر بلور کم سنگ فلاخن سے
بجھائی آتش شوق شہادت آب آہن سے
لپٹتے ہیں ہر نگ گرد رہ قاتل کے دامن سے

١٥٨	نئی سوجھی ہے شوق دیدہ گل نے یہ ای صبا مجکو بدلتا ہو نمیں آنکھیں روزن دیوار گلشن سے	١٢

بہار آئی وحشت ہے امڈی ہے خار و جھبیں بیابان کے
قیامت کے صبا بوسے لئے ابروی جانان کے
ترا لوٹا سا ق گلگشت میں یاد آ گیا مجکو
قلم کیطرح سر تن سے قلم ہوتا تھا قسمت میں
ہوا گر قتل شانہ و سر سپید ہاتھ کا
جنون اک شغل تھا اسیر ہاتھو نسے [illegible]
ہوا آغاز خط لازم ہے دیدار لوجوان [illegible]
ہر الٹی حرف سے الم کیطرح میں ہی [illegible]
بدی تو اقتضا کہینچا الم ہر اک کو مصحف رخ کے

چڑھاؤن تربت مجنون پہ تار اپنے گریبان کے
ٹھہر جانا نہ ہو منہ پر چڑھ ہے شمشیر بران کے
گلے لگ لگ کے رویا خوب میں سرو گلستان کے
شہادت لکھی تھی ہاتھ سے اک طفل دبستان کے
نکل جائینگے بل سارے تمہاری زلف پیچان کے
بہت بکتا ہے [illegible] اکر جنبان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قرآن کے

نکلیون نالۂ دل ہو دو رو رہا ہے آسمان | فرقۂ ع ماہ ہو گیا ہے وہ مہر درخشان
خدا ہو سبے نیاز نہ رہت ہی بندہ ہو اہل شیخ | مجھے آتا ہے رونا حال پہ گبر و مسلمان

۱۴۶

ہزاروں تیر ہیں پنہان بھی خانہ کعبہ کے
وہ یار و زندہ ہیں وہ یاد ہیں بتخانہ

۱۰

مرے حال پہ رحم کرتا نہیں ہے | قدا سے کبھی اور بتلو ڈرتا نہیں ہے
کھولن کیون نہ ہین عرش کا دمکو تار | وہ ہم بام پہ سے اوترتا نہیں ہے
لیئے ہاتھ ہین شر سے مصحف رخ کے بوسے | مسلمان مجھے بندہ کرتا نہیں ہے
کریں ان ہجر ساقی ہین کیا بادہ نوشی | کر بانی گلے سے اوترتا نہیں ہے
پتا کرکے قاتل کا جیتا ہون قاصد | کوئی اوس طرف سے گذرتا نہیں ہے
رہے ظرف کیا کوئی کم مایہ ہو کر | حبابِ آب و غنچہ او بھرتا نہیں ہے
قضا کی نشانی ہے الفت بتونکی | وہ جیتا ہے جوان پہ مرتا نہیں ہے
جنون زندہ کو کام جو لون سے گذر رہے | کوئی جیب گل کو کترتا نہیں ہے
نہ دیکھا کسی نے طامع کو بت گر | کبھی پیٹ ظالم کا بھرتا نہیں ہے

۱۴۷

وہ بیٹھے رہتا ہے ہاتھ پہ ہاتھ دہرکر
کوئی کام تجھ سے سنورتا نہیں ہے

۱۸

عاشق قد ہون ہین مرک پہ قیامت ہوگی | ساقی یا عرش کی شمع سر تربت ہوگی
یاد آئینے کی جو نبا سے کو اجازت ہوگی | حشر ہو جائیگا ایجان قیامت ہوگی
اے صنم وصل ترا مجکو میسر ہو نگا | گر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز ہی جا ہیے تھا | کیا نجھے تجھے محبت مین مصیبت ہوگی
مجھسے باتین نہ نقلی کی کیا کر واعظ | قامت یار سی بڑھ کر نہ قیامت ہوگی

غرض انسان نکرے جسم کی طیاری ہر
اور کبھی اور کبھی نہ شب وصل میں باتیں بھی
ہے شب وصل میں گھڑیال کا بجنا سر چوٹ
قیامت یار کے [illegible] عشق جو اوٹھیں گے لیس رگ
لاش کو دفن تو کر دو نہ جو کیا ہم پر قتل
آپ ہی آپ اپنے فراق پر رہے ستم کو [illegible]
ابھی گور میں بیتاب دیکھ کے تو ہم سون
جانجان ظلم ہے خدا استغنی عاشق کی
سخت جانی کے سبب شرم سے [illegible]
جیسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی
نہ ملا خاک میں اپکے خون دل سوز انکو
خون عاشق کی گواہی کے لیے محشر میں

اک دن خاک پہ مٹی کی عمارت ہو گی
دام غم جانکو ہیچ مے عشرت ہو گی
صبح ہو جائیگی تو کیا میری نوبت ہو گی
حشر میں حشر قیامت میں قیامت ہو گی
دیکھ لیگا کوئی مفسد تو قباحت ہو گی
ہم اگر ہجو کریں ہمسے تو شکایت ہو گی
[illegible] میں خاک نہ راحت ہو گی
کعبہ دل کا جو توڑو گے تو بدعت ہو گی
[illegible] قاتل کو اذیت ہو گی
[illegible] طفل دبستان تیری بابت ہو گی
[illegible] خورشید قیامت ہو گی
تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہو گی

۱۵۸	چاہیئے عشق حقیقی نہ بتونکو دل دیجے ای صیاد [illegible] امانت میں خیانت ہو گی	۱۶

اوڑتا ہے جیسے او ستم ایجاد کس لیے
دعوی جو عشق کا ہے تو فریاد کس لیے
ہر دم ہے تیز خنجر بیداد کس لیے
کہ صورت مجاز و حقیقت معاینہ
ہنسکے گلونکی طرح گلستان دہر میں
قربان کیجیئے اسے صدقے اوتاریئے

بنتا ہے آدمی سے پریزاد کس لیے
یہ آہ آہ ای دل ناشاد کس لیے
یہ ظلم و جور ای ستم ایجاد کس لیے
پیدا ہوا ہے عالم ایجاد کس لیے
عمر دو روزہ کیجیے برباد کس لیے
ایجان ہے مرا دل ناشاد کس لیے

کیا ای صنم ترے دل عاشق مین جا نہی — پہلو کیا رقیب کا آباد کس لیے

فرمائیشین حضور نہ اغیار پر کرین — موجود ہے یہہ تابع ارشاد کس لیے

رفنیکی جا ہے بس مین کسیکی نہو کوئی — ہنستا ہے میرے حال پہ صیاد کس لیے

اوس سرو قد کا عشق نہوتا جو پیشوا — ہاتھے پہ کھینچتے الف آزاد کس لیے

کوچہ میں اوس صنم کے نہوتی اگر مثال — بنتا بہشت گلشن شداد کس لیے

اوس سرو کی ہے زلف سے شانیکو منزلت — طرہ نہ سمجھے آپکو شمشاد کس لیے

یہ رنگ بوغ سے ہے صورت تصویر عارضی — ای بت غرور حسن خداداد کس لیے

نشتر بتان ہے ای دل نالان خموش ہو — پوچھیگا کون کرتا ہے فریاد کس لیے

یارب چمن مین کونسا بلبل ہوا اسیر — سجدے ہزارون کرتے ہین صیاد کس لیے

١٥٩	طوبے سے بھی زیادہ قیامت ہے ای صبا مصرع قد یار پہ ایزاد کس لیے	١٤

بغیر ساغر مے انتظار مین گذرے — عجب طرح کی قیامت خمار مین گذری

کبھی خزان مین کبھی نو بہار مین گذری — کب ایک سی چمن روزگار مین گذری

جنون کا داغ لگا گھر چھٹا اسیر ہوے — ہزار رنگ کی آفت بہار مین گذری

بتون کے عشق مین مجھکو ہلاک کر ڈالا — یہ کیا مشیت پروردگار مین گذری

بہار خندۂ گل کی کبھی نہ بہوے گی — بڑی خوشی چمن روزگار مین گذری

کدورتون کے سبب دل رہا تہ و بالا — بسان شیشۂ ساعت غبار مین گذری

ہمارا طائر دل صید ہو گیا دم مین — ذرا بھی دیر نہ تمکو شکار مین گذری

عجیب شکل تھی اپنے سیاہ خانے کی — حقیقۃ تا شب فرقت مزار مین گذری

فرد محبت مجنون پہ گو چھٹائین گے — جو اپکی خیر سے فصل بہار مین گذری

فلک نے شام ہی سے ہور کر دیا میرا
نہ دو گھڑی بھی شب انتظار مین گذری

ہزار حیف چمن مین جمانہ رنگ اپنا
برنگ برگِ خزانی بہار مین گذری

بہارِ عمر دو روزہ یہ جای عبرت ہے
گلو نہ کیا چمن روزگار مین گذری

چلے عدم کو نہایت تنگ ہو کر ہم
نہ گنبدِ فلک کج مدار مین گذری

۱۶۰ صبا کوئی نہ پس مرگ پوچھنے آیا
کہو فرشتو لیسے کیسی مزار مین گذری ۱۴

دید حسرت کلال کی ہوتی
دختر رز حلال کیا ہوتی

کچھ جو فکرِ مآل کی ہوتی
خوب صورت وصال کی ہوتی

آئینے مین نہ تمنے منہ دیکھا
قدر سحو جمال کی ہوتی

ابر آیا ہے دل تڑپتا ہے
کہین بھٹی کلال کی ہوتی

کبھی آتی نہ روح قالب مین
گر خبر کچھ مآل کی ہوتی

تم نہ آتے تو شب کو چادر مہ
پوٹ گرد ملال کی ہوتی

کہتی ہے فوج آرزو دل سے
لوٹ قاروں کے مال کی ہوتی

موسم گل مین ابکی واعظ نے
ربطِ مے تاک حلال کی ہوتی

حیف مین اونکا آئنہ نہوا
خوب ہی دیکھ بھال کی ہوتی

موت آتی جو عشق گیسو مین
مغفرت بال بال کی ہوتی

اونکی رفتار ناز اوڑا لیتا
کبک نے کچھ تو چال کی ہوتی

توڑتے گر نہ آئینہ ونکا
دو رو صورت ملال کی ہوتی

۱۶۱ اے صبا پیش ابروی جانان
خاک رویت ہلال کی ہوتی ۱۵

تیری نظر سے جو دورِ ابو تراب گرے — فلک زمین پہ ذرّے پہ آفتاب گرے
تمہاری وہ در زمین گر خاک پہ شراب گرے — پڑے تو زمین پہ افتادہ آفتاب گرے
جلو میں ساتھ جو مجھسا نیاز مند نہو — سمند ناز سے تو آپ تیرہ رکاب گرے
فرزمین وہ ہر کے کیفیت الست مٹے — کباب خام پہ مستِ شراب ناب گرے
زمین نے بھی نہ مٹی عزیز کی اپنی — تری نظر سے جو ہم الفلک خراب گرے
بغیر یار رہوئی بزم مے تہ و بالا — شراب خم سے بھی شیشے سے کباب گرے
حیا ہی یار اوڑادی ہماری آہوں نے — ہوا کچھ ایسی چلی پہ نہ وہ حجاب گرے
وہ شوق قتل سمائے لہو کی جا دمِ قتل — دہان زخم سے تلوار کا لعاب گرے
وہ آفتاب چڑھے رات کو جو کوٹھے پہ — فلک پہ دیدۂ انجم سے ماہتاب گرے
تر قیمہ بہے رونا فراق ساقی میں — کہیں نہ سقفِ کہن کی طرح سحاب گرے
ہوائے عشق کے جھوکو نسی باغ عالم میں — ہزار ہا شجرِ گلشن شباب گرے
نہ کچھ ہوا اثر ای بیقراری شب ہجر — پلنگ سے نہ کہیں وہ میاں خواب گرے
مثال دیر بھری ہیں بتونکی تصویریں — الٰہی قصرِ دل خانمان خراب گرے
تری نگہ سے مرے اک طائرِ دل — ہزاروں بار گرے سینکڑوں عقاب گرے
دکھائیو خطِ تقدیر حشر کو اے دل — نہ نامہ سے یہ رقم تا دمِ حساب گرے
ہو بھرے وہ زمین چشم خوشنما ہے ترک — ہو لوٹ کر تری شبدیز کی رکاب گرے
ہوا آب بحر فنا جسم زار وہ رشتہ جان — طناب ٹوٹ کے خیمہ حباب گرے

۱۶۲	مری پیش عمر جو فکر آیا ترے رہا ہیں مثال برق صبا خیمہ حباب گرے	۱۵

جو تم ہو ایسے ہی تو گسو سا ساون کی — گھٹا سیہ زلف باندھی ہی ہو اساون کی

غنچہ سنبل گلشن ہے گھٹا ساون کی
شعلہ نا صورت اثر در ہے ہوا ساون کی
ہے نسیم چمن خستہ ہوا ساون کی
گر نہ یوں ہو پریشان ہوں گرم بادہ پرست
لا [illegible] کے لیجا کے چمن میں مجھکو
اپنی نظروں میں سب اندھیر ہے جام شراب
دو تو آنکھیں مری روتی ہیں یار ساون
خون مجھ عاشق گریاں کا کیا شوخی سے
سوزش دلمیں [illegible] یاد ہو میں ہر گز
دیدہ تر کے ہیں مضمون کہیں اعلا اثر
موسم عیش کو دنیا میں نہیں [illegible]
بہا گئی ہے یہ مری بارش چشم تر سے
[illegible] منظور ہے ہم لوگو شعر قافیہ [illegible]

عشق [illegible] ہمراہ گھٹا [illegible] ساونکی
لوہ غم ہے [illegible] گھٹا ساونکی
[illegible] ہے گھٹا ساون کی
مانگی ہے [illegible] ساقی نے دعا ساونکی
رت کہیں آئے تو [illegible] ساونکی
دیکھوں کن آنکھوں سے ساقی میں فضا ساونکی
[illegible] گھٹا ایک گھٹا ساون کی
یہ لگائی ہے قاتل نے حنا ساون کی
[illegible] جلتی ہے ہوا ساونکی
ابر [illegible] ساون کی
[illegible] ہے بقا ساونکی
[illegible] گھٹا ساونکی
[illegible] ساونکی

١٦٣	[illegible] ساونکی	١٤

[illegible]
[illegible]
عشق کہتے ہیں [illegible]
[illegible] پہلو سے [illegible]
[illegible] بیتاب دل یار [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

منزلِ مقصد پہ ہم پہنچیں گے راہِ شوق سے
خضر رہ جائیں گے پیچھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے

نزع میں ہم ہیں وہ کیوں ایسے میں آجاتے نہیں
فائدہ پھر کیا ہے جو پچھتاتے ہوئے

عقدۂ خاطر ہے بس اور ناخنِ تدبیر سے
عمر گذری ہے اسی گتھی کو سلجھاتے ہوئے

یوں نکل اس تنگ بر سے ای دلِ خانہ خراب
صورتِ ناقوس بت رہ جائیں چلاتے ہوئے

بہائی جاتی ہے چمن میں سرو پر شمشاد پر
بوڑھے سے قد پر یہ چلنا آفتیں ڈھاتے ہوئے

میکشو ابکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیئے
واعظ آئیں بھٹیوں پر بولیاں گاتے ہوئے

وصل کا وعدہ بھی ہو سکتا نہیں اے نازنین
منہ تکا جاتا ہے کیا اقرار فرماتے ہوئے

ہے نسیمِ صبح کا عالم خرامِ نازنین
سبزۂ خوابیدہ کو چلتی ہو جو چونکاتے ہوئے

خوبرو کہتی ہیں اوس خورشید رو کے سامنے
دیکھیے ہیں کیا کیا سنہری رنگ تمتاتے ہوئے

ہاے اب کیا کہہ کے سمجھائیں دلِ بیتاب کو
اونسے ہم کہتے رہے کہہ جاؤ کچھ جاتے ہوئے

غنچہ لب تیری انہیں باتوں نکالیں داغ سے
کیا شگفتہ ہو گیا دیکھا جو گل کھاتے ہوئے

اہی فرق ہے نالوں صدائے صور کا دیدۂ کاندرو
مُردے ہی خوابِ مرگ سے اٹھیں گے تھراتے ہوئے

یار کیسی آوس برجِ سنبلہ پر پڑ گئی
چڑھ گئے کوٹھے پہ تم جو بال سکھلاتے ہوئے

۱۶۴	مژدۂ فصلِ بہاری ای صبا سنا نصیب گرد ڈوبے لیکر آئیں گل و ناچتے گاتے ہوئے	۱۳

اذیت یہ الفت میں حاصل ہوئی
رگِ جاں مجھے تیغِ قاتل ہوئی

ملاقات پریوں سے حاصل ہوئی
کشش دل کی تسخیر عامل ہوئی

بہتر طریقے کیے اختیار
کسی راہ سے طے نہ منزل ہوئی

ہوم رقص اوس نے جو کی زلف وا
تو زہرہ اسیرِ سلاسل ہوئی

دیا خاکساری نے ہمکو عروج
ترقی تنزل میں حاصل ہوئی

ہوئی اسقدر رغبت کو منظور دید
عدم کو گئے منزل یار سے
مین نالان ہون شہنائی کیطرح سے
کہان مین نحیف اور کہان کوہ یار
مجازی سے عشق حقیقی ملا
ہمین کو ملا ہے رسم داغ عشق
بہت چرخ گردان نے کی جستجو

رخ یار کا مرد تک قتل ہوئی ہے
ہمین میل رہ شمع محفل ہوئی ہے
یہ نوبت محبت مین ایدل ہوئی ہے
مگر روح جنت مین داخل ہوئی ہے
ہمین بات مین بات حاصل ہوئی ہے
یہ دولت کسیکو نہ حاصل ہوئی ہے
زمین بھی کف دست سائل ہوئی ہے

١٦٥	رخ یار پر جب جھکی زلف یار بلا اے صبا ہمپہ نازل ہوئی	١٦

گل کو وہ چھیڑتے ہین باغ مین آتی جاتے
رخ رنگین ہے ہر اک گلکو دکھاتی جاتی
ایک تلوار لگا دین مرا قصہ ہو تمام
اپنی مقسوم کا دنیا مین وہی ہے اوتر اتنا
ناز و انداز سکھاتی ہے اذین شوخی سر
سرکشی پر جو وہ گلگشت مین آجاتی ہین
دیکھ کر پائون مری جان زمین پر رکھو
آشیانونکا عنادل کے خدا حافظ ہے
حقہ کس ناز سے پیتے وہ پڑے پھرتے ہین
میکشی مین جو میری پاس سے جانا تھا اونہین
اونکی پازیب کی آواز سے محشر ہے بپا

باتین بلبل کو ہزارون ہین سناتی جاتے
رنگ اپنا وہ چمن مین ہین جماتی جاتے
اپنی ہاتھون وہ مکھیڑا ہین بڑہاتی جاتے
کھا لیا جو دہن گور مین ہجاتی جاتے
رنگ کیا کیا ہین طبیعت ہین بہاتی جاتے
نوجوانان چمن کو ہین دباتی جاتے
آنکھین قدمونکی تلے ہم ہین بچھاتی جاتے
ہو ٹھیری باغ مین صیاد ہین چھپاتی جاتے
نے کی نہتیا کیطرح سے ہین بجاتی جاتے
جام کو توڑتے شیشے کو لنڈھاتی جاتے
خواب راحت سے ہین مردونکو جگاتی جاتے

دور نہین اونکو حسینونکی بھی مٹی ہو خراب — صورتین خاک مین کیا کیا ہین ملائی جاتی
وائے بیرحم لحد پر وہ لکھو دیا کرتے ہین — آگ مین آگ وہ ہین اور لگائی جاتی
یون نہ دیوانونکو مانند جلو کا ندھو نہ — سر کشو کیون ہو ضعیفونکو دبائی جاتی
بعد مدت تہو مزار شہدا پہ آئے — فاتحہ کے لئے ہاتہ اوٹھائی جاتی

۱۶۶	ای صبا ہوتے ہین دنیا مین تماشے کیا کیا اپنی قدرت کی ہین وہ کھیل دکھائی جاتی	۱۲

کسدن شب غم جانکو آفت نہین ہوتی — کب شام سحر یان صبح قیامت نہین ہوتی
اللہ ہمین عشق کے پھندے سے نکالے — دم توڑتے ہین قطع محبت نہین ہوتی
مضمون تری زلف کا باندھا نہین جاتا — جب تک کہ پریشان طبیعت نہین ہوتی
لائی نہ اوسے کھینچ کے اکدن کشش دل — کچھ عشق مجازی کی حقیقت نہین ہوتی
لو دیکھیے یہ انسان کبھی شاکر نہین رہتا — شکوہ نہین ہوتا کہ شکایت نہین ہوتی
کہتے ہین حسینان جہان دیکھ کے تجھکو — یہ آن یہ شوخی یہ شرارت نہین ہوتی
تم آگئے ورنہ ابھی ہم مر گئے ہوتے — کچھ زیست کی ایجان حقیقت نہین ہوتی
اولٹی ہی تجھے سوجھتی ہے الفلک دون — سیدھی کبھی مجھسے مری قسمت نہین ہوتی
حیرت کی ہے جا ای بت خود بین ترا نقشا — مد نظر آئینے کی صورت نہین ہوتی
صبر و خرد و ہوش گئے یار سدھارا — ایسی بھی پریشان کوئی صحبت نہین ہوتی
اک رشتۂ جان سیکڑون پھندون مین پھنسا ہے — دنیا کی بکھیڑون سے فراغت نہین ہوتی

۱۶۷	لکھا ہے صبا حال جو بیتابئ دل مین مفہوم مری خط کی عبارت نہین ہوتی	۲۸

کیا عجب دل سے ہی جو وصف رخ جانان ہو جائے — کھیت سرسبز ہو نکا نہ زرد گلستان ہو جائے

پردہ اوٹھ جائے مو جو اگر انسان ہو جائے — سب حقیقت ابھی کھلجائے جو عرفان ہو جائے
سحر وصل نظر سے جو وہ پنہان ہو جائے — نور آنکھونکا چراغ شب ہجران ہو جائے
سیر گلگشت جو وہ طفل دبستان ہو جائے — بوستان دفتر اوراق پریشان ہو جائے
ہجر میں شور پھنکے حشر کا سامان ہو جائے — گل جو ہونا ہے وہ آج اے دل نالان ہو جائے
راتکو وا جو نقاب رخ جانان ہو جائے — رخ پہ نور کا ہالہ مہ تابان ہو جائے
اشک بلبل سبب غرق گلستان ہو جائے — سیر ہو قطرہ شبنم سے جو طوفان ہو جائے
بادشاہونکی لب گور سے آتی ہے صدا — مور کو بھی نہ ستاؤ جو سلیمان ہو جائے
اے جنون آنکھ میں خاک کا پیوند کرون — چاک تھوڑا سا اگر دشت کا دامان ہو جائے
وصل منظور نہ کرو خط غلامی لکھدون — عہد ہو جائے مرا آپکے پیمان ہو جائے
ہٹ پئے مصحف رخ تار نگہ کا جیلا — ہندوئے زلف کہین اونکا مسلمان ہو جائے
کہائے وہ ساقی مہوش جو کباب ماہی — حوت گردون طپش مہر سے بریان ہو جائے
رقص میں ہاتھ نہ اسطرح نکال اے قاتل — بزم عشرت نہ کہین گنج شہیدان ہو جائے
تو نمین آغوش مین اوس ماہ کو ہا اکیطرح — ایسی اک رات بھی اے گردش ہجران ہو جائے
آکے اسطرح سے پھر جائے سکندر تشنہ — اے خضر خشک ترا چشمہ حیوان ہو جائے
دانت پیسے جو وہ سمجھے تو مری موت آئے — قطع گھٹکی سے ابھی تار رگ جان ہو جائے
کرے وہ جور جو تیرونکا نشانہ مجھکو — گل فردوس ہر اک غنچہ پیکان ہو جائے
تیری دانتونسے جو دل لوٹ ہوا ہے چشمہ حسن ما — رگ جان ہو جہ آب در غلطان ہو جائے
مرض ہجر مین جینے سے تنگ آیا ہون — موت آجائے تو مشکل مری آسان ہو جائے
مشتعل آتش سودا جو ہو دل الفت کی — رشتہ شمع ہر اک تار گریبان ہو جائے
الفت ابرو دو قاتل مین لہو روتا ہون — دامن تیغ نہ کیون دامن مژگان ہو جائے

حال مجھ مست کا گر [illegible] میں
کاغذ نسخۂ مے نامۂ عصیاں ہو جائے

ایک شب گر رخ جانانہ سے ہو کسب ضیا
چاندنی چاند میں سو پہ بھی دو چند لمعان ہو جائے

پاؤں پڑتا ہوں ذرا کھینچ لے خنجر قاتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

دولت حسن کی خوبی سے اگر ہو آگاہ
خود شۂ مصر غلام مہ کنعان ہو جائے

قید الفت کے بکھیڑے میں جو پڑ جائیں حسین
گلعذاروں کو چمن خانۂ زندان ہو جائے

ق

اہل دوزخ کیطرح خلد میں جو ہیں گھبرائیں
شیشۂ نسخہ کا پریزادوں کو ریستان ہو جائے

۱۶۸

اے صبا ہوں وہ سبکبار جو اعمال تلیں
بسبب گل سے سبک پلۂ میزان ہو جائے

۱۳

دولت سے ہیں تمام ستمگر بھرے ہوئے
ہر گل ہے اپنی جیب میں یاں زر بھرے ہوئے

لیجائے مجھ غریب کا خط کون یار تک
ہیں آج کل ہوا میں کبوتر بھرے ہوئے

آئی بہار ہوتے ہیں دیوانے سنگسار
لڑکوں نے جھولیوں میں ہیں پتھر بھرے ہوئے

آئینہ ہو صفائی میں غصے میں تیغ ہو
کیا کیا تمہارے دل میں ہیں جوہر بھرے ہوئے

ظالم ہیں گرد کلفت ایام سے خراب
اکثر پڑے ہیں زنگ میں خنجر بھرے ہوئے

جاتی ہیں آئنے کیطرح رو برو سے یار نہ
آنکھوں میں اشک عاشق مضطر بھرے ہوئے

کالو لٹنیے لوٹتا ہوں میں دیوانہ دشت میں
پانی کی جا لہو سے ہیں ساغر بھرے ہوئے

گولی کی موت ہو تیرے ہاتھوں مجھے نصیب
خالی طمنچے کر لو ستمگر بھرے ہوئے

ایسے سمائے تم میری نظروں میں اے بتو
ڈھیلوں کی جا ہیں آنکھوں میں پتھر بھرے ہوئے

سینے میں اپنی یوں دل سوزاں ہے نحیف
گلخن میں جسطرح سے ہوں اخگر بھرے ہوئے

رہتا ہے مجکو فرقت ساقی میں عیش مدام
ہیں جام مے گلاب سے ساغر بھرے ہوئے

حسرت قامتوں کا ہے دل یہ داغ میں خیال
اس باغ میں ہیں سرو صنوبر بھرے ہوئے

کنارِ جو جو ہمیں خواہشِ شراب ہوئی
تو سرو سینہ ہوا فاختہ کباب ہوئی

عیاں جو یار کے دانتوں کی آب و تاب ہوئی
غریقِ سیلِ فنا موتیوں کی آب ہوئی

فراقِ یار میں چشم اسقدر پرآب ہوئی
طنابِ عمر ہماری رگِ سحاب ہوئی

نہیں ثبات کسی شے کو دارِ فانی میں
ادھر بنی تھی عمارت ادھر خراب ہوئی

وہ رند ہوں میں کنارہ جو آبجو سے کیا
زبانِ ماہیِ دریا کی اضطراب ہوئی

عذابِ حشر کہاں پرسشِ گناہ کہاں
ذرا جو مہر تری الفلک غیاب ہوئی

بیاضِ صبح ہوا اپنا نامۂ اعمال
شعاعِ مہرِ درخشاں مدِ حساب ہوئی

لحد میں تر لوٹونگا میں بادہ کش قیامت تک
جو لوحِ قبر نہ خشتِ خمِ شراب ہوئی

بغیر یار کے گلگشت میں یہ روئے ہم
نسیمِ باغ ہوائے سرِ حباب ہوئی

ہزار شکر یہاں تک تمہیں خدا لایا
مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئی

پئے گزک جو ہوا گرم یار ساقی پہ
کباب آتشِ مے سے بطِ شراب ہوئی

ہلال ابروئے قاتل نے معرکہ مارا
نیامِ شب میں نہاں تیغِ آفتاب ہوئی

ادھر سے آفتاب نے جسدن کیا قدم رنجہ
زمین کلبۂ احزاں فلک جناب ہوئی

خوشی سے ساتھ جو سویا میں اپنے یوسف کے
صدائے قہقہہ مجکو نفیرِ خواب ہوئی

اوٹھا نہ پردۂ غفلت ہماری آنکھ سے
کبھی نہ دیدِ رخِ یار بے نقاب ہوئی

اندھیری قبر کی دکھلائی جیتے جی مجھکو
شبِ فراق مری جان کو عذاب ہوئی

دکھائی منزلِ عرفاں طریقِ رنداں نے
قلم شراب کی میل رہِ ثواب ہوئی

سوالِ وصل نہ جب یار برق وش نے سنا
ہماری چشم صبا ابر کا جواب ہوئی

کیا زہد خشک مستی صہبا کے سامنے
موج سراب گرد ہے دریا کے سامنے

کہتا ہون سجدے اوس بت یکتا کے سامنے
نقش جبین ہے نقش کف پا کے سامنے

طوبی ہے پست یون تری بالا کے سامنے
ادنی ہو جسطرح کوئی اعلا کے سامنے

چلتا ہے اونکی بزم مین جام زمردین
طاؤس رقص کرتا ہے مینا کے سامنے

سچ ہے کہ اس جنون کا کرے کیا کوئی علاج
نسخے مین پھاڑتا ہون اطبا کے سامنے

بلقیس وہ پری ہے سلیمان کے روبرو
یوسف ہے وہ عزیز زلیخا کے سامنے

دل دیکر اوس پریکو پڑے کس عذاب مین
دوزخ ہے سرد آتش سودا کے سامنے

جادو ہے شعبدہ تری آنکھونکے روبرو
رسی ہے سانپ زلف چلیپا کے سامنے

ارشاد ہو ترا تو وہ مجنون ہون اے پری
لون دھجیان مین قیس کی لیلا کے سامنے

دی جان یار کے قد بالا کو دیکھ کر
پائین ہے قصر خلد مین طوبی کے سامنے

دیکھین کچھ اپنا ظرف تو منہ یار کی لگین
آنکھونکے جام کیا لب دریا کے سامنے

کہلائے چشم یار کی شوخی تو اے جنون
آنکھین چھپاؤن آہوے صحرا کے سامنے

مشتاق اونکی دید کے حیران کیون نہون
ٹوٹی ہے آئینہ رخ زیبا کے سامنے

چشم اوس صنم کی دیکھ کے رہ رہ گئے ہیں جس
گوہر ونکی چھاؤنی ہے کلیسا کے سامنے

لو لگ رہی ہے شمع رخ یار کی ہمین
روشن جو یہ شمع طور ہے موسی کے سامنے

پہلا النشانی ہے مجھ اے بادشاہ حسن
کیا مال ہے یہ ہمت والا کے سامنے

چپکے سے کچھ جو کہیے تو کہتا ہے وہ شوخ
کھاؤ گے مار بولے جو چپلا کے سامنے

سچ حال دل کا یار کے آگے نہ کہہ سکا
بھولا مین اپنا درد مسیحا کے سامنے

یہ خدا وحشت کی غنیمت ہوا ای صہبا
نہ کہہ سکے [illegible] نرگس و مینا کے سامنے

جب اوس بے مہر کو اپنے ذبال کچھ جوش آتا ہی
چمن کو دیکھ کر رہ رہ کے دلمین جوش آتا ہی
کسے عقبے کا دھیان ای زاہد پرجوش آتا ہی
خدا محفوظ رکھے نعمت دنیا کی حسبکے سے
بہار حسن کا جلوہ کسی صورت نہین چھپتا
نہین معلوم کیا اوس نے زبان سے فال سی ٹھہری
کہین کچھ ذکر ہوتا ہی جو اوس کان ملاحت کا
کیا ہی نجومی یا حال حسن و عشق سے پیدا
خدا کو انتہا لینی تھی اید ل جور گردون کی

مہ نو کیطرح کھوئے ہوئی آغوش آتا ہے
خدا چاہے تو یہ ہنگام نوشا نوش آتا ہی
ہم اپنے مست رہتے ہین ہمین کب ہوش آتا ہی
خیال نیش آتا ہی جو ذکر نوش آتا ہی
بہ رنگ غنچہ کیون ای گلبدن روپوش آتا ہی
الہی خیر ہو کچھ نامہ بر خاموش آتا ہی
تو دل سینے سے سننے کے لیئے تا گوش آتا ہی
نہ اونکو ہوش آتا ہی نہ ہمکو ہوش آتا ہی
وگرنہ کب عدم سی ہمسا آفت گوش آتا ہی

١٤٢	حبیبا کس وجہ تو ام شادی و غم ہین یا تمیز شب وصلت سی روز ہجر ہم آغوش آتا ہی	١٥

شریعت ہی شرط محبت علیؑ کی
ملک ہین فلک پر رعیت علیؑ کی
ہے آعدا سے امین جماعت علیؑ کی
محمدؐ کو معلوم ہے اوس کا رتبہ
زمانے کا مالک ہے شہ اولیا ہے
سمجھ مین تقدیر تدبیر اوس کی
یہ ہے منزلت اوسکی اللہ اکبر
مسیحا بھی ہے ان فلک سے اوتر کر
سمانی مین کچھ بھی نہین ہے تفاوت

مسلمان پہ واجب ہے طاعت علیؑ کی
کنیزین ہین حوران جنت علیؑ کی
پناہ خدا ہے حمایت علیؑ کی
خدا جانتا ہے حقیقت علیؑ کی
ہر اقلیم مین ہے ولایت علیؑ کی
مشیت ہے خالق کی حکمت علیؑ کی
حرم مین ہوئی ہے ولادت علیؑ کی
لگا تمین گے آنکھو نسبہ تربت
جدا آنکھو نہی سیدہ ہے

کبھی نور دیدہ نہ یعقوب پاتے
نہ ہوتی جو چشم عنایت علی کی

نہ کیون بو تراب اوسکو کہتے محمدؐ
کہ آدم سے پہلے ہے خلقت علی کی

کرین کسطرح ہم نہ مستانہ نعرے
پیئے ہین شراب محبت علی کی

فضائل ہین ورد زبان بلبلون کے
گلون مین ہے بوے محبت علی کی

محمدؐ نے معراج مین اوسکو دیکھا
عجب ذات ہے فی الحقیقت علی کی

۱۲۴	صبا مہر و مہ کی طرح ہے روشن نبوت نبی کی امامت علی کی	۱۶

ابرو دکھا امیر سے قد خمیدہ تو سمجھے
یار آنکھون پر بٹھاے صورت ابرو مجھے

خاک چھنواتا ہے عشق نرگس جادو مجھے
لو تتیاے چشم ہے گرد رم آہو مجھے

روے روشن پر جو اوس مہ رو کی زلفین چھوڑ دین
چاند دکھلائی دیا شمع شب گیسو مجھے

صورت گل باغ عالم مین تہی دستی رہی
مے نہ ہاتہ آئی خم گردون سے اک چلو مجھے

تیرے دامن سے لگا ہون مین بھی اے دریا گہر
بیقراری نے کیا ہے لہر کا آنسو مجھے

بادہ نوشی مین جو زلف یار کا ذکر آگیا
حلق مین ایسا پڑا پھندا ہوا چھو مجھے

بیخطا عاشق پہ کیون ہردم نگاہ قہر ہے
گر نہ تیرونکا نشانہ ہو کمان ابرو سے مجھے

مضطرب رکھتا ہے عشق گوہر دندان یار
کل نہین مثل در غلطان کسی پہلو مجھے

پھرون عزیزو دشت مین سوداے چشم یار سے
رکھتے ہین آنکھون مین مردم کیطرح آہو مجھے

کہہ نہین سکتا لب معجز نما سے حال دل
بت بنا دیتی ہے اونکی نرگس جادو مجھے

دیدہ حیران اگر ہوتا نہ شکل آئینہ
کس لیئے پھر منہ بناتے دیکھکر خوشرو مجھے

لوٹتا ہون اپنے نالونکی حقیقت دیکھکر
وجد مین رکھتا ہے شغل نعرہ یاہو مجھے

بیقراری عشق کی ہے باعث تمکین حسن
ہے وہ قابو مین اگر دل پہ نہین قابو مجھے

باغ ہستی سے کیا خارج ہمارا عشق نے
ہر کسی چشم امیدای یار تو بے دید ہے

اڑ گئی باد خزان لیکر ہر رنگ بو مجھے
کر نہ جا اے آنکھیں ملاکر آٹھ آٹھ آنسو مجھے

۱۴

اے صبا دے جواب خط آ اوس سفاک نے
لو اڑا کر بیٹھے کبوتر کے پر بازو مجھے

۱۵

بندہ اب ناصبور ہوتا ہے — عضو عضو سے قصور ہوتا ہے
وہ زمین پر قدم نہیں رکھتے — حسن کا کیا غرور ہوتا ہے
دولت حسن کے لٹاتے ہیں — سچ کیا اسے حضور ہوتا ہے
سرمہ آنکھوں میں وہ لگاتے ہیں — دیکھئے کیا فتور ہوتا ہے
ہم ہیں مجبور آپ ہیں مختار — کہئے کس سے قصور ہوتا ہے
سامنے اوس آفتاب طلعت کا — دیدۂ مہ کا نور ہوتا ہے
خاک حاصل ہے اس سے مردونکو — زر جو صرف قبور ہوتا ہے
میکشون میں مدام اے زاہد — نعرہ یا غفور ہوتا ہے
وصل ہوتا لیئے نہ بوسے پر — اس سے کیا اے حضور ہوتا ہے
فکر کرتے نہیں ہیں دیکھو اسے — باعث خشم شور ہوتا ہے
پرتو رخ سے اونکا جیب قبا — دامن کوہ طور ہوتا ہے
خوب عاشق کا پاس کرتے ہو — ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے
ایک ہی نور کا زمانے میں — سو طرح سے ظہور ہوتا ہے
جھکو ناحق حلال کرتے ہو — خون یہ بے قصور ہوتا ہے
گر نشے سے چلے تو اے ساقی — بحر غم سے عبور ہوتا ہے
ابر چھایا جب بہار آتی ہے — ہمکو سودا ضرور ہوتا ہے

فکر رنج و راحت کیسی
بدلی اونکی عادت کیسی +
ہر شے مین ہے اوسکا جلوا
آپس مین اے گبر و مسلمان
الفت مین ذلت رکھی ہے
زہد تو اہد لاحاصل ہے
سنکر میری سینہ کوبی
چشم وحدت بین سے آگے
مرجائین گے ہم فرقت مین
عالم ہے اسے مہ رو تجھہ پر
اوٹھین گے جب وہ صحبت سے
بیخود ہو جا میری صورت
دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے
زلفون کے پھندون سے نکلے

دوزخ کیا جنت کیسی
اولٹی اپنی قسمت کیسی +
کثرت مین ہے وحدت کیسی
ناحق ناحق حجت کیسی +
عزت کیسی حرمت کیسی
بیگارے کو اجرت کیسی
بولے وہ یہ نوبت کیسی
آئینے کی صورت کیسی +
رہ جائیگی حسرت کیسی
شہرہ دنمین ہے شہرت کیسی
برہم ہوگی صحبت کیسی +
اسے صوفی یہ حالت کیسی
مرکر پائی فرصت کیسی +
ٹالی سر سے آفت کیسی +

۱۷۶

فصل گل کے آتے آتے
ہو جاتی ہے وحشت کیسی

۱۵

بستر ہمارا یار کے ایوانسے دور ہے
صد شکر غیر کو جیہ جانانسے دور ہے
یونہین اوٹھا کر تنگی گریبانکی پہچان
سجھہ و اثق غریب سے جھوٹا تو کوئی ہے

درویش آستانہ سلطانسے دور ہے
اک خار ہے کہ صحن گلستانسے دور ہے
عیب تک کہ ہاتھہ دامن جانانسے دور ہے
مور ضعیف ملک سلیمانسے دور ہے

کیفیت شراب مین ہے بے تکلفی
پاس ادب مجالس رندانسے دور ہے

کافر ہے وہ جو عاشق روی صنم نہین
رحمت خدا کی منکر قرآنسے دور ہے

کیا دولت وصال کی ہم آرزو کرین
بوسہ ملے یہ ہمت جانانسے دور ہے

نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے
صیاد ایکدم مین گلستانسے دور ہے

اوس بت سے پاس خاطر عاشق بعید ہے
آئے ہمارے پاس یہ جانانسے دور ہے

آتی ہے یہ ہر ایک لب گور سے صدا
فکر مآل خاطر انسان سے دور ہے

اک خال نام کو بھی نہین روئے یار پر
ہندو ہنوز کعبۂ ایمان سے دور ہے

پڑھتا ہون شعر کوچۂ جانانکے شوق مین
گلزار عندلیب غزلخوانسے دور ہے

رکھتے نہین ہین رسم محبت سے آگہی
راہ وفا طریق حسینانسے دور ہے

فصل جنون ہے جامہ دریکی بہار ہے
ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبانسے دور ہے

۱۷۷

کہتے ہین جسکو منزل عرفان وہ اے صبا
ہندو سے ہے بعید مسلمانسے دور ہے

۱۷

افتادگی سے خاک سر اپنا اوٹھائیے
ممکن نہین کہ نقش کف پا اوٹھائیے

کیون پیچ اونکی زلف سیہ کا اوٹھائیے
کاہیکو صدمۂ تپ سودا اوٹھائیے

اوسکی بہار آئے تو مانند شاخ گل
رکھیئے نہ ہاتھ سے جو پیالا اوٹھائیے

دل ہو مریض سے نفس کشی کے ہم آشنا
تشنہ لبی کا غم لب دریا اوٹھائیے

پہلو تہی نہ عاشق خستہ سے کیجیے
بیمار سے نہ ہاتھ مسیحا اوٹھائیے

بعد از فنا بھی آپکی منظور ہے خوشی
ہو بار تو مرا نہ جنازہ اوٹھائیے

دکھلائیے مجھے گل رخسار کی بہار
منہ پر سے اپنے زلف کا سہرا اوٹھائیے

مے پیکے عید کیجیے گذرا مہ صیام
تسبیح رکھیئے ساغر و مینا اوٹھائیے

اوس بت کو اعتبار ہی کسی بات کا نہین
قرآن سر پہ رکھیے کہ کنگا اوٹھایئے

جی چاہتا ہی جان پہ اب کھیل بیٹھیے
کب تک فراق یار کی ایذا اوٹھایئے

زاہد بلا ہی جان سے ہے خیال عذاب حشر
دنیا مین آج کیون غم فردا اوٹھایئے

ایجان آپ سے یہ توقع نہ تھی ہمین
بوسے کے مانگنے پہ طمانچہ اوٹھایئے

پہلو مین آئے شاہد مقصد کو دیکھیے
غفلت کا چشم دل سے جو پردا اوٹھایئے

ہمت خدا جو دی تو محبت کا لطف ہے
کیا بات ہو جو ناز کسیکا اوٹھایئے

اہل وطن کے ہاتھ سے وحشت مین تنگ ہین
کیونکر قدم نہ جانب صحرا اوٹھایئے

پینے غم شراب پیجئے مسجد مین بیٹھکر
زاہد کی کیا لباط مصلا اوٹھایئے

ہر سخت بار منت اپنا ہی روزگار
احسان اہر صبا نہ کسیکا اوٹھایئے

۱۴۸ تمام

اس بات کی ہو منتظری روز و شب مجھے
آنکھوں سے جاؤ نہین جو کرین ہو طلب مجھے

تیرے دہانہ بہر بوسہ غیر اسکے لب مجھے
ای حور وصل خدا اسکے لیے یہ زلب مجھے

ساقی بار خمکدہ ہو دلی بزم طرب مجھے
عیش و سرور ہوگئے رنج و تعب مجھے

پیش نظر مجھ سے نہ دیکھے غم نہین
شمشیر مغزنی ہے ہلال رجب مجھے

کیفیتین نصیب ہون دو یار مین
ہو ساز وار صحبت بنت العنب مجھے

تا حشر بوسۂ لب جانان کے شوق نے
رکھا دہان گور مین بھی جان بلب مجھے

ناحق عدم سے آئے مین حیرت زدہ ہوا
دنیا کو دیکھکر ہے مقام عجب مجھے

جلتا ہون داغ دل سے مین خورشید کیطرح
رہتی ہے سوزش غم فرقت سے تب مجھے

مین صاف دل ہون مجھسے نہ دل مین غبار رکھ
ای یار خفا کمین غلام ہے سبب مجھے

الغرض ہے آسمان کی نیرنگ سازیان
دکھلا رہا ہے رنگ مقدر عجب مجھے

اوسنے خواب میں مصحف رخ کو چھپا لیا
ذرّے کی طرح ہو گئین جدا آفتاب سے
آنکھوں سے دیکھتے ہیں رخ شفاف یار کی
بے یار میکشی نے میرا دل جلا دیا

خورشید حشر ہو گیا ماہ رجب مجھے
رکھتا ہے دور یار سے پاس ادب مجھے
یہ آئینہ وہ کھاتے ہین سیر حلب مجھے
جام بلور ہو گیا برق غضب مجھے

۱۰۹	شکر اسکا ای صبا ہو وا کس زبان سے ساقی نے جام مے سے کیا لب بلب مجھے	۱۷

فرقت ساقی میں یہ مقسوم پہ تھی پڑی
رنگ جسم جام میرے قابل نظارہ حشر بھی
پھر بارہ آتش الفت پھر جیونکا جوش ہو
سر دمہر لیتے ہی تو کہی رنج و غم حاصل ہوا
یون ہجوم خط ہوا پیش صف مژگان یار
آ چکے وحدت کو ٹالا کل پہ اوس بےرحم نے
قتل اونکی تیغ پیش مژگان ابرو نے کیا
منزل مقصود تک آخر میں گشتہ گیا
کی ہے اون دونون نے کیا خانہ خرابی باغ کی
کشتۂ عشق لب شیرین ہے کن ای آسمان
الفت زلف و رخ جانا نمین سرگردان رہا
روز لایا کرتا ہے ہم سے پیشتر عذر آج
خاک سے اوٹھا جو ہم جامہ در رونگا تا قیامت
حال دل لکھ کر جو بھیجا اوسنے بستہ کا کچھ

ہین الگ کو نہین ٹوٹے شیشہ و ساغر پڑے
کیا تماشا ہو جو چھوٹا خونکا محضر پڑے
پھر گلمین طوق ہے پیر پاؤں مین لنگر پڑے
مزرع امید پر پالا سے لگے پتھر پڑے
جیسے لشکر کے مقابل آنکر لشکر پڑے
اچھے کل تک ہین گل دیکھئے کیونکر پڑے
ایک دلبر سیکڑون نیزے پہ خنجر پڑے
گو بگولے کیطرح سے راہ مین چکر پڑے
صبر ای بلبل تیرا صیاد و گلچین سر پڑے
خاک کے بدلے دہان گور مین شکر پڑے
رات دن کیا کیا مہ خورشید کو چکر پڑے
دیکھول پر دہ ہو ل آج دو عشاق پہ منبر پڑے
چاک کیا کیا درمیان دامن محشر پڑے
پیر زہی نامہ کے اوڑ ہی جہیر کہ پتھر پڑے

ناتوانی سے بنے ہم صورت نقش قدم
ابر نیسان کو شرف ای ہمت دیا اللہ نے
اے صبا کہتے ہین سب سنکر میری فریاد کو

پھر نہ اوٹھے عشق کا لیکر جو دردسر پڑے
آبرو پائی جو کانونمین تیری گوہر پڑی
دیکھیے کس کس پہ یہ آہ دل مضطر پڑے

۱۰۱

طوفان یہ اوٹھا مری چشم پر آب سے
زخم کہن نئے ہوے کیف شراب سے
بھنتے ہین عاشقونکے کلیجے کباب سے
ممکن نہین ہے حسن کا چھپنا حجاب سے
راہد وضو کرے جو ہماری شراب سے
سنکر سوال وصل نہ چپ ہو حجاب سے
کرتا ہی فصل گل مین مذمت شراب کی

چھم چھار مین تیری بزم نشاط ہی
بجلی گرے نہ خرمن ہستے غیر پر
روتا ہون الفت عرق روے یار مین
عاشق ہین ہمکو حرف محبت سے کام ہی
وہ مست ہین ذرا بھی اگر اختیار ہو
نیند الم مین باعث قید حیات تے
میری بغل مین رہ کے مجھی کو کیا ذلیل
وہ رند ہین کہ غم نہین روز شمار کا
جب چاہی اس سے رو نہین کرلی مقابلہ
یاران رفتگان سے ملون جاکے خلد مین

۲۱

بدلی ہے آفتاب نے ٹوپی حباب سے
انگور پھٹ گئے طپش آفتاب سے
لب مل رہے ہین وہ لب جام شراب سے
چھپتا ہی نور یار تمہاری نقاب سے
چھپکے نہ آنکھ حشر کے دن آفتاب سے
کچھ تو جواب دو وہ ہین لاجواب سے
واعظ کے منہ کو داغیے سیخ کباب سے
وف کم نہین ہے دائرہ آفتاب سے
امید اوٹھ گئی دل پر اضطراب سے
تحریک نزلہ ہوتی ہے بوی گلاب سے
ملا نکالتا پھرے مطلب کتاب سے
خم چھین لین فلک سے قدح آفتاب سے
نکلی بدن سے جان تو چھوٹے عذاب سے
نفرت سی ہو گئی دل خانہ خراب سے
باہر ہے یہ حساب ہماری حساب سے
چشم پر آب بند نہین ہے سحاب سے
اللہ دے نجات جہان خراب سے

تا روز حشر یاد رہے گا یہ سانحہ — نکلی ہے جان ہجر کی شب کس عذاب سے

کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو روئیے — کیا کیا نہ آسمان نگے ہوا انقلاب سے

سر کی طرح ہے صاحب رفعت کو زر عزیز — جھڑتی نہیں کرن کلہ آفتاب سے

۱۸۱	میں رند بادہ نوش جو مرجاؤں اے صبا لکھدینا چند شعر کفن پر شراب سے	۱۰

ہی عاشق قامت پہ عنایات تمہاری — بالا رہے دنیا میں سدا بات تمہاری

اللہ جو دیتا مجھے قارون کا خزانہ — کس دھوم سے کرتا میں مدارات تمہاری

خورشید قیامت سے بھی وہ آنکھ ملائے — جس ذرہ پہ ہو چشم عنایات تمہاری

میں جانتا ہوں عشق مجازی کی حقیقت — معراج ہے بندیکو ملاقات تمہاری

ہوتا ہے مجھے بادہ کشی کے لیئے ارشاد — کیا بات ہے ہاں اے پیر خرابات تمہاری

اے واعظو دیکھو جو خط عارض جانان — رکھی رہی سب طاق پہ مشکات تمہاری

رفتار سے کرتے ہو پامال بتوں کو — چلتی سر عزا پہ رہی لات تمہاری

کاذب ہو جو بوسے کی بھی کہتا ہوں توقع — کچھ فیض ہو جس سے وہ نہیں ذات تمہاری

مانند گدا کاسہ بکف آتا ہے خورشید — ہر صبح نکلتی ہے جو خیرات تمہاری

۱۸۲	وہ سیم بدن ہمکو اگر منہ نہ لگائے کوڑی کی صبا پھر نہ رہی بات تمہاری	۱۱

کبھی رسائی آہ جگر نہیں ہوتی — ہمارے دل کی ادھر نہیں [illegible]

ہوا یہ بارہا دیکھا تجھے اوس دن — کہ آجتک تری سینہ سے ہاں نظر نہیں ہوتی

ہمارے نالوں نے خلقت کی نیند کھوئی ہے — مگر تجھے خبر اے بے خبر نہیں ہوتی

پئے تسلی دل دیدیا ہے خط تجھکو — رسائی یاں تک اے نامہ بر نہیں ہوتی

ہیں یار زیست کسی سے فراق جاناں میں — نہوا گر شب غم کی سحر نہیں ہوتی
ہمارا نالۂ دل ہیکے یار کہتا ہے — یہ بات آدمی میں بے اثر نہیں ہوتی
خدا بیان نہیں ہیولا مزاج ہو نے نہیں — وہ شکل ہو کہ جو نوع دگر نہیں ہوتی
جگر کا داغ ہے خورشید حشر سوا فزون — ذرا بھی خشک مگر چشم تر نہیں ہوتی
دور از ہے مشید تارہ سحر ہوا — بغیر صبح قیامت سحر نہیں ہوتی
شراب ملیگی شب ماہ میں نہیں ہم کو — چمن کی سیر کبھی اے قمر نہیں ہوتی
نہیں ہے اہل ہوس کے لیے حلاوت عشق — نصیب ہو وہ مگس پہ شکر نہیں ہوتی
فراق یار میں دیکھو جسے وہ ناصح ہے — تسلی دل غمگین مگر نہیں ہوتی
عجب نہیں مرے رونے پر آیکا ہنسنا — کسی کے دل کی کسیکو خبر نہیں ہوتی

۱۵	خلاف خلق سے خلقت ہوان حسینونکی صبا وہ کون نہیں ہوتا کمر نہیں ہوتی	۱۸۳

بت پرستی سے نہ طینت مری زنہار پھری — سچ ہو بارہ خریدے گئے سو بار پھری
اولٹی تقدیر مری قسمت اغیار پھری — ہائے کیسی تری تقدیر بت عیار پھری
عشق یوسف نے یہ کی خانہ خرابی برپا — ٹھوکرین کھاتی زلیخا سر بازار پھری
پارسا تھے تو نہیں تو نہ ادھر آیا ہوا — شمع روتی تری محفل سے ہے سو بار پھری
چل بسی فصل خزان موسم گل آپہونچا — لے مبارک ہو ہو بلبل گلزار پھری
ایک جا بھی نظر آئی نہ اثر کی صورت — گر کے پڑتے نہ کہاں آہ دل زار پھری
زلف جانان کے جو سودے میں ہوا ہوں آشفتہ — سایہ کی طرح مرے ساتھ شب تار پھری
شوق دیدار نے اوس گل کے کیا زرد — مر گئی منہ پہ ترے نرگس بیمار پھری
بھیک منگوائی فقیروں کی طرح شاہونکو — ایسی نیت تری اے چرخ ستمگار پھری

کیا کہون ہجر مین گلگشت چمن کیونکر کے / بلبل جان قفس تن مین گرفتار رہیگی
موجۂ بادِ خزان نے کیا ذبح حلال / کیا ہی تجھپر چہری ای بلبل گلزار رہیگی
کیسی عزت ہوئی برباد خزانکی ہاتہون / باغ مین اوڑتی گل و لالہ کی دستار رہیگی
سخت جانی کہین قاتل سے نہ محجوب کرے / بات رہ جائیگی منہ پر سے جو تلوار اوڑیگی
نہ چہٹا خانۂ زنجیر سے مین دیوانہ / روح مجنونکی تڑپتی لب دیوار رہیگی

۱۴

ای صبا دیکہہ کیا ہمنے اوسی تک سے [illegible]
پہر گیا سارا جہان جب نظر یار پہری

۱۵

خدا کا قہر ہو گا عتاب رہتا ہے / اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب رہتا ہے
وہ آفتاب جو مست شراب رہتا ہی / فلک پہ طائر سدرہ کباب رہتا ہی
وصال مین بھی یہ اونکو حجاب رہتا ہی / کہ ماہ منہ پہ بجای نقاب رہتا ہے
نقاب ڈالکے وہ منہ پر سے اپنی کہتی ہین / کہان ہی ماہ کدہر آفتاب رہتا ہے
ہوا ہی بیٹہکے پہلو مین جا نگاہ دشمن / بغل مین کیون دل خانہ خراب رہتا ہے
تیری تلاش مین مہ کیطرح مین پہرتا ہون / کہان تو رات کو ای آفتاب رہتا ہے
جو اہل ظرف ہین منہ پہیرتے نہین مجرسی / مدام ہمدم لب جام شراب رہتا ہے
نہ کسطرح سے ہو سیر مین داغ دل معدوم / اخیر ماہ کہان ماہتاب رہتا ہے
شب وصال مین لو سو گئی ہوئی ہے / ہمارے یار کے پہرون حساب رہتا ہے
عروج اہل کرم کو ہی سے دنیا مین / کس آبرو سے ہوا پر سحاب رہتا ہے
غرق یار مین طوفان اپنا روتا ہی / زمانہ صورت موج و حباب رہتا ہے
تمہارے در پہ کسی دن جو ہم نہین آتے / خفا خفا دل خانہ خراب رہتا ہے
خدا برا کرے تاثیر عشق کامل کا / مری طرح سے اونہین اضطراب رہتا ہے

ہر ایک کو ہے سفر جانب عدم درپیش
فلک ہلال سے پا در رکاب رہتا ہے

۱۸۵	یہ دور ہے صبا آجکل زمانے مین کہ محتسب کا کلیجہ کباب رہتا ہے	۱۱

آیا ہے یار سامان قیامت ساتھ کل سے
صدای صور کا دہوکا دیا شیشے کی قلقل نے

بہار آئی ہے جھولی دامن گلچین کیا گل نے
جگر خون کر دیا صیاد کا نالون سے بلبل نے

رخ رنگین پہ تیرے داغ کہایا عاشقین گل نے
پریشانی اوٹھائی سر بسر زلفون سے سنبل نے

کبھی بہولے سے بھی نگاہ کرنہ عارض تابان پہ
یہ مستغنی کیا ہے ہم فقیرون کو توکل نے

[illegible] سے لیگیا تارتار کو تار تار چمن کیا
کیا کیا کیا نہ سرگشتہ مجھے سودای کاکل نے

لہو کیا کیا رلایا آرزوے قتل نے مجھکو
جگر خون کر دیا قاتل تری تیغ تغافل نے

رکھا مجھکو جنون نے بیخبر شور قیامت سے
نہ بانگ صور کو سنتے دیا زنجیر کے غل نے

کہان انکا پاس رسوائی مجھے اب ہم آتا ہے
کیا ہے جبر و لگی بیقراری پر تحمل نے

چمن مین جب کبھی عریان ای گل سرشک دیکھا
[illegible] غنچے نے اپنی ہنسی کی ہواڑی قہقہا گل نے

قفس مین آتش شوق چمن سے [illegible]
رکھا صیاد کی گردن پر اپنا خون بلبل نے

۱۸۶	صبا مجھکو ہنسی اک غنچہ لب کی یاد دلاکر رولایا صورت شبنم چمن مین خندہ گل نے	۸

ازل سے خنجر قاتل ہے میرے سر کے لیے
مین وہ شجر ہون کہ پیدا ہوا ثمر کے لیے

بلا طویل شب ہجر ہی نہیں گیسو [illegible]
دعا مین مانگتا ہون شام سحر کے لیے

[illegible] لیکے پڑا [illegible] سر نامہ
[illegible] ہاتھ قدم پہلے نامہ بر کے لیے

[illegible] اپنے یا وہ نکی [illegible]
فلک کو چاہیے غازہ رخ قمر کے لیے

ادہر [illegible] یار کی کوٹھے سے حال دل [illegible]
[illegible] سے آیا مری خبر کے لیے

سرشک چشم بہاتا ہون عشق ذند اگین — او بیچتا ہون سمندر کو مین گہر کے لیے

اسیر زار ہون رکہہ مجھکو یونہین اے صیاد — ضرور کیا ہے قفس ایک مشت پر کے لیے

١٨٧	صبا یہ اوسکا ہے موجد وہ اسکا موجد ہے بشر ہے غم کے لیے اور غم بشر کے لیے	١٢

وقار عرش کم ہے آستان سے — مکان اعلے ہے اوسکا لامکان سے

نہ رکہو چشم امید آسمان سے — اوٹھو اے غافلو خواب گران سے

نہین واقف مری آہ وفغان سے — بگڑ جائیگی اک دن آسمان سے

فلک نے صورت برگ خزانی — نکالا داغ دیکر بوستان سے

نہین ایسی ڈہیٹی وہی کر پڑے ہین یہان — کہ اوٹھین ہم تمہارے آستان سے

غم الفت نے دلکو منزلت دی — ہوا آباد یہ گھر مہمان سے

چھپانا بہول جائین وہ کمر کا — جو واقف ہون مرے راز نہان سے

غم الفت مین اوس رشک پری کے — قوی سایہ ہے جسم ناتوان سے

لباس عشق نکلا جامۂ حسن — اوٹھا جسوقت پردہ درمیان سے

نہ لے اپنے لیے تو مول جھگڑا — نہ پڑ قصے مین واعظ کے بیان سے

نہین اعضا کی تن سے روح چھٹی — جدا ہوتا ہے یوسف کاروان سے

١٨٨	صبا کچھ پیچ پڑ جائے نہ تم پر لڑو کشتی نہ دیو آسمان سے	١٠

تری طرف سے وہ اے جانستان اوٹھا نہ سکے — بہت ضعیف ہے بار گران اوٹھا نہ سکے

حرم کو اسلیے اوٹھکر نہ بتکدے سے گئے — خدا کہے گا کہ جو یہ بتان اوٹھا نہ سکے

جو بار عشق مین سر سے اوتار کر رکھدن — ترا تو دیکھی اے آسمان اوٹھا نہ سکے

ہزار بار بہار آئی لیکن اسے صیاد
نہ اوٹھنا تھا نہ اوٹھا کوہ بار سے بندہ
اسیر زلف جو مرتے ہین تو وہ کہتے ہین
امید وبیم مین کیسی بسر ہوئی اونکی
سُنین جو یار کی باتین غش آ گیا ہمکو
فتادگی مری ای سوز غم رہی قائم

نگاہ ہم طرف بوستان اوٹھا نہ سکے
زمین وہ پکڑی کہ ہفت آسمان اوٹھا نہ سکے
فرا بھی صدمۂ قید گران اوٹھا نہ سکے
جو ولیسے مخمصۂ این وآن اوٹھا نہ سکے
یہ ناتوان تھے کہ لطف بیان اوٹھا نہ سکے
پس از فنا بھی کوئی ہڈیان اوٹھا نہ سکے

۱۸۹	صبا نے داغ محبت اوٹھا لیا کیونکر یہ نال وہ ہے جسے بلبلان اوٹھا نہ سکے	۱۹

صفائی سے یہ اونکی صورت ہوئی
لب یار کی جب زیارت ہوئی
مجھے دید رخ کی اجازت ہوئی
غضب ہے خدائی کا دعوے کرین
ہوئی سنگ رہ لا کہہ کوہ ملال
ہوسے بیرابد داغ الفت کہان
شب غم جو بنا سکے نالے سُنے
یہ اندھیر کیسا ہے اے آسمان
ہوسے ہم نگہدار جو پیوند خاک
نہ گین رشتۂ شمع سوزان نہین
نظر آئی جب میکدے کی بہار
کہلا جام سے غنچۂ آرزو

کہ آئینہ دیکہا تو حیرت ہوئی
مسیحا کو مرنے کی حسرت ہوئی
خدا ساز اے بت یہ صورت ہوئی
بتو نکی بھی اپنی حقیقت ہوئی
نہ مسدود راہ محبت ہوئی
سحر ہو گئی شمع رخصت ہوئی
فرشتے پکارے قیامت ہوئی
نمودار پہر شام فرقت ہوئی
زمین تو دۂ گرد کلفت ہوئی
تپ غم کی ایسی حرارت ہوئی
تو سمجہہ رند کو خوب فرحت ہوئی
گلابی گل باغ عشرت ہوئی

وہ بت راہ پر آگیا رات کو
مری آہ شمع ہدایت ہوئی

رہے ہم گدائے در میکدہ
بطرسے ہمارے قناعت ہوئی

ہوا رنج و غم کا عدم قافلہ
ہماری جو دنیا سے رحلت ہوئی

مرا دم جو نکلا تو اوس نے کہا
بکھیڑا چکا تو فراغت ہوئی

نشان بھی ملے گا نہ کل قبر کا
نہ خوش ہوا گر آج نوبت ہوئی

پس از مرگ ہے بتوں کے لیئے
لحد میں فرشتوں سے حجت ہوئی

۱۸۰

نہ سمجھا وہ بت خالق حق و قا
صبا مفت برباد محنت ہوئی

۱۵

رات دن محو تماشائے بتان رہتا ہے
آئینہ صورت چشم نگران رہتا ہے

ہجر کہتے ہیں کسے فرق کہاں رہتا ہے
ہم بھی رہتے ہیں وہیں یار جہاں رہتا ہے

کونسی جا نہیں وہ جلوہ کنان رہتا ہے
پر کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کہاں رہتا ہے

چلکے طاؤس چمن کو نہیں کرتا پامال
یہ بڑی چال تو ہے سرو روان رہتا ہے

دین دنیا کا نہیں ہوش تری الفت میں
اب تو کچھ اور ہی عالم مری جان رہتا ہے

فصل گل نے نہیں مدت سے کرم فرمایا
نعرہ زن باغ میں ہر برگ خزان رہتا ہے

کچھ تعجب نہیں داماں اثر تک پہونچے
رات دن قافلہ اشک روان رہتا ہے

گھر سے کہہ دو انہیں زنجیر لگی رہتی مجھے
سیری وحشت سے ادا نہیں جی خفقان رہتا ہے

سبزہ ستان ہے کسی جا پہ کہیں ابر بہار
کیا پریشان مری آنکھ کا دوران رہتا ہے

نقش بر آب ہیں سب تاج و نگین شاہوں کے
کسکا دنیا میں سدا نام و نشان رہتا ہے

عشق پر خاتمہ ہے مفسدہ پردازی کا
معرکہ روز نیا یان دل و جان رہتا ہے

مر گئے پر بھی نہیں چین بچارہ دل سے
خانہ گور میں بھی خستگی جان رہتا ہے

عاشقو نکو ہمین اشکو نکی روانی پاتا	موج سے جیسے جبین آب روان رہتا ہے
شمع رو یار ہے پروانہ صفت ملتا ہون	جانکاہ ہوش محبت مین نہان رہتا ہے

191	آفت جان ہے تصور مژۂ جانان کا اے صبا دل ہدف نوک سنان رہتا ہے	22

ڈھیر دیکھے گلرخون کی خاک کے — واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے
جابجا جلوے ہین حسن پاک کے — نور کے پتلے ہین پتلے خاک کے
ہو رہے ہین ظلم ہفت افلاک کے — امتحان ہین ایک مشت خاک کے
عاشقو لیسے یہہ حجاب اچھا نہین — بیچ سے پردا اوٹھا افلاک کے
سرکشون کا نام باقی رہ گیا — قصے ہین جمشید کے ضحاک کے
جاسے میلے مین وہ مہ غیرونکے ساتھ — سوانگ دیکھو گردش افلاک کے
پھنس گئی سو دیکین موئے زلف یار — تار اپنے جامۂ صد چاک کے
آدمی دعوے انا الحق کا کرے — ولولے دیکھو تو مشت خاک کے
پھوٹ نکلا رنگ جسم یار کا — پھول بوٹے بنگئے پوشاک کے
توڑ زاہد رشتہ تسبیح کو — کھول دے پر طائر ادراک کے
امتحان ہو جاے تیر آہ کا — توڑیئے ساتون توے افلاک کے
ہاے کر سکتے نہین خاموش ہین — عاشق اونکی سرمئی پوشاک کے
اہل دنیا کے نہ بدکانے چبا — غول ہین صحرا سے وحشتناک کے
غازۂ رو سے حسینان ہو گئے — جم گئے نقشے ہماری خاک کے
جامۂ نیلی فلک پہنے ہوئے — سوگ مین ہین کس گریبان چاک کے
ہے آئینہ چشم ہوس کے داغ دل — عاشق صادق ہین حسن پاک کے

نقش پائے یار پر مٹ جائینگے
خاکساروں سے نکر پہلو تہی
جامۂ گل دیکھکر سودا ہوا
ہوگیا بے چین تو اچھا ہوا
المدد اے قابض روح المدد

مہر و مہ پیدا ہوئے ہونگے خاک سے
ایکدن جانا ہے نیچے خاک کے
چلتے پھرتے اوڑ رہے آگے پوشاک سے
اور حسن نالے دل غمناک سے
کب سے قیدی ہیں طلسم خاک کے

۱۹۲	ہیں رگ ابر بہاری اے صبا ڈورے اپنے دیدۂ نمناک کے	۲۳

وہ ڈر چلنا راہ الفت میں کب ایدل چاہیے
نالۂ شبگیر میں تاثیر اے دل چاہیے
ہوگیا ثابت انا الحق سے ہمیں منصور کے
آرزوے گوہر مقصد میں دریا روئے
نامۂ اعمال کے جا مجھ شہید ناز کو
تیرہ بختی نے اندھیرے میں بٹھایا ہے مجھے
کوے جاناں سے اوٹھا دنیا مر اکیا سہل ہے
صاف کہدیتا اگر یوسف بھی تجھکو دیکھتا
خوب ہے گل دیدۂ نرگس میں پیدا نور ہو
ہم فقیر عشق ہیں تو بادشاہ حسن ہے
باغمیں مجھ سست سی گر بحث نالہ آپڑی
دولت عقبیٰ بہت ہے ہم فقیروں کے لیئے
انتہا کیں ٹھہریں اتنا منہ رقیبوں کا نہیں

رفتہ رفتہ چاہیے منزل بمنزل چاہیے
کھینچ کر لائی اودھر جذب کامل چاہیے
اس عدالت میں [illegible] باطل چاہیے
آستین [illegible] چاہیے
روز محشر [illegible] قاتل چاہیے
اسطرح [illegible] شمع محفل چاہیے
آسماں کو بھی بہت پڑ جائے مشکل چاہیے
منہ ترے آئینہ عارض کے قابل چاہیے
عرفہ تک کی جا ترے رخسار کا تل چاہیے
بستر اپنا ترے در کے مقابل چاہیے
بیٹھ جا جی دم میں آوازِ عنادل چاہیے
بادشاہی کے لیئے دنیا کا حاصل چاہیے
جان دینے کو کلیجہ چاہیے دل چاہیے

چاہیے ظاہر میں کچھ پردہ میان حسن و عشق
پانی پانی سخت جانی سے ہوا جاتا ہوں میں
فصل گل ہے زور کر بڑھ بڑھ کے اے دست جنون
کہ چھپے قاتل ہیں ہر جانب سے آتی ہے صدا
مجھکو کہتے ہو برا اچھا ذرا پھر تو کہو
زندگی کا کچھ بھروسا روز فرقت میں نہیں
خیریت یا صبا وہ گلچین کی نظر آتی نہیں
میں وہ خس ہوں نہوگا خاک بھی جسکا حصول
جام ہم بادہ کشوں کا توڑنا اچھا نہیں

قیس کو عریان تنی لیلے کو محمل چاہیے
یا الٰہی آبروئے تیغ قاتل چاہیے
وہ مری ہو ہو جائیں اغلال و سلاسل چاہیے
امتحاں ہے معرکہ در پیش ہے دل چاہیے
اپنے منہ سے آپ تم ہو جاؤ قاتل چاہیے
دم نکل جائے نہیں آہوں کے شامل چاہیے
گل کھلا ہے کچھ نکچھ خوان عنادل چاہیے
ہاتھ اپنے مل سکے رہ جاؤ محصل چاہیے
لوٹ جائے محتسب کا شیشۂ دل چاہیے

۱۹۳

بحر ہستی کی صبا ہر موج طوفان خیز ہے
عقل کامل ناخدائے کشتئ دل چاہیے

۲۹

اثر ایسا کہاں سے نالۂ شبگیر میں آئے
دلائل پر جو وصف مالک تقدیر میں آئے
نہ کہہ وہ بات جس سے شک تری تقریر میں آئے
کبھی اغراق سے اے دل نہ ہم تقریر میں آئے
وہ دیوانے ہیں جب دم بھر نہ پایا چین ہمکو
غروب آفتاب زندگی ہوجائیگا قاتل
مرقع میں جو رکھیں اوس رہا ہو جسکا نقشہ
سنیں گے ہم نہ اسکے کان ٹھنڈی کو سنا ہے
[illegible] عشق کی [illegible]

کہ جس سے فرق جور آسمان پیر میں آئے
نہایت ہم سے عاجز ہو ہر اک تقریر میں آئے
نکرو وہ کام جس سے فرق کچھ توقیر میں آئے
کہی وہ بات جو فہم جوان و پیر میں آئے
پھر وہ غل مچا کے خانۂ زنجیر میں آئے
نہ دم بھر چین ہو تیرے سایۂ شمشیر میں آئے
چمن سے اوڑکے بلبل گلشن تصویر میں آئے
سکے جو کچھ مزاج کافر بے پیر میں آئے
ہمارے دام میں وہ اونکی ہم تدبیر میں آئے

یہ دیوانہ بنایا اوس پری کی لوی کاکل نے
حقیقت مین کبھی تدبیر کے قائل نہین ہوتے
خزا مین داغ غم تہا فصل گل مین داغ وحشت تہے
سنا حد سے زیادہ وصف جنت کا جو واعظ سے
کہا کنگا لقد دل ہم دولت ایمان لٹا بیٹھے
ہمارے نالۂ دل کیطرح گردون نیہ جاتا ہے
نہ دکھلائین سے گا اپنا آفتاب داغ دل ہمکو
کٹی عمر دو روزہ الفت مژگان ابرو مین
یہی مین دیکھتا ہون مدتون سے آج پر کیا ہے
ہوا خونریز کب سرسبز اپنا دل داغ عالم مین
شب غم مین مرے نالے ذرا اونچے جو ہو جاتے مین
نہ راس آئی ہوا خمخانۂ ہستی کی بندے کو
کلیجا کانپتا ہے دیکھکر اس سرد مہری کو
ہمارا جوش وحشت یون ہمین لایا بیابان مین
لکہین کیونکر مین حال درد دل لکھا نہین جاتا
جب اوس کوچہ مین زاہد آنکلتے ہین تو کہتے ہین
نکلے جو رنگ مسیحسے عاشق بزمردہ خاطر کو
توفہ خورشید ہے تیرے اگر گیسو سے نسبت دین

غزال چین تلک جکڑے ہوئے زنجیر مین آئے
یہ کیا ممکن ہے ہے فرق اپنا دل خط تقدیر مین
چھٹے قید الم سے خانۂ زنجیر مین آئے
اوٹھے مسجد سے ہم کو ہے بت بے پیر مین آئے
نہ اسیر یہی خیال کافر بے پیر مین آئے
پر جبریل ہو قاتل کہانسے تیر مین آئے
مبادا فرق ہو مہ و تری تصویر مین آئے
کبھو خنجر تلے کہ سایۂ شمشیر مین آئے
جب آئے آپ میرے قتل کی تدبیر مین آئے
ہوا کیا کیا جلی پر ہلنے شاخ تیر مین آئے
تنزل کچہ نکیہ افلاک کی تعمیر مین آئے
سدا جگر یہ جکڑ دور چرخ پیر مین آئے
تمہارے گہر مین کیا آئے کہ ہم کشمیر مین آئے
کہ جیسے چین سے اپنی کوئی جاگیر مین آئے
حقیقت مین یہ مضمون کسطرح تحریر مین آئے
مقام شکر ہے گو ہم بت بے پیر مین آئے
کبھی زردی نہ قاتل سبزۂ شمشیر مین آئے
شرر بنکر جو رت گریۂ دامان آہ ماہی گیر مین آئے

۱۹۴	جمیا بعد فنا جلکر کہینچکے گنج مرقد مین نیا عالم نظر آیا نئی تعمیر مین آئے	۱۸

پہنسائیگا مجھے دشت جنون کے کانٹون مین
تپ فراق سے بچ جائین گے تو جائینگے
خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ واعظ
ہزار بار قیامت گذر گئی ہم پر
ابھی تلک مین ترے پیچ سے نہین نکلا
جگر کو داغ دیا روح کو ملال دیا
نہ بھول عمر پہ روزہ پہ اسقدر ای گل
مین دیکھ لون تو وہ سے ابھی اگر وہ آجائے
ہوائے عشق سے گرد ملال رہے ہے ای دل
عتاب مین ترے منہ کا جو رنگ ہو گیا ہے
سیاق پڑھ کر نہ دنیا کو لوٹا ہے تو
خدار صاف پہ خط کا نمود ہوا تو کیا
ہزار حیف اسے بھی فلک مٹادیگا
مے الست کا اللہ رے اثر ای دل
ہے ایک سا چمن حسن یار برسون سے
مری طرح سے بگڑتا ہے اک دن اسکو بھی
شب فراق مین تا صبح دیکھئے کیا ہو
لڑی سے بھرتے ہین مژگان یار کی عاشق
اوڑائے اسے برباد کیجئے اس کو
نشان بھی نہ رہے گا مزار کا اپنے

یہ ایک آدھ جو دامن کا تار باقی ہے
کچھ اور زندگی کے مستعار باقی ہے
زبان تر ہے ابھی اختیار باقی ہے
مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے
وہی بل آج تک ای زلف یار باقی ہے
کوئی ستم فلک بدشعار باقی ہے
کوئی دن اور یہ فصل بہار باقی ہے
ابھی تلک رمق جان زار باقی ہے
ہے جب تلک کہ یہ آندھی غبار باقی ہے
بدن مین جان نہین ای نگار باقی ہے
حساب پرسش روز شمار باقی ہے
تری نمود ابھی ای نگار باقی ہے
ہمین کہین جو یہ نقش و نگار باقی ہے
او [illegible] ابھی کا اب تک خمار باقی ہے
خدا کی شان ہے [illegible] یک بہار باقی ہے
خرابے فلک کج مدار باقی ہے
ابھی تو ذات دل بیقرار باقی ہے
وہی خلش وہی سینے مین خار باقی ہے
ابھی لئے مرا مشت غبار باقی ہے
ترا ہی نام بس ای کردگار باقی ہے

ہمیشہ اہل زمین کو ذلیل رکھے گا
فلک کے واسطے جب تک وقار باقی ہے

ابھی نہیں ہوگا مرا آفتاب عمر غروب
کوئی گھڑی جو شب انتظار باقی ہے

فراغ ہی نہ ملا تجھسے بجشن نالہ کا
وہ ولولہ ہی نہیں ای ہزار باقی ہے

شراب پیونگو نہ کم ظرف کہہ تو ای واعظ
ابھی تو جام جسم بادہ خوار باقی ہے

کسیکو دیکھ کے قابو میں دل نہیں رہتا
یہ روگ آجتک ای جان زار باقی ہے

غبار کس سے ہے گرد ملال کس سے ہے
ہماری خاک بھی ای شہسوار باقی ہے

١٩٧	جہاد نفس بھی ہے ای صبا نہیں دشوار بڑا ہی معرکۂ کارزار باقی ہے	١٥

چرخ کجرو ابھی سیدھا ہو تو مقصد ملجای
راس آئے مرا اختر تو وہ سہی قد ملجائے

خود پرستی کے طریقے کی اگر جا ملجائے
نعمت شمس ملے دولت سرمد ملجائے

گر کبھی پر ترے کوچے کی جو سرحد ملجائے
رہرو حق کو خلد ملے لاش کو مرقد ملجائے

گھر چھٹے شہر چھٹے سارا زمانہ چھوٹے
ایک وہ منتخب و چیدہ و مفرد ملجائے

بو پر پیچ ہے کہ اتنی نہ اگر خوشبو ہو
مشک نافی سے تری زلف مجعد ملجائے

گیسوؤں میں ہے کہ جادۂ فتن یار میں ہے
تو ڈھونڈھتا ہوں دل گم گشتہ کو شاید ملجائے

سالک راہ حقیقت ہے تو ہوتا جانا
کعبہ و دیر و کلیسا کوئی معبد ملجائے

صبح سے عمر وہ ہر روز گزار ہے پنہان
بوریا تخت ہی ملجای کہ مسند ملجائے

خوب ارضوا الشمس بیتی ہے بلیس مرگ ای جور
ہے مدفن ترے کوچے کی جو سرحد ملجائے

حرم و دیر ہیں دو بھول بھلیاں ایدل
وہ چلیں چل کہ تجھے شاہد مقصد ملجائے

مین وہ منصف ہوں یہ سمجھوں کہ ہو عالمگیر
دولت فقر اگر صورت سرمد ملجائے

بادہ نوشی کا ارادہ ہے بہار آپہونچی
خوب ساقی ہو جو گلرو کوئی امرد ملجائے

بحر ہستی میں کدورت میں بہت پاتا ہوں
آب سکندر نہ کہیں خاک میں تا بہ سبب ملجائے

منزلت کو تری کوثر کی نہ پہونچی تو بھی
جا کے گر عرش سے یہ قصر زبرجد ملجائے

کون کہتا ہے کہ بوسہ مجھے تم لینے دو
سو نگینے کو تو دو دو ذرہ زلف مجعد ملجائے

سرو باغی کے مٹانے کو چمن میں لیجائیں
کہیں بنتا ہوا یار سب وہ بھی قد ملجائے

١٩٨	پھر وہ نہ جائے صبا ہمسے گنہگاروں کا حشر کو سایۂ دامان محمد ملجائے	١٧

اتنی تو دید عشق کی تاثیر دیکھئے
جیسی ہمیشہ دیکھئے تیری تصویر دیکھئے

حد ہی بڑھی ہے زلف گرہ گیر دیکھئے
الجھے کہیں نہ پاؤں کہیں زنجیر دیکھئے

ٹھہرے نہ ٹھہرے وصل کی تدبیر دیکھئے
کیا شعبدہ کرے فلک پیر دیکھئے

ہم عاشقوں کی خوبی تقدیر دیکھئے
آپ اپنی آئینے میں تو تصویر دیکھئے

ابکی سمجھ اور ہی دل وحشی کا رنگ ہے
کیا گل کھلائے دانۂ زنجیر دیکھئے

پھر نہ دیکھیے گا کسی وقت آئینہ
اسباب تو سوئے عاشق دلگیر دیکھئے

سمجھ سخت جان یا نہ سنبھل کر لگائیے
لوٹے کہیں نہ مفت میں شمشیر دیکھئے

ذکر رقیب عاشق شیدا کے سامنے
اچھی نہیں یہ آپ کی تقریر دیکھئے

کیسے ہمارے پاس چلے آئے صبح کو
اس نا سا جذب نالۂ شبگیر دیکھئے

اچھا نہیں یہ طور نگاہ حضور کا
ہو جائیگا کوئی ہدف تیر دیکھئے

کیسا جواب خط نہ پڑھا خط بھی یار نے
یہ اور خوب نے خط تقدیر دیکھئے

جنگل کی راہ لونگا گریبان پھاڑ کر
آنے میں آپ کرتے ہیں تاخیر دیکھئے

گل کیطرح جسے آج بھی لڑنیکا قصد ہے
لائے اب آپ پھر وہی تقریر دیکھئے

اے دل مآل کار کا ہمکو خیال ہے
کیونکر نکال کر خط تقدیر دیکھئے

دیکھا جو نہ رستے منہ کو تو لطف کیا
آئیگا مرغ روح سکندر کے دام میں کیا

اور میں ترک کا ابرو ہوئی شمشیر کھینچ
آئینے میں تو زلف گرہ گیر دیکھیے

۱۹۹ | کیا کیا ان آنکھوں نے میں دیکھا ہے جہان | ۳۱
کیا کیا دکہاتی ہے ابھی آنکھ یہ دیکھیے

زاہد کو رستے ہم پیر مغان دور رہے
قرب حق سے بسبب وہم و گمان دور رہے
اسطرح عاشق بے صبر و توان دور رہے
منزلت چاہیئے عنقا کیطرح عزلت آ
پہر کوئی بلبل و گلچین کا تماشا دیکھیے
کام جتنے ہیں وہ موقوف ہیں تقدیر پر
قابل دید تری بزم ہے ماشاء اللہ
غیر تو کیا ہے مرا رنگ اگر ہم جائے
بعد مرنیکے لحد میں نہ کوئی کام آیا
اپنے ہم قافلے والوں نے بہت بڑھ کر
گالیاں شوق سے دیں کوئی تن پر زرد
عشق اللہ ہوا راہ بتونسے نہ ہی
خشک ہو جائیگا دریای شراب اے ساقی
پیش قاضی تری فریاد کرینگے جا کر
مر گئے پر نہ مجھے کوئے بتانمیں گاڑا
کیا ہوا دور رہا میں جو تمہارے دلسے

آمد و رفت میں آندہی کے کنوان دور رہے
کہ قدر عقل ہے ابنای جہان دور رہے
دلسے ایمان فرایہ خفقان دور رہے
ایکسے ایک کا دنیا میں مکان دور رہے
اور دو دن جو گلستان سے خزان دور رہے
باتہ رہجائے جو مطلب سے زبان دور رہے
نظر بد سے الٰہی یہ سمان دور رہے
تجھسے سایہ ترا اے سرو روان دور رہے
وقت پر ہمسے سب ابنای جہان دور رہے
رفقا کچھ نہیں معلوم کہان دور رہے
یہ نہیں ممکن نہیں منہ سے لب نان دور رہے
یہ طریق اور ہے وہ سنگ نشان دور رہے
زاہد خشک سے یہ آب روان دور رہے
دختر رز سے جو ہم اے پیر مغان دور رہے
خانہ گور سے نہ رہا ہم جنان دور رہے
میرے دلسے تو نہ تم اے مری جان دور رہے

چمن کو چہ جانا تھا رہی پاس ایدل
سیر سکے واسطے ہوا ور رہی عالم پیدا
سر سے پا نہ رہے جان رہے یا نہ رہے
ہے محل پیچ نہ صبح شب وصل ابھی زاہد
کسطرح منزل ہستی سے عدم کو پہونچے
دل کسے کیا نہ دکھائے سخن بیجا سے
کوچ ہستی سے عدم کو جو ہوا شاہو نکا
جو کشش عشق میں تھی اون دور رہے عقل ہم
اون مقاموں نے مقدر سے مجھے پہونچایا
تپ فرقت کی نہایت دق ہے تن گر رکھا ہے
سرو کے پاس گلستان میں جانا تھا
اے رہی راہ سے ہم منزل مقصد گئے
عندلیبوں کی نہ فریاد سنی جائیگی
ترا ہے قرب مصلّا نہیں ہم رند قدیمی

ابر کیطرح جیسے آہو نگا دہوان دور رہے
کیا تماشا ہو جو دلسے یہ جہان دور رہے
یہ قیامت ہے کہ وہ آفت جان دور رہے
کان سگ کے پاس سے لیندا ذان دور رہے
یار اللہ غنی جاسکے کہان دور رہے
خون ناحق سے سدا تیغ زبان دور رہے
فوج سے فرق پڑا طبل و نشان دور رہے
صحبت پیر سے جسطرح جوان دور رہے
منزلون مجھسے مری وہم و گمان دور رہے
یہ بڑا روگ ہے وہ راحت جان دور رہے
جال جو سکے جو تم اے سرو روان دور رہے
چھپکیان وہ دور رہین سنگ نشان دور رہے
یا الٰہی یہ گلستان سے خزان دور رہے
اس محلے سے خدا یا یہ دکان دور رہے

۲۰۰	سنبلستان میں جو جا کر ہو کہیں استے ہیں اے صبا اونسے یہ آہو نگا دہوان دور رہے	۲۲

کیا تماشا ہے فتوحات خرابات مغان ہے
زلف گیسو ہے مشکین مری آنکھوں سے نہان ہے
ابرو ان دو نہیں دو کمر یا یہ کمان ہے
آج ہر بادہ پرستان ہیں ماہ رمضان ہے

خشت سر خم لیے طلسمات جہان ہے
سوونکا سا عالم ہے نہایت خفقان ہے
کچھ وہم ہوا دل نہ کمر ہے نہ دہان ہے
جھگی سے میں پی ان لڑ رندیکین واعظ کی ہان

دور روز گار دنیا میں فقط نام نشان ہے — کچھ بھی نہیں اگر نہ مکین ہے نہ مکان ہے

میری دل رنگین کو بہت شوق فغان ہے — ہر برگ گل اس باغ کا بلبل کی زبان ہے

جو دیکھیگا اوسکو وہ اوسکی سی کہیگا — تیرا کوئی اے دل نہ یہان ہے نہ وہان ہے

احوال مذاہب سے یہ ثابت ہوا ہمکو — اک بات ہے جسکا کئی صورت سے بیان ہے

اوس گیسوی مشکین سے سیاہی میں ملائے — معلوم نہیں نامۂ اعمال کہان ہے

اے ترک ہدف ہمکو بنا ہم بھی تو دیکھین — کسطرح چلے یہ تیر ہیں کیسی کمان ہے

چھپتی نہیں اے یار بنائی ہوئی باتین — جو حال ہے دلکا تری چہرے سے عیان ہے

اس ہجر میں ہمتو ہیں شہ اردکوئی مرجائے — اللہ سلامت رکھے اوسکو وہ جہان ہے

پیش حکما واہمہ خلاق ہوا اے دل — جو کچھ ہے جہان میں سبب وہم وگمان ہے

اور ونکی طرح حیلے کی باتین نہیں آتین — منصور ہیں ہم کلمۂ حق ورد زبان ہے

گھر سے جو چلا یار تو فزون تر شب غم ہے — گھٹا ہوا ایسا مری آہونکا دھوان ہے

اے ترک تری باد بہاری ہے جلو میں — اوڑتا ہوا جاتا ہے وہ گلگون توان ہے

تلوار میں ہم لوگ کڑی ترکی سبب سے — گر دھار سبب ہے جو فلک سنگ فسان ہے

تشبیہ اسی سے کمر یار کو دینگے — نازک رگ گل سے بھی زیادہ رگ جان ہے

کیا مال ہے زر دولت دیدار کے آگے — قیمت نہیں یوسف کی زلیخا کو گران ہے

اوٹھا وہ کہ شب وصل میں کہتا ہی رہا فن — کیسی یہ سحر ہے نہ گجر ہے نہ اذان ہے

پچھتائیگا توڑا جو میرے کعبۂ دل کو — کچھ خیر ہے اسوقت تو اے یار کہان ہے

اک رنگ پہ عالم نہیں ہستا ہے صبا کا
کہ باد بہاری ہے کہ باد خزان ہے

٢٤ ٣

شہر الی امر مین یہ وہم گمان کیا یعنی — موت کی نام سے تمنا حفقان ہے یعنی

ائی سو دن شب وصلت بیر اذان کیا معنی
اپنی اچھا ہے برا سوقت فغان کیا معنے

حال الفت نکیا اون سے بیان کیا معنے
دل کے کچھ کام نہ آئی یہ زبان کیا معنے

سبکو معلوم ہے صورت جو ہوئی یوسف کی
کبھی نکلی کہ بر اپنا ہی جہان کیا معنے

خانۂ گور مین تا حشر ہے مجھے رہنا ہے
اچھا وان کے لیئے دنیا ہین مکان کیا معنے

گالیان بھی مجھے دو کے جو برا کہتے ہو
مشفق من نہ بگڑ جاے زبان کیا معنے

چاہیے رنگ طبیعت کی رعایت ہمکو
نہ ہم گل ہین علاج خفقان کیا معنے

جسطرف یار نے دیکھا ادھر آفت آئی
کہین کتی ہو جو مژگان دل و سنان کیا معنے

کس قدر عشق ہے تقدیر مین ہم رہنے دو
خط ساغر کے سوا پیر مغان کیا معنے

ترک کر بہر خدا لفظ انا اے منصور
ایک ہی بات کا ہر دم رکھ بیان کیا معنے

ہم فقیرون کو بھلا دیر و حرم سے مطلب
جبکہ آزاد ہوئی قید مکان کیا معنے

یہ تڑپنا تو تڑپنا ہے جو مر بھی جائین
رحم آئی تجھے ای دشمن جان کیا معنے

اہل دنیا کو مین بتاتا ہون بہت غفلت ہین
اس خطرگاہ مین یہ خواب گران کیا معنے

کچھ سمجھ مین نہین آتی ہین ہنسی باتین
مہربان کیون نہین آتی ہو یہان کیا معنے

اپنی باتون سے تو اے طالب دنیا باز آ
منہ کو کھلواے نہ حرص لب نان کیا معنے

دل ہی بس جانتا ہے سوز نہان کا عالم
کوئی دیکھے مری آہ ہو نگاہ دھوان کیا معنے

کوئی جانا نہین کسیکی بھی کوئی سنتا ہے
بزم محفل ایدل نالہ و فغان کیا معنے

ترک الفت کی لیئے ہمسے نہ کہ ای ناصح
کچھ تجھے خبر ہے رہتا ہے کہان کیا معنے

ضبط نالہ کسی صورت سے نہین ہو سکتا
راز الفت کا ہے دلمین نہان کیا معنے

کسطرف دھیان ہے اپنی تو خبر لے ایدل
اسقدر چھوتا ہے اے جہان کیا معنے

کہیئے کیونکر نہ کہا جاے برا غیرون کو
اپنے ہاتھون مین دیتا ہی ہین یان کیا معنے

تم جو مرجاؤ گے ساقی کی طرح ساتھ میرے ہم
تا قیامت ہی نیرنگ علی جائینگے

کیون بچا گر ای بہ و بہ وان کیا معنی
ایک عالم پہ ہے بانی جہان کیا معنی

۲۰۰۲	ای صبا ... غنچہ کی طرح خاموشی گل بچا صفت برات خزان کیا معنی	۲۰

ہنگی لگی ہے دھیان میں اک آفتاب کے
ہم میکشون سے یہ گلہ اجتناب کے
بیٹھا گھر نہ لیکے فرشتے عذاب کے
ایدل شراب پیجئے دن ہین شباب کے
لالی اگر فراق مین اوس آفتاب کے
یہ نقش عشق دلمین ہے مدتون سے ہی
نکلی جو روح جسم سے پر دیسے تو کھلا
اللہ رے تو سنت ایام ہجر یار
عجب زمانہ کہ گل سا بنائیے
قدر یہ کی لگنے سے ہے دل کا مدار کا
[illegible] چاندنی میں جو وہ آفتاب حسن
شب کو کوئی بار ہی لبس وہ آپ سے
[illegible] کچھ غرض نہیں عاشقانہ [illegible]
[illegible] کا موی ہے کے سفیدی سبب ہوئی
[illegible] ای ترک دھوئے
[illegible] فلک پر رہین

کیونکر گلہ ہے کہ نہ اوڑا دین آب کے
زاہد کے منہ پہ پیجئے چھینٹے شراب کے
توڑے تو محتسب ہی شیشے شراب کے
قربان اغلوق کے عذاب و ثواب کے
ساقی کے سر ہی توڑئے شیشے شراب کے
نقشے ہے ہین جہان خراب کے
اپنے لیئے ہم آپ ہین باعث حجاب کے
الجھن بھرے ہوئی ہین سہ و آفتاب کے
دل سا مکان حوالے کیا ہے جناب کے
[illegible] اب ہو چاشنی ہین تمام اس کتاب کے
کیا بخت جاگتے ہین شب ماہتاب کے
یہ کون ڈھنگ ہین دل خانہ خراب کے
زاہد رہین شمار مین روز حساب کے
طالع سحر ہوئے بغیر آفتاب کے
دو گھونٹ اگر ملین ہی جھوٹی شراب کے
اللہ رے دلولے مری عہد شباب کے

سیماب وار عشق میں ہم بیقرار ہیں
قابو میں روح بھی دل پر اضطراب کے

ہم مے پرست فوق نہ دینگے شراب پر
زر دشت لا لکھہ وصف کرے آفتاب کے

ہیں ہاتھہ چھوڑتا ہوں شیشے پر آگئے ناصحا
پیچھے پڑا ہی کیوں دل خانہ خراب کے

ساقی بغیر موسم باران ہو نصیب
آہوں سے کیوں ہوئیں اڑا دیں حباب کے

بانا رہر دہے مہ کنعان کا اندنون
تنکے پڑے ہوئے ہیں مرے آفتاب کے

دریای حسن یار کا ہوتا ہی موج زن
لہراتے ہیں ہوا سے جو گوشے نقاب کے

فوج خزان نے باغ کو تاراج کردیا
ٹوٹے گئے شگفتہ لیلے ہوئے تختے گلاب کے

ہرگز نہ کوئی ملک عدم سے پھر آئیگا
عالم اگر یہی ہیں جہان خراب کے

شوق شب وصال میں کھینچے جو تیغ آہ
ٹکڑے اوڑا دیئے سپر آفتاب کے

جوش و خروش عالم پیری نے کھو دیا
ہی ہی کہاں سے لائیں وہ دن شباب کے

مجھسے فقیر مست کو ایسی شراب صاف
صدقے میں اپنے پیر مغان کے جناب کے

۲۰۳	خط کیسا نامہ بر کی بھی پرزے اڑے وہاں ہم ایسے صبار ہے متر صد جواب کے	۱۴

طالب وصل سے تم آج بھی جھگڑا لائے
پھر وہی کل کیطرح وعدۂ فردا لائے

تپ الفت کا چارہ جو مسیحا لائے
تاب نظارۂ خورشید نہ حربا لائے

اے صنم تجھکو جو منظور ہوئی آرایش
سرمہ آنکھوں کے لئے طور سے موسیٰ لائے

نہ چھوڑیو وہ ابر بہار آ پہونچا
جلد لانا کوئی ساغر کوئی مینا لائے

یار کے ہاتھہ میں پہونچا ہو خط شوق یہ
قاصد ایسا نہو پیغام اجل کا لائے

دل کو سودا میں ہوئی دشت نوردی جا سے
سکۂ داغ جنون قیس سے پرکھوا لائے

دل گیسوی بتان میں خطر سو [illegible] ہے
اور کچھ سوانگ نہ اے دل ترا [illegible] لائے

تو نہ ہوتا تو نہ دنیا مین کوئی غم ہوتا
کیون عدم سے تجھے اے دل شیدا لائی

ہم وہ بیکس ہین کہ ساتھ ہو ہمارا تو ذرا
محتسب کی لیئے قاضی کا پیادا لائی

ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے شب غم مین ہمین بھی
گو کہ موسی بھی چراغ ید بیضا لائی

کسطرح تجھ صنم مین کوئی دلکو سمجھائے
یہ کہان سے کوئی پتھر کا کلیجہ لاے

ای شہ حسن وہ سودا ہے تری زلفونکا
بیڑیان ڈالکے یوسف کو زلیخا لائی

زہر لگتے ہین شب وصل مین شرم کی باتین
کچھ تمہین خیر ہے لو اور بکھیڑا لائی

۲۰۴	ای صبا زندہ جاوید ہوئے ہم پس مرگ خانہ گور مین تشریف جو مولا لائی	۱۶

فلک تک بھی ہر چند جاتی ہے بجلی
مگر کون آہون کو پاتی ہے بجلی

وہ دہقان ہون جسکا لگا تا ہو خرمن
وہین آکے چکر لگاتی ہے بجلی

مرے آہ نے کھڑ کھڑایا ہے جاکر
گرے گی بہت لڑکھڑاتی ہے بجلی

دکھاؤ جو تم کھینچکر آب خنجر
ابھی اپنا لوہا بجھاتی ہے بجلی

ہمین اور چشم غضب سے وہ دیکھین
یہ تقدیر ہمپر گراتی ہے بجلی

وہ جھولے پہ جسوقت گاتے ہین ساون
بہت چرخ پر حال لاتی ہے بجلی

یونہین ابر مین ہم پیین گے شرابین
کڑک کر کسے یان ڈراتی ہے بجلی

شب غم مین مینہہ کا برسنا غضب ہے
کہ ہر بوند دلپر گراتی ہے بجلی

ترے اون نگاہون کے کشتون کا تربتہ
مزار عزیزم سونا چڑہاتی ہے بجلی

وہ دل ہے دو دل جگر جسکے آگے
ہوا بادلون کو تپاتی ہے بجلی

ہنسے ہنہ گی ہمسے جو کی بحث گریہ
عبث ابر کو گدگداتی ہے بجلی

مرے کشت پر جب برستے ہین بادل
فرشتونکو ڈرے لگاتی ہے بجلی

وہ آتے قاتل کے آگے تو آئے
دکھاتے ہین جو ہر تہ پہ آہ دل کے
چمکا جو ہین کہ ہوا اک برق وش کا

چمکا دو وہی سے ہلاتی ہے تجلی
نور ہ مے کیا تلملاتی ہے تجلی
قیامت کی جلوے دکھاتی ہے تجلی

۲۰۵	چھپا آہ دل سے کہ بھیسر نکلے تھپیڑے ہوا کی جو کھائی ہے تجلی	۱۴۷

یہ ٹکرایا سر اپنا اون کے در سے
خدایا حشر کو رسوا نکرنا
یہ شوق منزلِ مقصد ہوا ہے
امید و بیم بین الکھا ہے لا کر
ملا دی خاک مین میری جوانی
قفس کے ہین تری مژگان نکیلے
ہے اک مدت سے شوقِ قتل ان کو
وہ مجرم ہون میرا جانا جو ہو گا
لب شیرین کا بوسہ دیکے ای یار
ہم اسے قاتل نہایت سخت جان ہین
گرا لی عزر ہے ہستی پر آئے
بشر نافل ہے دنیا مین اجل سے
بت خورشید رو پر جان دی ہے

کہ سر نکلے ہوئے نکلو وہ گھر سے
کہے رکھتا ہے بندہ پیشتر سے
ہر ہے جاتے ہین کوسون ادہر سے
بنا کر آدمی کو خمیر و شر سے
خدا سمجھے بت بیداد گر سے
نہ کیونکر اون کی لین نیشتر سے
ہمین جو رنگ کر تیغ دو سر سے
چلے گا خلد واعظ سقر سے
مرا منہ بھر دیا تم نے شکر سے
ٹھہر کی جاتی رہے کی بار دو پر سے
پڑا پالا جو اک بیداد گر سے
اجل غافل نہین ہرگز بشر سے
حنوط اپنا ہو کافور سحر سے

۲۰۶	تمنا شب مین صبا آنسو بہا کر جہنم کو بجھا آیا گھر سے	۱۴

زاہد عبث نہ منتظر حور عین رہے — اچھا رہے جو محو بتان حسین رہے

ایکے صفا سے رونق بزم یقین رہے — آئینۂ جمال جہان آفرین رہے

مرنا جو دیکھ لے ترے بیمار عشق کا — عیسی کو داغ تا نفس والپسین رہے

اے ترک تجھکو روز مبارک ہے قتل عام — کھنچی تلک لہو مین بھری آستین رہے

سرگشتگی وہ ہے کہ جو ہون فوج بعد مرگ — گردش مین آسمان کے برابر زمین رہے

دلکو لگاؤ ہے لب شیرین یار سے — یہ وہ مگس نہین کہ جدا انگبین رہے

کہتے ہین لوگ نقش قدم اونکا دیکھکر — اس گُل انگ پر جڑا ہوا دل کا نگین رہے

نکلی جو روح خانۂ تن سے گیا خبر — ممکن نہین مکان سے جل بے مکین رہے

پروانونکا ہجوم تھا شمع روانہ تک — احباب گرد تا نفس والپسین رہے

بوسے کے مانگنے پہ نہ یون منہ بنائیے — یہ ناز جا کے اور ہی اے نازنین رہے

اے قیس پیرہن کو نہ یون چاک چاک کر — کچھ تو حجاب لیلے پردہ نشین رہے

رکھین نہ اوس طرح کا لباس ای صبا کبھی
لالی کیطرح جیسے فقط اک پوستین رہے

ہم تو کہیے کیطرف حرف مناجات رہے — کعبۂ دل مین نہان قبلۂ حاجات رہے

ان بتون کی نہ اگر چشم عنایات رہے — دل لگی عورون سے پہ یون ملاقات رہے

غیر ممکن ہے کہ صبح شب فرقت دیکھین — خانہ ہے کوئی دو گھڑی کی رات رہے

لگی بیتابی سے نالہ ہم اگر کرتے ہین — یہ تو فرمائیے پھر آپکی کیا بات رہے

رنج دنیا سے سوا راحت عقبی تو ہے — وہی اچھی رہی جو سمجھ کے آفات رہے

پھونکتا ہی مجھسی بلا نوش کو خم کی منہ سے — بول بالا ترا ای ساقی خرابات رہے

سانپ پردونین جھنک کہ وہ پیکر ہے — انکھ پھیرے سے جو خورشید ... رہے

٢٠٨	شیخ صاحب کبھی عقبیٰ کا بھی دھیان آتا ہے کچھ وہان کے بھی لئے کشف و کرامات ہے	١٨

ہاتھ آگیا جو ساقی عالی مقام سے — سرمست آفتاب ہوا ایک جام سے

ہے فوق روی یار کو ماہ تمام سے — گیسو سیاہ ہے شب یلدا کی شام سے

ہم بھی ضرور لیتے کسی کام کے لئے — فرصت نہ آسمان کو ملی اپنے کام سے

مملو ہوا ہے بادہ الفت سے ظرف دل — ساقی شراب دیکھ چھلکتی ہے جام سے

خود آئے کچھ غرض ہو اگر بادشاہ کو — اوٹھیگا یہ فقیر نہ اپنے مقام سے

کیسی اسیر لشکر انہ وہ غم ہوئے — غافل جو بلکہ دل کے ہوئے انتظام سے

اہل ہوس کو طائر جان کا نہ حال پوچھ — کنج قفس مین جائیگا چھوٹا جو دام سے

ساقی خدا کرے رہے آباد میکدہ — خم سے سبو سے رطل سے شیشی سے جام سے

پیدا کرکے یار نے کھویا فروغ حسن — تیغ نگہہ خراب ہوئے قتل عام سے

اللہ رے جو لیلی محمل نشین نے — دل پک گیا ہے قیس کے سودائے خام سے

وہ عندلیب ہون کہ مرے نالہ اپر سے — آنسو ٹپکتے ہین ہر چشم دام سے

بعد فنا بھی ہی جو یہی فوج آرزو — اوٹھین گے روز حشر تری اقتسام سے

ہر دانہ بن چراغ ہو ہالے مین ماہ ہو — گھبرا گئے نہ عاشقون کے ازدحام سے

غیرون نے آستان صنم سے اوٹھا دیا — ٹکرائین چلکے سر در بیت الحرام سے

زاہد تری نماز تجھے ساز وار ہو — در گذرے ہم رکوع و سجود و قیام سے

ہوجائے بار ابھی نہ محبت کا امتحان — موجود ہو نہین کھینچ تو خنجر نیام سے

٢٠٩	ہم کیا ہین ای صبا جو نہون ہمسہ افتری محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے	١٩

ان بتوں کو جذبۂ دل سے لتاڑا چاہیے
کافروں کو بیچ میں لا کر پچھاڑا چاہیے

سر کو ای سرو خوش قد خوب جھاڑا چاہیے
قمریوں کا گلشن ہستی اوجاڑا چاہیے

تنگ ہیں بازیچۂ ہستی سے ہم ای طفل اشک
اس گھروندے کو کسی صورت بگاڑا چاہیے

فصل گل آئی ہے پھر دورۂ دور جام ہے
پھر وہی جم جائی ساقی کا اکھاڑا چاہیے

ہو چکی ہم قتل او سفاک غصہ ہو چکا
رحم کی جا ہے کہیں اب لاش گاڑا چاہیے

زاہدو مجمع سے ہم رندوں کی ان بن ہو گئی
جای کوثر پر انہیں ہاڑیکا دہاڑا چاہیے

خاک پائی قیس سمجھیں کھینچی الٰہی ہمیں
ای جنون انکی تو ایسا ہی لتاڑا چاہیے

آمد آمد لگ رہی ہے باغ میں اوس سرو قد کی
باغبان شمشاد کو جڑ سے اوکھاڑا چاہیے

ساقیا اک پیر زور و نہ ہیں ہم می پرست
چلکی واعظ کو سر منبر لتاڑا چاہیے

تیرا دامن ای بت گل پیرہن او دست غیر
دونو ہاتھوں سے گریبان اپنا پھاڑا چاہیے

کم نہیں بدل متاع حسن سے حسن کمال
چشم یوسف سے خریداروں کو تاڑا چاہیے

آستان پہ بیٹھکر ہم مر گئی ہیں ای صنم
لاش اوٹھانیکو تری کا کیواڑا چاہیے

چرخ سرکش دور ہے کھینچا ہی آپکو
ہان مری نالو ذرا اسکو لتاڑا چاہیے

خاک ایسی زندگی پر جو کدورت میں کٹی
گرد کلفت جامۂ ہستی سے جھاڑا چاہیے

تیری آگی جیب دامن کی حقیقت ای جنون
دامن محشر بھی ہاتھ آئے تو پھاڑا چاہیے

٢١٠	ای صبا کچھ مس نہیں تکو لباس فقر سے ایک کمل میں بسر ہو جائے جاڑا چاہیے	١٨

آپ اپنی بیوفائی دیکھیے
ہم سے اور ایسی برائی دیکھیے

بات پھر ہم سے بنائی دیکھیے
پھر وہی تقریر آئی دیکھیے

آئینہ اوس بت کو دکھلا کر کہا
اور صورت ہاتھ آئی دیکھیے

عرش تک نہ پہنچے یہ طرہ ہوا
نالۂ دل کے رسالے دیکھیے

ہم اسیران طلسم خاک ہیں
کیا ہوتا وقت رہائی دیکھیے

مار ڈالا منہ چھپا کر آپ نے
موت کس پر دیکھیں آئی دیکھیے

آمد آمد موسم گل کی ہوئی
پھر طبیعت گدگدائی دیکھیے

داغ دل تارا ہے چشم مہر کا
عشق کی جلوہ نمائی دیکھیے

میری جانب یوں نظر کرنا نہ تھا
آپ نے بجلی گرائی دیکھیے

پھینکیے ہاتھوں سے پھولوں کے چھڑے
بھرے گل خوردہ کلائی دیکھیے

چشم پوشی اس قدر اچھی نہیں
اٹھو جاں آنکھوں میں آئی دیکھیے

ایک دن رو رو کے طوفاں لائینگے
اس قدر ناآشنائی دیکھیے

واہ رے سرمہ لگانا آپ کا
شاخ نرگس ہے سلائی دیکھیے

صاف ہے آئینہ اسکندری
اس مرے دل کی صفائی دیکھیے

دیر ہوتی ہے ہمارے قتل میں
یہ نہیں اچھی جھکائی دیکھیے

لائیے بادہ پیئیے جام شراب
دیکھیے بدلی وہ آئی دیکھیے

مر گئے لیکن نہ راز دل کھلا
آہ بھی لب تک نہ آئی دیکھیے

۲۱۱	وہ نہ آتا تھا نہ آئی اے صبا رفتہ رفتہ موت آئی دیکھیے	۱۵

نفس [illegible] موجود ہے کیا ہونا ہے
شرک موجود ہے کیا ہوتا ہے

کشتہ مقصود ہے کیا ہونا ہے
حال مفقود ہے کیا ہونا ہے

[illegible]
وان معبود ہے کیا ہونا ہے

چھوڑ دنیا سے وہ [illegible]
امر ہے کیا مود ہے کیا ہونا ہے

ہست و بود تن خاکی اکدن | نیست نابود ہے کیا ہونا ہے
صاف ہوتا کہ ہوا از خود رفتہ | راہ مسدود ہے کیا ہونا ہے
دیکھیے حشر کو کیسی گذرے | روز موعود ہے کیا ہونا ہے
چاہیے مسجد اقصے مین نماز | دیر مسجود ہے کیا ہونا ہے
من و سلوا جسے ہم سمجھے ہین | زہر آلود ہے کیا ہونا ہے
گرمیِ عشق و نہال و ہستی | آتش و عود ہے کیا ہونا ہے
جوہر روح تن خاک کے مین | کیا گل اندود ہے کیا ہونا ہے
دولتِ فقر مقدر پر ہے | سعی بے سود ہے کیا ہونا ہے
جو کہ منصور کے پیش آیا تھا | وہی موجود ہے کیا ہونا ہے
خود پرستی کی بری ہی صورت | عبد معبود ہے کیا ہونا ہے

۲۱۲	اے صبا دیکھیے وہ پردہ نشین کس سے خوشنود ہے کیا ہونا ہے	۱۵

دل پر داغ باغ کسکا ہے | دیدۂ تر ایاغ کسکا ہے
میکدہ صحن باغ کسکا ہے | ساغر گل ایاغ کسکا ہے
داغ پھر کا چلی نسیم بہار | یہہ ہوا مین چراغ کسکا ہے
کیون کہین زلفِ یار کو سنبل | یان پریشان دماغ کسکا ہے
دل پر داغ کی یہی ہے بہار | پھولی خانہ باغ کسکا ہے
[illegible] کیون پھر آیا ہے | چل [illegible] باغ کسکا ہے
چار عنصر کے سب تماشے ہین | واہ یہہ چار باغ کسکا ہے
عرش اعلے پہ فکر عالی ہے | ہمنے پایا سراغ کسکا ہے

کسکا مسکن ہے سینہ عارف
دل روشن چراغ کسکا ہی

جیب گل کس پہ چاک ہتا ہے
دل مین لالیکے داغ کسکا ہے

دین و دنیا کو ترک کر بیٹھے
اور نام انفراغ کسکا ہے

ای جنون تیری واسطے سب ہین
باغ کسکا ہے زاغ کسکا ہے

یار اللہ رے ترا عالم
ق دیکھہ یہ دل مین داغ کسکا ہے

ماہرو اور بھی ہین دنیا مین
یون فلک پر دماغ کسکا ہے

۲۱۲
ای صبا اس زمین مین لیسی شعر
ایسا عالی دماغ کسکا ہے
۱۷۰

کبھی نہ قدر ہوئی یہ ملال لیکے چلے
لحد مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

دل حزین کو ذرہ خاک کا جواب ہوا
تہی گلی سے یہ گرد ملال لیکے چلے

بلا کے آپ نے خوب آبروئی ہری کی
جبین پہ عرق انفعال لیکے چلے

جواب محکمہ حشر مین بن پتہا
سقدمات نہ بے انفصال لیکے چلے

زبان خار سے کیا جانئی کیا ہو سر زد
عدم کو باغ سے گل گوشمال لیکے چلے

عدم مین عوام دیکھیگی وہ آندہی ہو پہنچی
جہان بھر سے یہ گرد ملال لیکے چلے

طریق فقر مین نوبت نشان ای فقرا
عجیب صورت جانئی جلال لیکے چلے

عدم کی راہ مین جانا پڑیگا خالی ہاتھ
یہ سفر نہین جسمین کمال لیکے چلے

ہماری پاس سے یون باغ مین وہ گل اوٹھ چلے
یہ اور داغ دم انتقال لیکے چلے

بنا دیا غم فرقت نے ضعف سے پر کاہ
جسد ہر کو چاہئے ہوائی جمال لیکے چلے

عدم سے خوب چلے صید گاہ عالم کو
کہ نفس شمع سا کتنا کمال لیکے چلے

جو حد بہی جائین تو وہ راہ پر نہ آئیگا
جنازہ چار قدم کیا مجال لیکے چلے

بلا ہی عشق میں جھوکے نہ یہ دل وحشی
کہین نہ شیر کے منہ پر غزال لیکے چلے

ضرور تم یون سے ہم صحبت آتش
نہ سرو کی طرف اے نونہال لیکے چلے

تبو ابھی حشر کے دن خبر ابھی لیجئے
خدا گواہ ہے دل کا جو حال لیکے چلے

ہوا آئی ہوا ہو مدہوش نہ ہون کا
شراب بیچنے ٹھلیان کلال لیکے چلے

۲۶	صفائی دل کا جہ بہا حال کھل گیا دم نزع میں آئینہ تو نہ بہم المثال لیکے چلے	۲۱۳

بہار آئی الٰہی چمن پہ کیا ہو جائے
پری زدہ زرد ہر اک شاخ سبز ہی نہ ہو جائے

کبھو ادھر کے جو ہوپ دان پڑی ہو جائے
جو اپنا منہ جو لاۓ پیمبری ہو جائے

یہ اتفاق دل کہیں تماشا ہے بری ہو جائے
کہہ لیا تمہیں کھو تم بری ہو جائے

غزال ایسی اوٹھنے لگے پری کیا ہو جائے
اگر وہ سارے تیر کے سر کے ہو جائے

پری جو دیکھ یہ سایہ تیرا پری ہو جائے
فسون چشم سے لو سا اسا وری ہو جائے

کبھی نہ آئینہ دل کا تمہیں دکھاؤن گا
تمہارا ہو کہیں صورت دو سری ہو جائے

ہم اپنے صبر کا لو امتحان کرتے ہین
جو ہوش ہو وہ ابھی مستقل ہی ہو جائے

محیط عشق میں انسان ہست خاک تو کیا
بہار ہو تو وہ بلبل گل کے کنارے ہو جائے

کمان تلک کوئی ناقوس ار چلائی
تو خدا کے لیئے بندہ پروری ہو جائے

ماہی کا تجھے کچھ بھی ہے دھیان اے سرکش
نہ ہو کہ دوسری کہیں پہلو تہی ہو جائے

وہ خود غلط ہوں میرا نام اگر لکھا جائے
تمام دفتر عالم کے ابتری ہو جائے

زہی ترقی دریا سے حسن عارض یار
حباب چشمہ خورشید خاوری ہو جائے

گناہ الفت چشم بتان سے عالمگیر
تمام دہر نہ قاتل کی کہو ہی ہو جائے

ہم ایکدم میں ورا دیتے ہیں تیغوں کے
اگر ذرا سا دو تیغ پیمبری ہو جائے

غبار آنے نہ پائے دل مصفا پر
یہ آئینہ ہے نہ سد سکندری ہو جائے

وہ سخت جان ہون کہین کرکری نہوا ہمت
چٹائے سنگ فرا بارہ ریزی ہو جائے

چلکش رہی ہے تری زلف عنبرین اید رو
کہین نہ مشک کو دعوای ہمسری کا ہو جائے

چھوئے جو وہ بطامی کو تو جان پڑ جائے
وہ منہ لگائے تو بنت العنب پری ہو جائے

علوی طبع چھوڑ دی اگر یگانون سے
ملائکہ سے فلک پر برادری ہو جائے

وہ موتیونکو ملاتے ہین اپنے دانتون سے
غریق آب خجالت نہ جوہری ہو جائے

اگر یہی کمر یار کی نزاکت سے ہے
وبال جان کہین نہ لف عنبری ہو جائے

وہ اشکبار ہین دل کھول کر اگر روئین
زمانہ صورت سد سکندری ہو جائے

وہ بت نہین ہے اور آنکھون مین جان آئی ہے
خدا دکھائے تو دیدار آخری ہو جائے

جنون ساختہ ہے غیر بیڑیان پہنے
تو یار سے بھی ذرا جنگ زرگری ہو جائے

جنہاں ہے جو دار پہ منصور یہ اشارہ تھا
قدم زمین پہ نہ رکھے جو خود سری ہو جائے

۲۱۵	صبا تم ایک ہی آتش زبان ہو جب بھی رہو چراغ پا کہین منکر نہ انوری ہو جائے	۱۷

سر سے شیشۂ مے ساقی مین سراسر توڑے
ہو نہ ٹھر دانتون سے چبائی لب ساغر توڑے

دل عنادل کا نہ گلچین عبث توڑے
ہاتھ مین خشک آ لی جو گل تر توڑے

تیر یار کا ہر زخم ہوا دیتا ہے
چار دیوار عناصر مین عجب در توڑے

عشق کے معرکے سے جان کا چٹکارا ہو
ہو نہ فوج الم و درد کا لشکر توڑے

ضعف سے نزقت ساقی مین ہین ہاتھون
پتھرون سے کوئی یہ شیشہ و ساغر توڑے

جل گیا جو رسیرا آ گئی وہ لایچ مین
غیر سے توڑ لیا اون کو دکھا کر توڑے

آج گورستم دستان ہوا دنیا مین
خوب تو دست جنون پائے لنگر توڑے

زینے کیا خوب لئی بام حقیقت کی ثبوت
نئے چہرہ چہرہ سی جو واعظو منبر توڑے

سروکو پھونکا ہے شمشاد کو جبر سی کافی
وہ سہی قد نہ مگر دل کا صنوبر توڑے

محو صورت ہو معنی سی اگر واقف ہو
اپنے آئینہ کو پتھر سے سکندر توڑے

عاشقون کی لیئے شمشیر ادا کافی ہے
سخت جانو نپہ عبث یار نے خنجر توڑے

منزل گور مین منعم کے نہ زر کام آیا
لیگیا خاک صندوق مین بھر کر توڑے

خاطرین چاہیئے آپسمین مسلمانون کو
قہر ہے دل جو برادر کا برادر توڑے

آہین کرتا ہون تو کہتے ہین ملک گھبراکر
یہ ہوا کشتی گردون کا نہ لنگر توڑے

آتش حرص کہین ہے ہت پندار کہین
آگ زر دشمن بجہائی صنم آذر توڑے

سختی دہر سے کیا خوف دل عاشق کو
یہ وہ شیشہ ہی جو لڑجائی تو پتھر توڑے

۲۰	واعظو شہر کو رہ رہ کی جلایا کیا کیا یہ وہ رکھہ کھہ کی صبا نی رمضان بہر توڑے	۲۱۶

عکس پر اونکو پری کا جو گمان ہوتا ہے
آئینہ دیکھہ کی کیا کیا خفقان ہوتا ہے

عشق رخ کاشف اسرار نہان ہوتا ہے
یہ ورق لوح طلسم دوجہان ہوتا ہے

دود دل عشق کے خامی سی عیان ہوتا ہے
ہیزم تر کو جلاؤ تو دھوان ہوتا ہے

روح نکلی تن خاکی سی تو معلوم ہوا
تجھسے خالی تیری رہنی کا مکان ہوتا ہی

حشر دیدہ نیو جہو شب تنہائی کے
دیکھتا تہا کہ دم آنکہو نسی روان ہوتا ہے

تو وہ یوسف ہی جو چاہے تو زلیخا کیطرح
نئے سر سے فلک پیر جوان ہوتا ہے

رنگ لائی ہوئے بھتی یہ پری رہتی ہین
موسم گل مین ہرین ہش کہان ہوتا ہے

عشق جانسوز سی بڑھکر نہ جہنم ہوگا
ہے بیٹھے کہ ندگا رہ ندان ہوتا ہے

آہین کرتا ہون تو گھبراکے وہ فرماتی ہین
گھر کسیکا کہین جلتا ہے دھوان ہوتا ہے

میری وحشت کا جو وہ رنگ انہیں یاد آتا ہی
تا مہ سی موسم گل کی خفقان ہوتا ہے

بعد مرنے کے بھی ہم دشت نورد و غبار نکلے
ہمرہ قافلۂ ریگ روان ہوتا ہے

زلف اوس حور کے گلشن میں جو یاد آتی ہی
سنبلستان مجھے دوزخ کا دھوان ہوتا ہے

شوق دیدار میں طاقت نہیں گویائی کی
حالت دل کا اشارہ ہی فقط بیان ہوتا ہے

خاکساروں ہی نے ہے عشق کی دولت پائی
انہیں ویرانوں میں یہ گنج نہان ہوتا ہے

یار ہم تو رخ شفاف کے دیوانے ہیں
زلف چہرہ سے اوٹھاؤ خفقان ہوتا ہے

جام مے ساغر خورشید پہ طشترہ نکلا
آسمان معتقد پیر مغان ہوتا ہے

مجرم عشق تہ جرم کا سزاوار نہیں
ہائے کس یاس سے ہر سو نگران ہوتا ہے

واعظوں سے کوئی تعریف سنی حوروں کی
مسجدوں میں تو قیامت کا بیان ہوتا ہے

دوش احباب پہ جاتا ہی جنازہ پس مرگ
یہ وہ بیڑا ہی کہ ہاتھوں پہ روان ہوتا ہے

۲۱۷	آہیں بھرتے ہیں صبا آپ خدا خیر کری اس ہوا سے چمن زیست خزان ہوتا ہے	۲۶

نالوں کا اذن مجھ دل مجبور کے لیئے
ہو جائے حکم نفخ فی الصور کے لیئے

آہیں بھریں جو اوس بت پر نور کے لیئے
آندھی چلی چراغ سر طور کے لیئے

گدڑی درست کی جو تیری عور کے لیئے
لینے قبای قیصر و فغفور کے لیئے

کہتے ہیں سب تیری رخ پر نور کے لیئے
زیبا تھا یہ چراغ سر طور کے لیئے

آنکھیں صبا پر آب ہیں اوس نور کے لیئے
افسردہ دل ہیں آتش منصور کے لیئے

ملتا ہی گلہ خون سے دل اوس نور کی لیئے
بس دل میں بیٹھا ہے زنبور کے لیئے

پھر دعائے وصل نمازیں پڑھا کیئے
اللہ نے جھکے بت مغرور کے لیئے

دنیا کی سب لباس ہے اوس حور کی واسطے
حلے بہشت کے ہیں تیرے عور کے لیئے

کیا رنگ پر ہے اوس بت پر نگار شباب
تا باے عرش نالہ مرے اختیار سے

کشتی پر تیر خون کے وہ عاشق مزاج تھے
تھے رہی ہم اوسکو قریب رگ گلو

ایک پر نو بہار ہوا ان رندوں کی بزم
ہو حق سی صوفیون کے ہیں جال نکل گیا

منظور اوسکو بزم جہان کا فروغ تھا
نسبت النسب پہ ہی گئی توجہ کی مگر

جامہ دری عشق ہے بہر حجاب حسن
یہ ہے جواب پرسش روز سوال کا

زاہد کے پیچ و تاب کا سب حال کھل گیا
اے شب ہے دل پہ عقاب نگاہ یار

تازہ ابر آب حیات ہی دوا خونا ہی تیرین
کاٹو تیرے کشتہ الفت کا اہی ری

دیکھا گیا نہ حال جو درد فراق کا
کیونکر نہیں عرور نہیں خاکسار ہیں

ہے منتظر یار پر پھر کا ہوا ہے دم

فصل بہار ہے تیرے جلوے رخ کے لئے
اتنی تو بات ہے دل مجبور کے لیے

جنت میں جا کے لوٹ گئی حور کے لیے
کعبے کے سمت رخ کیا دور کے لیے

موتی کی آب چاہیئے انگور کے لیے
تا حشر جوش ہے منصور کے لیے

روشن چراغ حسن کیا نور کے لیے
زاہد پہ جن سوار رہا حور کے لیے

عریان ہے قیس لیلی مستور کے لیے
کیا اختیار بندہ مجبور کے لیے

سر پر عمامہ باندھ لیا زور کے لیے
طیار شاہ بہار ہے عصفور کے لیے

پہنا ضرور چاہیئے ناسور کے لیے
غازہ ہوا جہان میں رخ حور کے لیے

عیسی نے رو دیا تیرے رنجور کے لیے
یہ ہی ہے کاسہ سر فغفور کے لیے

ہاتھی دل ہے چشم کا فور کے لیے

٢١٨	وہ تیر ہو روزہ ہوں لعل پیچاک ای صبا شانہ ہی کیسو شب دیجور کے لیے	٢٢
آج ہے خورشید لب بام نہیں ہے		خونباری عاشق شفق شام نہیں ہے

جبتک نہ جلون جانکو آرام نہین ہے
پروانہ ہون جلنے کے سوا کام نہین ہے

زاہد کو سر زلف سیہ فام نہین ہے
مومن ہے تو جہہ طرف شام نہین ہے

یہ جان تو اب عاشق ناکام نہین ہے
جتنیا رہا گر صبح تو گیا شام نہین ہے

انسان ہو زاہد تو پہنسے زلف صنم مین
یہ دام پہ صید دو دام نہین ہے

ہر فصل مین داغ غم الفت کا ہرا ہے
اس نخل کا میوہ تو کبہی خام نہین ہے

باندہ ہو نہ رقیبونکی نمود دین میری آگے
بندہ بہی تو ایسا کوئی گمنام نہین ہے

آئے ہین دم نزع دد اغیار کو لیکر
کیا کہیئے کہ کچھ کہنے کا ہنگام نہین ہے

میخانہ عالم مین غنیمت ہی مراد م
آتنا بہی کوئی رند تہ آشام نہین ہے

عالم ہے وہ بیداد ہے کہ بیٹی غم
رونی کوئی تڑپی کوئی کچھ کام نہین ہے

کشتہ تری قامت کا ہون محشور ہونگا
دفتر مین قیامت کے مہ انام نہین ہے

بیچین وہ ہوتا ہی جو لیتا ہی سواری
ای ابلق ایام تو خوش گام نہین ہے

عاشق ہون مجہکو چپا بان سے غرض ہے
واعظ تری جنت سے مجہے کام نہین ہے

خاموش ہین ون ہیں وہ کرتی ہین باتین
گویا کہ زبان ہی ہمین کچھ کام نہین ہے

عاشق ہو مین بے تابی دل کام ہے میرا
جبتک نہ مین تڑپون مجہے آرام نہین ہے

حال دل عاشق پہ تبسم نکر اے یار
رونیکی ہر جا مفلسی کا بند کام نہین ہے

وہ بلبل نالان ہین کہ نالون سے ہمارے
گلشن مین چمن پر ہر مین کہ آرام نہین ہے

اس نرگس فتان سے ہی ہمچشمی کا دعوی
پہوٹا تو ہوا دیدہ بادام نہین ہے

خونریز ہوا ہے وہ صنم حکم قضا سے
جانا کبہی مورد الزام نہین ہے

عریان ہو اگر کعبہ مقصد کا ہے سودا
اس حج کے لئے جامہ احرام نہین ہے

اللہ رے او مس ترک پریرو کی محبت
کچھ جان کا ہوش ایدل ناکام نہین ہے

٢١٩	شبنم کی طرح ہم ہین صبا باغ جہان مین رونیکے سوا اور ہمین کچہہ کام نہین ہے	١٥

ای جنون ترک ہوا الفت مژگان ہمسے
نوک کی لینہ کہین خار بیابان ہمسے

ای تپ تو نے کیا خوب ہی غارت ہمکو
وہ لٹیرے تہی کہ لی دولت ایمان ہمسے

رنگ دیکہو تو کوئی آکے بہار گل مین
کیا موافق ہے ہوائے چمنستان ہمسے

آنکہہ لڑتی ہے ہوئے آپ کے تیور میلے
دیکہئے لگی گو کہ صف مژگان ہمسے

ختم کے چاند کے لیئے سورہ والفجر پڑہین
لاگ رکہتی ہے بلا شب ہجران ہمسے

تیری گلشن کو فقط آگ لگا دی ہمنے
راگ لاؤ نہ کہین بلبل نالان ہمسے

گہر کہ پڑتی ہی اوٹہہ جاینگے غیر کے قدم
جب سمجہنا ہو سمجہہ لین سر میدان ہمسے

اوس پڑ جاے ہمارے نہ چراغ جان پر
رو دیتے ہو کچہہ ای شمع شبستان ہمسے

گوش گل کو نہ کہین باغ مین صدمہ پہنچے
بحث نالہ نکر ای بلبل نالان ہمسے

ہیر اکہا جاینگے اوڑ جاینگے دسکے ٹکڑے
نہ چہپاؤ نہ چہپاؤ لب دندان ہمسے

گہر ہمارا ہمین دوزخ سے زیادہ ٹہرا
تہر کا لائی حرارہ تپ ہجران ہمسے

دیدہ داغ جنون سے یہ چلی کب بگڑ
چار آنکہین تو کرین غول بیابان ہمسے

گہر بلا کر ہمین غیرون سے نکلواتے ہو
میزبان ایسے ہوں آپ ہی ہو مہمان ہمسے

پہر چلے دامن صحرا کیطرف آئی بہار
پہر ہوا جوش جنون دست و گریبان ہمسے

١٢٠	ای صبا ہم بہی وہ آندہی ہین کہ قول ناسخ اوڑ کے جایگا کہان تخت سلیمان ہمسے	٢٢

رہنے اے یہ نادان کہ جانیوالے
خاک سمجہے نہ مکانون کے بنانیوالے

گل ہر ایا تیری چہالکو کہ ہین کہانیوالے
جامۂ تن کو ہین سمجہو نہین سینیوالے

اوٹھ کے پہلو سے کدھر آپ ہین جانیوالے
جگر و دل مین تڑپ کر نکل آنیوالے

ایک اک مہرو ہے شاہد چمن عالم کا
خاک مین مل گئے کیا کیا سر اوٹھانیوالے

کوئی غصے مین تری آنکھون کے تیور دیکھے
شیر بنکے بھی آہو ہین ڈرانیوالے

حال قارون کا قرآن کو لیکے دیکھین
اژدہا بنکے ہو بیٹھے ہین خزانیوالے

شعلہ زا ہو گئے نالے تو قیامت آئی
دونو عالم مین ہین اب آگ لگانیوالے

مر گئے عاشق نالان تو کہا اوس بت نے
سو گئے فتنۂ محشر کے جگانیوالے

منہ تھوتھانے سے ترے دم مرا گھبراتا ہے
چپ ہو جا مری باتونکے بنانیوالے

شب غم مین مرے نالون سے لگی دل پہ جو چوٹ
چھاتی کوٹا کئے گھڑیال بجانیوالے

دیکھئے تیوری چڑہائی تو ہے تقصیر معاف
گدگدا کر بھی ہنساتے ہین ہنسانیوالے

سکہ بٹھلائینگے بازار قیامت مین ضرور
درہم داغ محبت کے بنانیوالے

حال دل کہئے تو کس طرز سے وہ کہتے ہین
تم سلامت ہو الفت کے جتانیوالے

عاشقونسے کوئی دیکھے تو حسینونکا سلوک
یہی مرشد ہین فقیرون کے ستانیوالے

نشۂ مے مین گئے بونکا فرا کیا جانین
بد مزا لوگ غم حشر کے کھانیوالے

قہر ہے بحر جہان مین جو مقصد کی تلاش
قعر دوزخ مین ہین غوطہ کے لگانیوالے

تیری آئینہ رخسار کی مشتاق ہے دید
منہ نہین پھر قیامت کو دکھانیوالے

حال دل شب کو جو کہنے کو گئے فرمایا
لیجئے آ گئی میری نیند اوڑانیوالے

مر گئے سر پہ گناہونکی گرانباری سے
بیٹھے جاتے ہین جنازے کے اوٹھانیوالے

خاطر دل کوئی اس دام سے چھٹ سکتا ہے
گیسوئے یار بلا کی ہین پھنسانیوالے

رخ شمشیر تری مشتاق ہی دیکھینگے
ذرے ہین خورشید سے آنکھ اوڑانیوالے

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلے زمانیوالے

۲۲۱	ای صبا حشر کو ہم رند یہ کہتے اوٹھے ادہر دے ساغر کوثر کے پلانے والے	۱۷

دل ہمارا کشتۂ نیرنگ ہے	آہ مین تو ہین قزح کا رنگ ہے
ہر جگہ تیرا نرالا ڈھنگ ہے	آب ہے گوہر مین گل مین رنگ ہے
باغ مے ہم مین جنون کا ڈھنگ ہے	نکہت گلہاے رنگا رنگ ہے
چھیڑتا ہے کیون سمند عمر کو	عرصۂ ہستی نہایت تنگ ہے
خاک اوڑاتی پھرتی ہے باد خزان	آج کل مٹی چمن کا رنگ ہے
رو رہے ہین کس صنم کے دھیان مین	آب گریہ آبروے گنگ ہے
پردہ دار الفت لیلے نہین	قیس عریان کسقدر بے ننگ ہے
چومتا ہے بت کو کس پر دیکھ شیخ	سنگ اسود بھی تو آخر سنگ ہے
دیکھ تو صورت کدورت کی نہین	صاف دل آئینہ بے رنگ ہے
نقد دل پر پیچ آخر پڑ گیا	گیسوے جانان سراسر شنگ ہے
جان لیکر خاک پہونچین ہم غریب	شہر دل کا سیکڑون فرسنگ ہے
قطرہ زن ہی کاروان اشک غم	نالہ دلمین صداے زنگ ہے
سرزمین کوچۂ دلدار پر	رات دن کی آسمان سے جنگ ہے
خط سبز اوس بدہن کا دیکھ کر	خضر اپنی زندگی سے تنگ ہے
شکر کر تھوڑا سا بھی گر ہو فراغ	آسمان دون برا دلتنگ ہے
جام جمشیدی پلا دے ساقیا	اشتیاق عالم نیرنگ ہے

۲۲۲	بلبلین گل پر فدا ہم یار پر ای صبا یہ اپنا اپنا رنگ ہی	۴

شب غم اور بخت تیرہ ہے
ای فلک کون یہ وطیرہ ہے

آدمی ہون گنہ وطیرہ ہے
گہہ صغیرہ ہے گہہ کبیرہ ہے

نونہالان باغ حسن ہیں وہ
چمن خلد کا ذخیرہ ہے

لب شیرین یار کے آگے
قند گرڑ ہے تو شہد شیرہ ہے

رنگ لایا ہے انتظار اونکا
آنکھہ کا تل سفید زیرہ ہے

دیکھکر آئینہ وہ کہتے ہیں
چشم محو جمال خیرہ ہے

۲۲۴	بحر غم سے صبا نجات ملی اس غزل کی زمین جدید ہے	۵

گر گئی اپنی نظر اوسکے رخ پر نور سے
واہ رے تیور نہ جہپکے آنکھہ تک طور سے

منع میں ہیں تو وصیت عاشق رنجور سے
پاس آکر کیا تماشا دیکھتے ہو دور سے

ای جنون دشت جنون میں ہے مری مٹی عزیز
باز آیا میں کفن سے غسل سے کافور سے

جب کہا ملئے کہ مجہسے غیر سے ہوگا فشا
بولے وہ ہم بہی تماشا دیکھہ لینگے دور سے

۲۲۵	ناز کرتا ہے مرے دلکو ملا کر خاک میں ای صبا اللہ بچے اوس بت مغرور سے	۷

دل لگانا عذاب ہوتا ہے
آدمی کیا خراب ہوتا ہے

خانہ دل ترے تصور سے
لامکان کا جواب ہوتا ہے

دور سے اون کے [illegible] عالی پر
ہالہ ماہتاب ہوتا ہے

ہوتی ہوتی ہے جبکہ بربادی
عشق خانہ خراب ہوتا ہے

جلوہ رخ یار کے آگے
تیرہ آفتاب ہوتا ہے

[illegible] پر سبوؤن کے [illegible]
[illegible] شراب ہوتا ہے

۲۲۵	کیا مرا ساتھ دیگا گردش مین آسمان کیون خراب ہوتا ہے	۵

خوب معلوم ہی حال دل ناشاد مجھے		دیکھ جذبی مین نہ لاؤ ستم ایجاد مجھے
ہنسی دیگی نہ قفس مین مری فریاد مجھے		مار ڈالیگا گلا گھونٹ کی صیاد مجھے
اک پری زاد کی غم نے یہ کیا ہے لاغر		ڈھونڈھتا ہے نہین پاتا مرا ہمزاد مجھے
ہاے کیا بھول گئی یار عدم مین جاکر		کیا تماشا ہے کسینے نہ کیا یاد مجھے

۲۲۶	اور تو کیا ہے ابھی خط غلامی لکھدون کھینچ دے یار کی تصویر جو بہزاد مجھے	۵

کوئی صورت نہین بچنے کی وہ آفت آئی		کس قیامت کی بلائی شب فرقت آئی
مر گئی پر جو مجھے یاد وہ قامت آئی		نالہ کرتے ہوئے مرقد پہ قیامت آئی
یار کو حسن ملا بغض حسد غیرونکو		قسمتون سے مرے حصے مین محبت آئی
ہم وہ میکش تھے اوسی قلقل مینا سمجھے		ایک ہچکی سے جو ہمکو دم رحلت آئی

۲۲۷	بات رکھ لی دل ناکام نے مرتے مرتے تالب گور زبان پر نہ شکایت آئی	۴

پس از فنا مجھے معراج ہوا کہ بلند ہوئی		کہ خاک یار کے کوٹھی تلک بلند ہوئی
جو آج دیکھتا ہے تو وہ کل نہ دیکھیگا		کھلیگی حشر کو غافل جو آنکھ بند ہوئی
نہ جائے امن مری دلکو سمجھی لشکر غم		شکست کھائیگی جو فوج قلعہ بند ہوئی
ہمیشہ جبر پہ بندہ کا اختیار رہا		نہ کی وہ بات طبیعت کو جو پسند ہوئی

ساغر لب خشک ہی لگا دے	ولہ	قند شراب ساقیا دے
بوسہ وہ ہمین بغیر مانگے		اتنی ہمت نہین خدا دے

تیرے لب لعل گون کا بوسہ / وہ لے اسے بت جسنے خدا دے
اوس شوخ کو کھینچتا ہوا لا / اسے جذبہ دل اثر دکھا دے

آئے نہ آئے دم کا کسے اعتبار ہے / وله ناپایدار زندگی مستعار ہے
آیا تھا میکدے پہ گیا کعبے کیطرف / پیل سحاب بھی شتر بے مہار ہے
جو حال دیکھنا وہ کہنا پیامبر / وله آئیں نہ آئیں آ گئے اونہیں اختیار ہے

غافل نہ دیکھنا ہو کو محبت کی آنکھ سے / جو دیکھی آنکھ مہر قیامت کی آنکھ سے
سوجھی نہ زاہدونکو برابر کی بات بھی / فرد وله دیکھی کوئی تو انکو جنت کی آنکھ سے

یار آمادہ ستم روز نہ کرتا ہے / سامنا موت کا ہر روز رہا کرتا ہے

بے یار منہ سے خاک نہ ساغر لگائیے / شیشوں کو تاک تاک کے پتھر لگائیے
آفت کی جا کہیں بھی بنائی بجز عدم / ہر سو ہے رنگ برق تپاں ڈھونڈھتی ہمیں
منہ تہ لگی دولت زر کی اپنی منہ پر جا ہے / اڑ کھل جائیگا شیشی کا نہ منہ کھلوائیے
غم فراق سے دل کا یہ حال ہوتا تھا / جو کچھ ہوا شیشہ دل تھا ملال ہوتا تھا
کیف مے سے رہی انکا نہ تھا سیدھا / شیشہ اشک میں الٹا رہی ساغر سیدھا
پیچ ہو جسکا طریقہ وہ ہو کیونکر سیدھا / کہیں اڑتا ہی گرہ باز کبوتر سیدھا

١ رباعیات ٢

کیونکر محبوب تعلی کی نہ تواسی بدلے / اک رنگ یہ ہیں ہم تو برنگ خورشید
مظلوم ہوا ہیں کیونکر ہیں بدلے / گرگٹ کی طرح رنگ زمانہ بدلے

٣ ایضاً ٤

سرسبز ہوا کبھی نہ باغ ہستی / ہر چوٹ رہا دور ایاغ ہستی
چلنے جو لگی ہجوم غم کی / خاموش ہوا صبا چراغ ہستی

کیا خوب مزاج کا طریقہ ہے واہ — گہ خضر گہے رہزن گم کردہ راہ
اے بندہ نواز یہ تلون کیسا — لا حول و لا قوۃ الا باللہ

۱ قطعہ تاریخ کتاب پنجۂ مہر تالیف مرزا حاتم علی مہر ۳

پنجۂ مہر جو از مہر شنید — بہ بیانش دل من شیدا گشت
شد النسخہ کہ از بہر لفظش — حسن معنی بصفا پیدا گشت
عیسوی گفت صبا تاریخش — پنجۂ مہر ید بیضا گشت ۱۸۶۵ع

۲ قطعہ تاریخ مسجد ۲

کرد حافظ علی بنا مسجد — معبدہ خوب شد پی عباد
فکر تاریخ چون صبا کردم — گفت دل خانۂ خدا آباد ۱۲۹۵

۳ قطعہ تاریخ انتقال والدہ شیخ مہدی حسن ناظم ۲

ام مہدی حسن ناظم چو مرد — روح او نکہت فردوس شدہ
از سر آہ صبا بنوشتم تاریخ — مومنہ زینت فردوس شدہ ۱۲۹۲

۴ قطعہ تاریخ امام بارہ بنی جان طوائف

عزا خانہ شہ ہر دو سرا کا — بنا ہی چوک مین با عز و اجلال
ہوئی ہین اسکی بنی جان بانی — تو ہی ہمت خوشا لائق خوشا حال
صبا نے نظم کی بنا کی تاریخ — زیارت گاہ یہ بنی تھی امسال

قطعات تاریخ وفات افصح الفصحا جناب میر وزیر علی صبا

۱ قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع زاد شیخ فضل احمد صاحب متخلص بہ کیف ۹

صبا چون از جہان رخت سفر بست — شد از باد اجل بر باد خاکش
خداوندا بفیض رحمت تو — نگردد در قیامت ہیچ باکش

چو از جیب کفن بیرون بیاید — به بو زرسے از کرم دامان چاکش
اگر یک قطره از ابر تو بارد — برآید بادهٔ اطهر ز تاکش
بلوحِ دهر تاریخ وصالش — نوشت از خون دل کیفِ جفاکش
خداوندا بیامرز صبا را — هوائے خلد سازی روح پاکش

۲ ایضاً ۲

چون صبا از جفای خار اجل — نقل کرده ز گلشن ایجاد
بهر تاریخ رحلتش ای کیف — بود در جستجو دل ناشاد
آمد از آسمان چنین آواز — بر زمین تاج شاعری افتاد
۱۲۷۱

۲ از شیخ امداد علی صاحب متخلص بحر ۵

کان شعر و سخن عالم اسلم کلام — بلبلِ باغ مضامین شگفته بنیاد
دوست یک رنگ وفا کیش و کثیر الاحباب — صاحب وضع و خوش اطوار و جوان نیک نهاد
بود در سفر خلد برین پا بر کاب — اسپ ابلک بسته عنان بر سر کش افتاد
رحلت یکشنبه از قالب ارواح نیافت — رفت از دار فنا خسته دماغ و ناشاد
بحر از این مصرع جانسوز گل سال دمید — چمن ها مستی مو هو صبا شد برباد
۱۲۷۱

۴ از خواجه عزیز الدین صاحب متخلص بعزیز ۲

دوش فریاد بگوشم آمد و گفتم سبب چه — ناگهان بلبل دل نوحه کنان کرد ندا
هست از مرگ صبا این چه اگشته عزیز — از چمن سبزه و گل از شبنم و از باغ صبا
۱۲۷۱

۵ از میر ولد حسن صاحب متخلص فوق ۱۱

جب گرے گھوڑے سے وہ بیکی — کان سے منہ سے خون بہنے لگا
حکما سے کہا یہ جاکر حال — بوئے وہ فصد لو تو ہوگی شفا
۱۲۷۱

[illegible] او سگھڑی اونکی	کیا کہون کیسا ہوگیا نقشا
[illegible] ہاتھون کی ہوگئین نبضین قطع	عالم نزع ہوگیا پیدا
غیر حالت جب اس طرح کی ہوئی	پنجشنبہ کے شب کا تھا پچھلا
بست و ہفتم مہ صیام کے تھے	ہائے اوس آن یہ سانحا گذرا
روح نے کی مفارقت اوسدم	خوب محشر بپا سبھون نے کیا
گردش آسمان کے ہاتھون سے	اک زمانہ ہوا تہ و بالا
آفتاب سخن ہوا پنہان	ہائے اندھیر ہوگیا کیسا
فکر تاریخ اب کرو اے فوق	ہو کہ قسمت مین ہونا تھا وہ ہوا
پھر کہے یہ وفات کی تاریخ	گئے باغ جہان سے آہ صبا ١٢٧١

١	ایضاً	٢

گل بسے جبکہ بوے گل کی طرح	باغ عالم مین غم ہوا سب کو
فوق نے رو کے یہ کہی تاریخ	دے گئے داغ کیا صبا سب کو ١٢٧١

٧	از مرزا آغا حسن صاحب متخلص بہ آغا	٢

باغ عالم پر اوداسی چھا گئی	بلبل دل ہے فکر رنج صبا
مصرع تاریخ آغا نے کہا	دل شگفتہ ہو کیونکر اے صبا ١٢٧١

٨	از مرزا حاتم علی صاحب متخلص بہ مہر	٢

بے صبا باغ جہان ہوگیا	پھولونکی بو پھولونکی نکہت [illegible]
ہائے مرے دوست صبا ہائے [illegible]	نالہ یہی جوش مین [illegible]
مصرع تاریخ سنو مہر سے	دور صبا گلشن جنت [illegible]

٩	از میر عباس صاحب متخلص بہ سلیم	٢

پسندیده گلزار خلد برین ما — صبا شاعر عرفی منتخب الجواب
چو شد بی صبا بوستان سخن — بگو بی صبا شد گلستان خراب

۱۰ از شاه مرزا صاحب متخلص به کاشف ۵

صبا خوش فکر و خوش آیین و خوشتر طبع — که شاخش در ریاض دهر کم شد
سلیم الطبع و خوش خلق و خوش اطوار — ز دست چرخ محبوس الم شد
چو سبزه گشت پامال از فرس آه — برنگ غنچه خون هر دل ز غم شد
چو بلبل گشته نالان جمله عالم — چو شبنم دیده احباب نم شد
شد ای کاشف چنین سال وفاتش — صبا عازم به بستان ارم شد
۱۲۶۱

۱۱ از محمد شمس الدین حسین صاحب متخلص به بهش ۵

صبا آن عندلیب گلشن هند — چو قصد گلشن دار البقا کرد
دل بلبل ز سوز رنج او سوخت — ز جوش نالها محشر بپا کرد
لباس ماتمی پوشید هر نخل — ز پیچ و تاب سنبل طره وا کرد
نشستم غنچه سر افگند از درد — چو تاریخش طلب طبع رسا کرد
شنیدم ناگهان از بلبل قدس — صبا در گلشن فردوس جا کرد
۱۲۶۱

۱۲ از مولوی محمد بخش صاحب متخلص به شهید ۵

صبا از گلشن دنیا چه افسوس — چو بوی گل برفت و چون صبا رفت
سوی ملک بقا از ملک فانی — ز اسپ افتاد و بر اسپ فنا رفت
شنید از باغ دنیا جانب خلد — عجایب عندلیب خوش نوا رفت
چو شان این حادثه رو داد ای وای — که سالی در حساب از هوش ما رفت
پی تاریخ پرسیدم ز هر گل — صبا از گلشن دنیا کجا رفت
۱۲۶۱

از میر هادی علیخان صاحب متخلص به مفتون

داغ فرقت داد چون گردید بیمار مرکب صبا	کرد عزم گلشن جنت صبا مثل صبا
بر مزارش فکر سالش بود بعد از فاتحه	یافتم ایمای هاتف های ثابت آشنا

۱۲۷۰

خاتمة الطبع

پس از ترانه سنجی عندلیب خامه بر یاحین حمد محمودی که اوراق چار بیت اربع عناصر را باوجود تخالف طبعی وتباین ظاهری در یک شیرازه بسته و اجزای پریشان عنصری را بیک رشته ارکان منسلک ساخته خلعت توافق وجمعیت عطا فرمود ولسان انسان ضعیف البنیان را بحسن کلام ناطق ساخته قوت ممیزه بلاغت وفصاحت ودیعت نمود وجود مصنوعات بکمال قدرتش بود اوان الامر کله بید سلطنت قاهره وانتباه و نامحدود مداوا ان مخ رحدایقه سعادت وبلاغت را که مطالع قصیده نعت نوشش در صحیفه عالم ظهور یافته وازنور ایمان باعی دنیار امیت المعمور ساخته اما بعد بر رای مهر ضیای مشتاقان نظم سخن وطالبان معنای ضمن این بشارتی هست که درین ایام فرخنده فرجام کلام معجز نظام مرجیل نظام دهر مهر شار فصحای عصر قلزم مضامین آبدار رنگین بانی بحر مواج فقرات شیرین کامی افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب میر وزیر علی صاحب متخلص صبا گل همسبر گلشن که موسوم به غنچه آرزو و بعد نظر ثانی شاعر یکه دان دبیر رنگین بیان نوبحق انجمن سخن طرازنده کن مضامین نو بلوغ آمده اذکیا صاحب طبع رسا جناب میر بادشاه علی صاحب متخلص بقا ابن حضرت مصنف مغفور الغفار الی یوم النشور بعد انضمام تصنیف واشکال ضابطه حسب تطلع ارباب مرغوب وانداز خوش اسلوب بماه ذیحجه الحرام سنه ۱۲۹۹ هجری مطابق ماه نومبر سنه ۱۸۸۲ عیسوی باهتمام در مطبع طبع زاد اعجاز گردید

گر یا تر و تازہ و خوش رنگ ہے دیوان صبا کا — جسکا ہر شعر ہے معنی کی سبب جان سخن
بلبل طبع نے اے ذوق عجب موسم مین — کہی تاریخ تمامی کی گلستان سخن

قطعات تاریخ طبع دیوان افصح الفصحا جناب میر وزیر علی صاحب صبا
از نتائج افکار شیخ فضل الہی صاحب متخلص بہ کیف ٥

اور ہے نظم لاجواب صبا — ہین دیوان یہ کرامت ہے
ہے مضمون ہین نئے بندش — کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے
سالکان رہ مجاز کے کو — رہبر منزل حقیقت ہے
صاحب فہم کے لیے اے کیف — پند ہے وعظ ہے نصیحت ہے
کہی طبع نے یہ تاریخ — کیا عجب نسخۂ محبت ہے

١٢٧٢

ایضاً

ای بہار ریاض فکر صبا — بلبل گلشن سخندانی
گشتہ نظم در قلمرو اوست — تاج بخش شہ وفا فانی
از سواد خط منور او — دیدہ انوری بہشت نورانی
خاصہ از نظر اشعار مضمون — نور افشان ہمچو ابر نیسانی
ہر شعرے کہ اوست صدر نشین — بے وقار اند شوکت و شانی
از صفائے معانی و بندش — آئینہ در لباس حیرانی
کیف تاریخ طبع دیوان گفت — بے مثال و کلام لاثانی

١٢٧٢

ایضاً

چو دیوان صبا گردید مطبوع — بر آمد آرزوے مستمندان
بخط بیت گفتم تازہ تاریخ — زبا یہ تا دل نازک پسندان

حرف پیش از شش بار بنوشت | بکن حرف سوم را ہم سہ چند آن

[illegible]

از میر ولد حسن صاحب متخلص بہ فوق

گھڑی چھپ چکا کلام صبا | خوش ہوئی دوست و یگانہ کیا کیا
فوق نے اسطرح کہی تاریخ | واہ باغ و بہار کیسا چھپا

۱۲۷۲

از مرزا آغا حسن صاحب متخلص بہ آغا

چھپا جو تیار جو دیوان صبا کا | ہر شعر ہے اک تحفہ سخن [illegible]
تاریخ کی آغا کو ہوئی فکر جو پیدا | ہاتف نے [illegible]

[illegible]

از شیخ امداد علی صاحب متخلص بہ بحر

[illegible] تبشا بہ مغفور | [illegible] تازہ مضامین دیوان
سال دیوان صبا بحر انشست | دفتر عشق دل آویز صبا ان

[illegible]

از شیخ اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف

چھپا جو دیوان صبا خوش | جہاں سے بر وز و لطف سر و
بست هم مصرعہ تاریخ اشرف | کلام ہے پر اثر مطبوع عالم

[illegible]

از خادم علی صاحب بہوی متخلص بہ مسیحا

صبا کہ بود از و گلشن سخن سرسبز | ز طبع گشتہ دیوان [illegible]
مسیحا بجست ز تاریخ از سر الطاف | بگفت ہاتف غیبی [illegible]

از میر حبیب اللہ صاحب متخلص بہ رشک شاگرد صبا

جو صبا چھپا تیس گھڑی | [illegible] کیا خوب ہے
[illegible] سے تاریخ کہا | [illegible] فصل یہ تاریخ [illegible]

[illegible]

از جعفر [illegible] صاحب شاگرد مفتی [illegible]

لکھا جو کہ اپنے قلم سے جبکہ دیوان صبا — غنچۂ خاطر مرا مانند گل خندان ہوا

میں نے پوچھی ہاتف غیبی سے جب تاریخ طبع — یہہ کہا اوسنے گلستان صبا پھر چھپا

۱۱ ایضاً ۲

طبع گردید چو دیوان صبا — نام او باد بہ دنیا قائم

بہر تاریخ ز عرش [illegible] — شد ندا باغ و بہار دائم ۱۲۶۲

۱۳ از منشی امیر احمد صاحب متخلص بہ تسلیم ۴

شدہ چون طبع این دیوان فکر صبا یکتا — نہ بینی عجایب طرز رنگین و لطف انداز ے

پی تاریخ او تسلیم از کلک سخن آرا — رقم کردم کلام اوستادی نکتہ پرداز ے ۱۲۶۲

از میر محمد حسین صاحب متخلص بہ محمد

ہوا جو محمد وہ دیوان طبع — زبان قلم پر ہے جسکے ثنا

اگر دیکھے اس چمن کی بہار — تو بلبل کا بھی دم ٹھہر کے جائیگا

ہر اک مصرع تر ہے مصرعِ سبھی — ہر اک شعر رنگین ہے گل [illegible]

لکھا محمد بلبل طبع اب سال طبع — یہ مضمون کا گل کیا صبا نے کھلا

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ دیوان صبا از فکر عالی سید صادق علی صاحب پسر خلف و شاگرد مولانا منشی سید آقا علی صاحب متخلص بہ منشی سابق متخلص بہ حسرت [illegible] لکھنو محلہ فرنگی محل [illegible] گنج صاحب [illegible] سلمہ اللہ تعالی

چھپ گیا خوب ہی کلام صبا — لاجواب اور بے نظیر ہے یہہ

روی انصاف سے لکھی تاریخ — واہ وا نظم دلپذیر ہے یہہ ۱۲۶۲